ماہنامہ
الجمعیۃ
راولپنڈی
Reg No. NPR 176
مئی 2015ء مطابق رجب المرجب 1436ھ
امام کعبہ، فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر خالد الغامدی کی پاکستان آمد
ریلی
فقید المثال، تاریخ ساز
تحفظ ناموس رسالت
تحفظ حرمین شریفین
تحفظ مدارس دینیہ
سہراب گوٹھ تا تبت سنٹر کراچی
ہمالیہ سے بلند، سمندر سے گہری، شہد سے میٹھی
پاک چین لازوال دوستی
عدالتی کمیشن
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

مئی 2015ء مطابق رجب المرجب 1436ھ | جلد نمبر: 15 | شمارہ نمبر: 8

خط و کتابت کا پتہ
دفتر الجمعیۃ G-521-A
بالمقابل نازکو پریس لیاقت روڈ راولپنڈی
0336-5550686
051-5550686

عکس دروں

فی شمارہ 30 روپے ☆ اندرون ملک سالانہ: 350 روپے، ششماہی: 175 روپے
سعودی عرب: ۱۰۰ ریال ☆ برطانیہ: ۲۰ پونڈ ☆ امریکہ: ۳۰ ڈالر ☆ امارات: ۷۰ درہم

پبلشر: مولانا فضل الرحمن رجسٹرڈ نمبر: NPR176
پرنٹر: محمود برادرز پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی
اکاؤنٹ نمبر 5 - 0129205 بنام سید محمد زاهد شاہ
یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ فوارہ چوک برانچ، راولپنڈی۔ برانچ کوڈ: 0016

امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خالد الغامدی کا دورۂ پاکستان

اور یمن کے حوالے سے پاکستانی پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد

اداریہ

امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خالد الغامدی پاکستان کا نوروزہ دورہ مکمل کر کے واپس سعودی عرب تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کا ورود مسعود بلاشبہ اہل پاکستان کیلئے سعادت و مسرت کا سنہرا اور ناقابل فراموش موقع تھا، یہی وجہ ہے کہ اپنے نوروزہ کے قیام کے دوران وہ جہاں جہاں گئے اہل پاکستان نے جس طرح ان کیلئے دیدہ و دل فرش راہ کیا اور جس طرح ان کا بھرپور استقبال کیا ایسی محبت کم کسی غیر ملکی شخصیت کے حصے میں آتی ہے، حکومتی سطح پر سپیشل پروٹوکول کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر اس قدر بھرپور پذیرائی پر خود امام کعبہ بھی بعض مقامات پر حیرت کا اظہار کر چکے ہیں۔ شیخ ڈاکٹر خالد الغامدی نے حکومتی ایوانوں کے ساتھ ساتھ کئی سیاسی اور دینی مراکز کے دورے کئے، اجلاسوں اور سیمینارز میں بھی شرکت کی۔ انہوں نے پاکستان سے اپنا تعلق ثابت کرنے کیلئے کئی حوالے دیئے، پاکستان کو اپنا دوسرا گھر بھی کہا اور پاکستانی حافظ قرآن استاد کو بھی یاد کرنا نہ بھولے جس نے انہیں قرآن حفظ کرایا تھا۔ امام صاحب نے داعش اور پاکستانی طالبان کو خوارج کہہ کر بہت سی وضاحتیں ایک جملے میں کر دیں، انہوں نے ایران کو بھائی کہہ کر خلیج میں بھڑکنے والی آگ پر پانی چھڑکنے کی کوشش کی۔ اپنے دورے کے آغاز پر بحریہ ٹاؤن لاہور میں واقع پاکستان کی سب سے بڑی جامع مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما کر نماز جمعہ کی امامت فرمائی، اگلے دن جامع مسجد منصورہ میں نماز فجر اور اسی دن جامعہ اشرفیہ میں نماز ظہر کی امامت فرمائی۔ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث کے زیر اہتمام مقامی ہوٹل میں دفاع حرمین شریفین کنونشن میں شرکت فرمائی شہباز شریف سے ملاقات کیلئے وزیر اعلیٰ ہاؤس پہنچے تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود اپنے دفتر کے صدر دروازے پر آ کر استقبال کیا۔ پیر کے روز اسلام آباد پہنچے تو سعودی سفیر کے ہمراہ پارلیمنٹ ہاؤس بھی گئے جہاں سپیکر قومی اسمبلی ایاز صادق، وزیر مذہبی امور سردار یوسف کے علاوہ قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن نے ان کیلئے خیر مقدمی کلمات کہے۔ اس موقع پر قائد جمعیۃ نے فصیح عربی میں خطاب کر کے انہیں خوش آمدید کہا اور اپنی ایک اور صلاحیت کا لوہا منوایا۔ پاکستانی پارلیمنٹ کچھ ہی عرصہ قبل یمن بحران کے حوالے سے حکومت کو غیر جانبدار رہنے کی قرارداد منظور کر چکی تھی، اس قرارداد کی منظوری کے اگلے روز متحدہ عرب امارات کے وزیر کی دھمکیوں کے بعد پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان اعتماد سازی کے جس عمل کی ضرورت تھی حکومت پاکستان کی مطالبے پر سعودی حکومت نے امام کعبہ کو پاکستان بھیج کر بہت مہارت کے ساتھ یہ قدم اٹھایا اور یہ ایک دور رس اثرات کا حامل فیصلہ تھا۔ اس حوالے سے امام کعبہ نے ایک ماہر سفارتکار کی طرح اس قرارداد کو پاکستان کا داخلہ معاملہ کہہ کر پاکستان کے بالاتر سیاسی ایوان کی رائے کو تسلیم کرنے اور اس کے احترام کا پیغام دیا اور اپنی گفتگو اور اپنے لہجے سے پاکستان اور سعودی عرب کے عوامی اور سیاسی سطح کے رابطوں کو ایک نئی جہت دی۔ بلاشبہ سعودی عرب اور پاکستان کے قومی اور عوامی تعلقات کی نوعیت کسی دوسرے ملک کے ساتھ تعلقات سے بالکل مختلف ہے، دونوں ملک باہمی تعاون کی لازوال تاریخ رکھتے ہیں اور ایسے ایمانی اور روحانی رشتے سے منسلک ہیں جن کی جڑیں عوامی سطح پر بہت گہری ہیں۔ مملکت سعودی عرب کی شمالی اور مشرقی سرحدات کے بعد اب جنوبی سرحد پر نہایت پریشان کن شورش سر اٹھا چکی ہے۔ بلاشبہ یہ مملکت سعودی عرب کیلئے ایک کڑا وقت ہے، برادر اسلامی ملک نے ہمیشہ ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے اسلئے ان حالات میں جبکہ حوثی باغی حرمین شریفین پر قبضہ کی دھمکیاں دے رہے ہیں ہمیں بھی امت مسلمہ کے روحانی مرکز سعودی عرب کا مکمل ساتھ دینا چاہیے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو یمن کے معاملے پر پارلیمنٹ کی منظور کردہ قرارداد پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ پارلیمانی قرارداد کی منظوری کے بعد پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور بعد ازاں وزیر اعظم خود شاہ سلمان سے ملاقات کرنے سعودی عرب پہنچے اور انہیں اس حوالے سے اطمینان دلانے کی کوشش کی، کیونکہ انہیں بجا طور پر یہ احساس تھا کہ یمن و سعودی عرب کے حوالے سے مشترکہ قرارداد پر سعودی عرب کے تحفظات ہیں۔

پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کے موقع پر قرارداد کے متن کی تیاری کیلئے پارلیمانی پارٹیوں کے جن رہنماؤں کا اجلاس ہوا اس میں جمعیۃ علماء اسلام کا کوئی رکن تھا اور نہ ہی انہیں اعتماد میں لیا گیا، البتہ جس وقت یہ قرارداد منظوری کیلئے ایوان میں پیش کی گئی، اس موقع پر قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن ایوان میں موجود نہیں تھے، جبکہ جمعیۃ علماء اسلام کے دیگر ارکان نے پارلیمان کے متفقہ موقف کا ساتھ دیتے ہوئے اس کی تائید کی۔ تاہم اس حوالے سے ابہام بہرحال موجود تھا، چنانچہ اپوزیشن کے مطالبے اور قائد جمعیۃ کے اصرار پر حکومتی موقف کی وضاحت کے بعد قائد جمعیۃ نے اپنے ایک بیان میں اس قرارداد پر حیرت کا اظہار کیا، اس سے قبل پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کے پہلے دن اپنے خطاب میں انہوں نے سعودی عرب کے ساتھ پاکستان کے دوستانہ مراسم اور روحانی تعلق و مرکز عقیدت ہونے کی نسبت سے انہی خیالات کا اظہار کیا جس کا اعادہ انہوں نے اگلے دن "ہالیڈے ان" اسلام آباد میں تحفظ حرمین کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ لیکن صد افسوس کہ ذرائع ابلاغ نے ایک بار پھر روایتی بددیانتی کا مظاہرہ کیا اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا پر بڑے شد و مد سے یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ مولانا فضل الرحمٰن نے پارلیمنٹ میں جس قرارداد کو ووٹ دیا پارلیمنٹ سے باہر آ کر اس پر تنقید کر رہے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ نہ تو انہوں نے قرارداد کو ووٹ دیا اور نہ ہی باہر آ کر پارلیمنٹ کے اندر بیان کردہ موقف سے مختلف موقف کا اظہار کیا ہے۔ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ذرائع ابلاغ کے اندر ایک مخصوص طبقہ ہمہ وقت ایسی خبروں کی تلاش میں رہتا ہے، جس کی بناء پر قائد جمعیۃ کے موقف کو نشانہ تنقید بنا کر عوام الناس کو ان سے بدظن کیا جاسکے اور انہیں اس بے بنیاد تنقید کی بناء پر ایک دوغلے اور مفاد پرست میں سیاستدان کے طور پر متعارف کرا کے عوام الناس کو اس حد تک ان سے متنفر کیا جائے کہ عوامی حلقوں تک ان کے مدبرانہ اور متوازن موقف کا ابلاغ ہی نہ ہو پائے۔ مولانا کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے جہاں ہمیشہ قومی مسائل پر دلیرانہ موقف اپنا کر عوام کے جذبات کی ترجمانی کی ہے، وہاں قومی سیاست میں ہٹ دھرمی اور مخالفت برائے مخالفت جیسے منفی رویوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سنجیدہ سیاست اور مثبت رویوں کو رواج بخشا ہے۔ سعودی عرب اور پاکستان کے باہمی تعلقات کے حوالے سے بھی ان کا موقف بڑا واضح ہے کہ یمن کے معاملے پر سعودی عرب کے ساتھ ہمارا تعاون غیر مشروط ہونا چاہئے اور گزشتہ روز جمعیۃ علماء اسلام سندھ کے زیر اہتمام سہراب گوٹھ تا تبت سنٹر کراچی ایک فقید المثال تحفظ حرمین ریلی میں بھی اس کا برملا اظہار کیا کہ سعودی عرب کے دفاع پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا بلکہ پاکستان کا بچہ بچہ حرمین کے تحفظ کیلئے جان کی قربانی تک دینے کیلئے تیار ہے۔ تاہم وہ سمجھتے ہیں کہ سعودی عرب پاکستان کے دوستانہ تعلقات کا یہ بھی تقاضا ہے کہ سعودی عرب کو حالت جنگ سے نکالا جائے۔

توقع کی جانی چاہیے کہ امام کعبہ شیخ خالد الغامدی کا دورہ پاکستان دور رس اثرات کا حامل ہوگا اور اس سے پاکستان اور سعودی عرب میں باہمی اعتماد سازی میں اضافہ ہوگا۔

عدالتی کمیشن: پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ......

2013ء کے الیکشن میں دھاندلی کی تحقیقات کے حوالے سے قائم عدالتی کمیشن نے تمام سیاسی جماعتوں کو سوالنامہ فراہم کرتے ہوئے دو دن میں ان سے جواب طلب کیا ہے، جس میں بنیادی نوعیت کے وہ تمام سوالات شامل ہیں جن کے جوابات سے تعین کرنے میں بآسانی مدد مل سکتی ہے کہ 2013ء کے انتخابات میں منظم دھاندلی ہوئی یا نہیں؟ دھاندلی کی تحقیقات کے حوالے سے قائم عدالتی کمیشن کی آئینی حیثیت کے بارے میں جمعیۃ علماء اسلام کا موقف بڑا واضح ہے کہ الیکشن کے حوالے سے معاملات نمٹانے الیکشن کمیشن یا پھر الیکشن ٹریبونل کا اختیار ہوتا ہے" یہی وجہ ہے کہ متذکرہ عدالتی کمیشن کو سپریم کورٹ بار اور پاکستان بار کونسل نے آئین سے متصادم قرار دیا ہے، اور ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ مستعفی ارکان قومی اسمبلی (بطور اجنبی) ایوان میں بیٹھے ہیں اور عدالتی کمیشن انہی کے مطالبے پر تحقیقات کر رہی ہے کہ دھاندلی ہوئی ہے یا نہیں؟ باوجود اس کے کہ جمعیۃ علماء اسلام بھی دوسری جماعتوں کی طرح الیکشن 2013ء میں ہونے والی دھاندلی پر اپنا موقف دے چکی ہے اور اس حوالے سے صوبہ خیبر پختونخوا میں تحریک انصاف کے مینڈیٹ کو ایک جعلی مینڈیٹ سے تعبیر کرتی رہی ہے، مگر عدالتی کمیشن کی آئینی حیثیت کے پیش نظر دھاندلی سے متعلق شکایات کے ضمن میں فریق بننے کیلئے کوئی درخواست دائر نہیں کی۔ تاہم یہ معاملہ چونکہ اب عدالتی کمیشن کے زیر غور ہے اسلئے غیر ضروری بیان بازی کی بجائے اب تحریک انصاف کی ذمہ داری بنتی ہے کہ کمیشن کو دھاندلی سے متعلق وہ تمام ثبوت فراہم کردیں جس کے بارے میں کنٹینر پر کھڑے ہو کر روزانہ چیلنج دیتے رہے۔ لیکن نظر بظاہر صورتحال اسکے برعکس نظر آتی ہے (بقیہ صفحہ نمبر 37 پر ملاحظہ فرمائیں)

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد:

جناب صدر محترم، اکابر علماء کرام، بزرگان ملت، میرے دوستو اور بھائیو! جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کی دعوت پر آج کا یہ عظیم الشان اجتماع منعقد ہو رہا ہے، تاحد نظر انسانوں کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آج اس بات کو بڑی وضاحت کے ساتھ پوری دنیا کے سامنے رکھنا چاہتا ہے کہ پوری پاکستانی قوم کو امت مسلمہ کی مانند تحفظ حرمین شریفین کیلئے اور مملکت سعودیہ عربیہ کے اندر تمام مقامات مقدسہ کے تحفظ کیلئے، باغی قوتوں کے مقابلے میں سعودی عرب کیساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہے اور پاکستان اور سعودی عرب کی دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر آزمائش میں اور ہر امتحان میں ہماری یہ دوستی اعتماد پر پوری اترے۔

میرے محترم دوستو! آج یکم مئی ہے، دنیا میں یکم مئی مزدوروں کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام کا بنیادی منشور ونظریہ اس ملک کے غریب طبقے، اس ملک کے مزدور، کسان اور اس ملک کے چھوٹے ملازمین کے حقوق کیلئے آواز بلند کرنا یہ ہمارا نظریہ بھی ہے اور ہمارا منشور بھی ہے اور پاکستان کی عوام پر جہاں جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ مظالم ہوئے ہیں یا پاکستان میں ہو رہے ہیں، آج کے دن ہم ایک بار پھر پاکستان کے مظلوم طبقے کو، پاکستان کے مزدوروں کو پاکستان کے ہاریوں اور کسانوں کو، پاکستان کے چھوٹے ملازمین کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ آپ کے حقوق کیلئے جنگ لڑنے کے میدان میں جمعیۃ علماء اسلام صف اول میں ہوگی۔

میرے محترم دوستو! امت مسلمہ آج ایک مشکل دور سے گزر رہی ہے، ایک طرف عالم عرب میں اسرائیل کا ناسور جس نے فلسطین کی سرزمین پر قبضہ کیا ہے، جنہوں نے ہمارے قبلہ اول پر قبضہ کیا ہے اور پورا عالم عرب آج فلسطین کے دفاع کیلئے متحد ہے، پاکستان کے عوام نے روز اول سے ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر انہیں اعتماد دلایا ہے کہ ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ ہیں، ہم اپنے عرب بھائیوں کیساتھ ہیں۔

اور ہم آج ایک بار پھر کہہ دینا چاہتے ہیں کہ عالمی سطح پر اسلام اور عالم اسلام کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں، امت مسلمہ پر جو جنگ مسلط کی گئی ہے وہ درحقیقت امت مسلمہ کو غلام بنانے کیلئے ہے۔ تیرہ سال پہلے افغانستان میں امریکہ اور بین الاقوامی قوتیں آئیں اور یہ کہہ کر کہ ہم دہشت گردی کیخلاف جنگ لڑ رہے ہیں، یہ کہہ کر کہ ہم تین مہینے کے اندر دہشت گردی ختم کردیں گے۔ پھر تین مہینوں تو کیا، اب تیرہ سال ہو گئے ہیں دہشت گردی کیا ختم کرلی ہے، وہ آگ بھڑکی، وہ پاکستان میں آئی، وہ آگ بھڑکی، وہ عراق میں چلی گئی، وہ آگ بھڑکی، مصر میں پہنچی، تیونس اور الجزائر میں پہنچی، لیبیا کی اینٹ سے اینٹ بجائی۔ آج یمن میں پھر خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے اور نہ جانے آنے والے دنوں میں کہاں کہاں یہ آگ لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ آج یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ یہ جنگ دہشت گردی کیخلاف نہیں تھی، یہ کسی کی آزادی کیلئے نہیں تھی، یہ قوموں کی آزادی چھیننے کیلئے تھی، یہ امت مسلمہ کے وسائل پر قبضہ کرنے کیلئے تھی یہ ایشیاء کے ساتھ اقتصادی جنگ لڑنے کا آغاز تھا۔ یہ جنگ مشرق وسطیٰ اور ایشیائی علاقوں کے وسائل پر قبضہ کرنے کیلئے تھی اور آج وہ بھی اس آگ سے نہیں نکل پا رہے ہیں، امت مسلمہ کو اس مشکل سے دوچار کیا ہے۔ ایک بات تو میں کرسکتا ہوں کہ امت مسلمہ کے حکمرانوں سے کہہ سکتا ہوں کہ جب ہم آپ سے کہہ رہے تھے کہ اس جنگ میں مت جاؤ، یہ جنگ دہشت گردی کیخلاف نہیں ہے۔ یہ جنگ امت مسلمہ کیخلاف ہے، یہ جنگ امت مسلمہ کے وسائل پر قبضہ کرنے کیلئے ہے۔ یہ جنگ امت مسلمہ کو آپس میں لڑانے کیلئے ہے۔ آج تیرہ سال کے بعد تو کم از کم اسلامی دنیا کے حکمران اس پر نظر ثانی کرلیں کہ تیرہ سال پہلے ان کا فیصلہ غلط تھا۔ سوچنا پڑے گا ہمیں کہ ہمیں اپنے حکمرانوں نے کہاں پہنچایا اور آج جب ہم پاکستان میں دیکھتے ہیں تو ہمارے حکمرانوں کو اپنے آپ کو مغربی دنیا کا وفادار ثابت کرنے کیلئے دینی مدارس پر حملے کرنے ہوتے ہیں، علماء کرام پر حملہ کرنا ہوتا ہے۔ داڑھی اور پگڑی کے خلاف ریاستی قوت کو استعمال کرنا ہوتا ہے، دینی مدارس کے خلاف ریاستی قوت کو استعمال کرنا ہوتا ہے۔ آج ہماری پارلیمان کو بھی دینی مدارس اور مذہبی اداروں کے خلاف استعمال کیا گیا ہے۔ آئین کے اندر اکیسویں ترمیم اس کا اور کوئی مقصد نہیں، یہ ایک امتیازی قانون بنانے کیلئے کیا گیا ہے۔ ہم نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ نیشنل ایکشن پلان جو آپ کہتے ہیں کہ 20 نکات پر مشتمل ہے، نیشنل ایکشن پلان 20 نکات پر مشتمل نہیں ہے، یہ 20 نکات محض نمائش کیلئے ہیں وہ صرف ایک نکتے پر مشتمل ہے کہ آپ نے پاکستان کے دینی اداروں کے کردار کو کس طرح ختم کرنا ہے، آپ نے دنیا کے سامنے مذہب اور مذہبی اداروں کو دہشت گرد کے طور پر پیش کرنا ہے۔ لیکن جمعیۃ علماء اسلام اور پاکستان کی تمام دینی قوتوں نے متفق ہو کر یہ ثابت کیا کہ مذہب کیخلاف آپ کی کاروائیاں یہ آپ کی ذہنیت نہیں ہے یہ امریکہ اور بین الاقوامی ذہنیت اور ان کے ایجنڈے کی تکمیل ہے۔

میرے محترم دوستو! ہم نے واضح طور پر کہا ہے کہ اکیسویں ترمیم، یہ امتیازی قانون ہے یہ مذہب کیخلاف ہے، یہ مذہبی اداروں کے خلاف ہے، یہ مدارس کے خلاف ہے اور ہم پاکستان میں کسی امتیازی قانون کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں

پاکستان اور سعودی عرب کی دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر آزمائش کے موقع پر اور ہر امتحان میں ہماری یہ دوستی اعتماد پر پوری اترے

ہیں۔تم آگ بھڑکانا چاہتے ہو،امن کے نام پر جنگ کے شعلے بھڑکانا چاہتے ہو۔ یہ امریکی سیاست ہے۔تیرہ سال پہلے امریکہ نے امن کی بات کی،لیکن دنیا پر جنگ مسلط کی۔امریکہ نے آگ بجھانے کی بات کی،لیکن آگ بجھاتے ہوئے اس نے آگ پر تیل ڈالا ہے،آگ کو بھڑکایا ہے۔مزید اب امت مسلمہ کو اور اپنی قوم کو بیوقوف نہیں بنایا جاسکتا۔

میرے محترم دوستو!یہاں پر اگر کوئی فحاشی کا پروگرام ہوتا، اگر یہاں پر مغربی تہذیب کی نمائندگی ہوتی تو آج آپ کا میڈیا پوری دنیا میں آپ کو کوریج دے رہا ہوتا۔لیکن جب آپ کی ایک مذہبی شناخت ہے،آپ مذہب کے نمائندے ہیں، آپ دنیا تک قرآن وسنت کا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں،آپ اسلام کی نمائندگی کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو میڈیا کوئی اہمیت نہیں دے گا۔اس حوالے سے آپ اس پر تکیہ نہ کریں،ہم ان چیزوں سے بے نیاز ہو کر میدان میں آئے ہیں اور ہمیں کوئی میڈیا پر کوریج دے یا نہ دے لیکن ہم آج صرف اپنی قوت کا ایک معمولی اظہار کررہے ہیں۔اگر یہ دنیا میدان میں آگئی، ہم سیاسی میدان میں آپ کو شکست دے سکتے ہیں،ہم بین الاقوامی دنیا کو شکست دے سکتے ہیں ہم نے دلیل کے میدان میں امریکہ کو شکست دی ہے۔

یہ ملک اسلام کیلئے بنا ہے،آج اس ملک کو ایک لبرل پاکستان بنایا جارہا ہے،آج اس ملک کو سیکولر پاکستان بنایا جارہا ہے۔ ہم واضح طور پر کہنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کو سیکولر پاکستان نہیں بننے دیا جائے گا۔اس ملک کی اسلامی حیثیت کا تحفظ کیا جائے گا اور اگر آپ نے پاکستان کو لبرل بنانے کی کوشش کی تو پاکستان کے قیام کا مقصد ختم ہوجائے گا اور نئی نسل آپ سے پوچھے گی کہ پاکستان آپ نے بنایا کیوں تھا،کیا یہ عیاشیوں کیلئے بنایا تھا، اس ننگے پن کیلئے بنایا تھا، اس ننگی تہذیب کیلئے بنایا تھا،اس مغربی تہذیب کیلئے بنایا تھا؟ اس کو آپ ترقی کہتے ہیں؟ آئیں ہم اس ملک کو ترقی دیں، آئیں ہم اس ملک کو اقتصادی ترقی دیں، آئیں ہم اس ملک کو خوشحال بنائیں اور اس ملک کو خوشحالی کا لباس پہنائیں،مغرب کے لباس کی طرح اس قوم کو ننگا مت کریں۔ جو لوگ ننگے پاکستان کی بات کرتے ہیں،وہ لوگ درحقیقت ایک ننگے پاکستان کی بات کرتے ہیں جو نہیں بننے دیا جائے گا۔

میرے محترم دوستو! آج جب آپ کا یہ عظیم الشان اجتماع دیکھ رہا ہوں تو شدت سے محسوس کررہا ہوں کہ آج ہم میں ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید نہیں ہیں۔ یہاں تو عجیب صورتحال ہے کہ جب دنیا کے سامنے اپنی کارکردگی دکھانی ہے تو آئے روز لوگوں کو پھانسیوں پر چڑھایا جارہا ہے، ملٹری کورٹس کے ذریعے سے لوگوں کو پھانسیاں دی جارہی ہیں لیکن ڈاکٹر خالد محمود کے قاتل گرفتار ہونے کے باوجود آج تک عدالت کے سامنے پیش نہیں کئے جارہے۔کہاں گیا تمہارا انصاف؟ کہاں گیا تمہارا عدل؟ کہاں گئی دہشت گردی کیخلاف

آج پاکستانی پارلیمنٹ کو مدارس کے خلاف استعمال کیا گیا،قومی ایکشن پلان صرف مذہبی طبقے کیخلاف ہے اسٹیبلشمنٹ ہمیں اپنا غلام نہ سمجھے۔

جنگ؟ اس وقت پورے ملک میں علماء کرام کیخلاف فورتھ شیڈول کا حربہ استعمال کیا جارہا ہے۔فورتھ شیڈول کیا ہے؟ جب افغان مہاجرین آئے تھے،ان کو کیمپوں تک محدود کیا گیا تھا تو اس وقت فورتھ شیڈول کا ایک قانون لایا گیا۔تاکہ اگر یہ لوگ اپنے کیمپوں سے باہر جائیں تو مقامی تھانے کو اطلاع کریں،وہ جو افغان مہاجرین کو کنٹرول کرنے کیلئے ایک وقتی قانون نافذ کیا گیا آج پورے ملک میں وہ قانون صرف علماء کرام کیخلاف استعمال ہورہا ہے۔ کیا ضرورت ہے فورتھ شیڈول کے لفظ کی؟ یہ تو ایک تکلف ہے۔سیدھا کہہ دو کہ جتنے داڑھی پگڑی والے ہیں، یہ بستہ ''ب'' کے بدمعاش ہیں، تھانے میں ان کی تصویریں لٹکا دی جائیں۔تم نے مذہب کی توہین کی ہے،تم نے علماء کی توہین کی ہے۔اور افغانستان میں جہاد اس وقت شروع ہوا تھا جب مساجد پر حملے کیے گئے،جب علماء کو قتل کیا گیا، جب مذہبی ادارے تباہ وبرباد کردیئے گئے۔ آج اگر پاکستان میں یہی کچھ ہوتا رہے گا تو میں حکمرانوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس ملک کو کدھر لے کر جارہے ہیں؟

یہ تو ہمارا تحمل ہے کہ ہم آپ کے مظالم برداشت کررہے ہیں،ہم سیاسی محاذ پر مقابلہ کررہے ہیں،ہم آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے اس کا مقابلہ کررہے ہیں۔ یاد رکھو دینی مدارس ہیں اور رہیں گے ان شاء اللہ۔ یہ جو کبھی کوئی ایجنسی، کبھی کوئی ایجنسی روزانہ کوئی پروفارما چھاپ کر مدرسوں میں لے جاتی ہے کہ اس پر دستخط کرو۔ آپ ہوتے کون ہیں؟ اگر میں نے قانون کے دائرے میں رہنا ہے تو آپ نے بھی قانون کے دائرے میں رہنا ہے۔ اگر میں قانون کو پامال نہیں کررہا میں قانون سے تجاوز نہیں کررہا تو کوئی کتنا ہی بڑا ادارہ کیوں نہ ہو اس کو بھی ملک کے آئین اور قانون کے دائرے میں رہنا پڑے گا۔اور ہم اگر رجسٹریشن کرتے ہیں،پاکستانی قانون کے مطابق کرتے ہیں۔ آپ ان کو لائیں رجسٹریشن کی طرف،کوئی بغاوت نہیں کرے گا۔ قانون کے مطابق ہم زندگی گزار رہے ہیں۔تعلیم کا یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔اور یہ جو پروفارما ہے یہ تو اتنا ذلت والا پروفارما ہے کہ یہ تو جیل میں کسی قیدی کو بھی نہیں دیا جاتا جو آپ دینی مدارس کو دیتے ہیں کہ طلباء اس کو پر کریں اور مدارس کے مہتممین اس کو پر کریں۔ لیکن سن لو! آزمائشیں قوموں پر آتی رہتی ہیں،امت مسلمہ پر آزمائشیں آئی ہیں، مذہبی دنیا میں آزمائشیں ہیں، مدارس پر آزمائشیں ہیں علماء پر آزمائشیں ہیں۔ یہ آزمائش آپ کو دعوت دے رہی ہے کہ آپ نے اس کا مقابلہ جرأت وہمت کے ساتھ کرنا ہے، استقامت کیساتھ کرنا ہے،عزم کیساتھ کرنا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ ہم اس ملک میں غلام بن کر رہنے کیلئے نہیں ہیں،ہم اس ملک میں سر جھکا کر رہنے کیلئے نہیں ہیں،ہم اس ملک میں سر اٹھا کر چلنے کیلئے ہیں،ہم عزت ووقار کے ساتھ اس ملک میں رہنا چاہتے ہیں،کوئی بیوروکریٹ اسٹیبلشمنٹ کا کوئی نمائندہ اپنے آپ کو اس ملک کا مالک نہ سمجھے۔کوئی ہمیں اس ملک میں غلام نہ سمجھے۔جس طرح تم ایک ماں اور ایک باپ کی اولاد ہو کر ایک پاکستانی کی حیثیت سے عزت کیساتھ رہنا چاہتے ہو،ایک عالم دین اور ایک مدرسے کا طالب علم بھی تمہارے برابر کی عزت کیساتھ اس ملک میں رہنا چاہتا ہے اور ہم آپ کو پوری وضاحت کے ساتھ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ہمیں آپ کی غلامی قبول نہیں ہے۔ ہم پاکستان کے آئین وقانون کے دائرے میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور اگر کل پھر ملک میں حالات خراب ہوتے ہیں،وہ دور گزر گئے جب آپ کسی مذہبی آدمی کو دہشت گرد کہتے تھے۔اب ان شاء اللہ وہ وقت آنے والا ہے، جب مجھے امن کا علمبردار کہا جائے گا اور تجھے کرۂ ارض کا (بقیہ صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں)

وادی مہران کا شہیدؒ اسلام سے تجدید عہد

تاریخ ساز تحفظ حرمین شریفین ریلی

سہراب گوٹھ تا تبت سنٹر کراچی عظیم الشان ریلی کا آنکھوں دیکھا حال منیر احمد فاروقی کے قلم سے

سانحہ پشاور کے بعد قومی منظر نامہ یکسر بدل گیا اور پوری قوم دہشت گردی کیخلاف متحد نظر آنے لگی۔ اکیسویں آئینی ترمیم منظور ہوئی تو توپوں کا رخ صرف مدارس و مذہبی طبقے کی طرف موڑ دیا گیا، ملک بھر میں دینی مدارس و علماء کرام اور مذہبی حلقے حکومتی عتاب کا شکار ہونے لگے۔ ملک کے دوسرے بڑے صوبے سندھ میں پی پی پی کی حکومت نے شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بننے کے مصداق سندھ میں منتظمین مدارس، علماء کرام اور مذہبی ذہن رکھنے والے افراد کو مختلف حیلے بہانوں سے پریشان کرنا شروع کردیا۔ اس دوران شکار پور میں ایک امام بارگاہ دہشت گردی کا نشانہ بنی جس نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی اور غیر اعلانیہ آپریشن کا مکمل رخ صرف دیوبندی مکتبہ فکر کی طرف کردیا گیا۔ سکھر اور حیدرآباد ڈویژن میں سینکڑوں مدارس بند کردیئے گئے جبکہ سینکڑوں علماء کرام کیخلاف لاؤڈ اسپیکر ایکٹ کی خلاف ورزی کے نام پر مقدمات قائم کئے گئے۔

ان حالات میں اہل حق کے نمائندہ سیاسی پلیٹ فارم جمعیۃ علماء اسلام نے اپنا فرض منصبی ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ جمعیۃ علماء اسلام سندھ میں علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کی شہادت جیسے عظیم سانحے سے گزرنے کے باوجود اہل مدارس اور مذہبی طبقے کا مقدمہ عوامی، سیاسی اور سماجی طور پر لڑنے کیلئے میدان میں اتری۔ جے یو آئی سندھ کے نو منتخب جنرل سیکرٹری شہید اسلام کے جانشین صاحبزادہ مولانا راشد خالد محمود سومرو اپنے رفقاء کیساتھ سرگرم ہوگئے۔ جے یو آئی سندھ نے سب سے پہلے ڈویژنل سطح پر مدارس کے منتظمین اور جمعیۃ علماء اسلام کے ذمہ داران کے مشترکہ کنونشن منعقد کرائے۔ پہلا کنونشن 29 جنوری کو سکھر، لاڑکانہ ڈویژن کا سکھر میں منعقد ہوا۔ جماعت سے وابستہ مدارس کے مہتممین اور اضلاع کا دوسرا پروگرام 4 فروری کو الجمعیۃ ہاؤس پٹھان گوٹھ حیدرآباد میں منعقد ہوا جس میں سینئر مولانا عطاء الرحمٰن نے بھی شرکت کی۔ تیسرا کنونشن 5 فروری کو جامعہ مدینہ اسلامیہ گلشن اقبال کراچی میں منعقد ہوا جس میں مرکزی ناظم عمومی سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب اور جے یو آئی خیبر پختونخوا کے نائب امیر سینیٹر مولانا عطاء الرحمٰن صاحب نے خصوصی شرکت کی۔ اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ناموس رسالت کے تحفظ، دینی مدارس کے دفاع اور ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کے قاتلوں کی عدم گرفتاری کیخلاف عوامی سطح پر بڑے اجتماعات منعقد کئے جائیں گے۔

فیصلے کے مطابق 26 فروری کو سکھر میں ایک عظیم الشان ریلی منعقد کی گئی جس نے جے یو آئی کی سابقہ ریلیوں کا ریکارڈ توڑ دیا، لاکھوں افراد نے جانشین شہید اسلام مولانا راشد محمود سومرو، سائیں عبدالقیوم ہالیجوی اور دیگر اکابر کی قیادت میں لکھی موڑ شکار پور تا گھنٹہ گھر چوک مارچ کر کے مدارس کیخلاف سازشیں کرنے والوں کو دندان شکن جواب دیا۔ اس ریلی میں مولانا راشد محمود سومرو کے انتہائی جذباتی انداز میں حکومتی اداروں پر تنقید نے حکومتی حلقوں میں کھلبلی مچادی۔

اس یادگار ریلی کے بعد اہل حق کا کارواں سندھ کے دوسرے بڑے شہر حیدرآباد پہنچا اور 2 اپریل کو اہلیان حیدرآباد نے عجیب نظارہ دیکھا، ہر طرف پرچم نبوی کی بہاریں اور تاحد نگاہ سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ جمعیۃ علماء اسلام کی جانب سے حیدرآباد، نوابشاہ اور میرپور خاص ڈویژن کی سطح پر تحفظ ناموس رسالت، مدارس و مساجد اور شہید اسلام علامہ خالد محمود سومروؒ کے قاتلوں کی گرفتاری کیلئے ایک عظیم الشان ریلی کا اہتمام کیا گیا، جو ہٹڑی بائی پاس حیدرآباد سے شروع ہوئی اور ہالا ناکہ لبرٹی چوک مارکیٹ تلک چاڑھی اسٹیشن روڈ سے ہوتی ہوئی کوہ نور چوک تک پہنچی۔ جہاں تاریخ ساز جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ ریلی میں مولانا عطاء الرحمٰن نائب امیر جے یو آئی خیبر پختونخوا نے خصوصی شرکت کی۔ جبکہ جے یو آئی سندھ کے جنرل سیکرٹری مولانا راشد محمود سومرو، مولانا ناصر محمود سومرو، محمد اسلم غوری، مولانا سید سراج احمد امروٹی، مولانا عبدالقیوم ہالیجوی، مولانا محمد اسماعیل قاسمی، قاری احسان احمد، مولانا تاج محمد ناہیوں، انجینئر عبدالرزاق عابد لاکھو نے بھی خطاب کیا۔ حیدرآباد میں جے یو آئی نے اس سے قبل کوئی بڑا عوامی اجتماع منعقد نہیں کیا تھا مگر اس ریلی نے ثابت کردیا کہ حیدرآباد ڈویژن میں بھی جے یو آئی ہی سب سے بڑی سیاسی مذہبی قوت ہے، حیدرآباد کے اس اجتماع نے سیاسی پنڈتوں کے ساتھ سرکاری حلقوں کو بھی حیران و پریشان کردیا۔

حیدرآباد کے بعد باری تھی سندھ کے دارالحکومت اور پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی کی جہاں جے یو آئی اس سے قبل اسلام زندہ باد کانفرنس منعقد کر کے اپنی دھاک بٹھا چکی ہے اور آج تک اس کانفرنس کا کوئی ریکارڈ نہیں توڑ سکا ہے یعنی کراچی میں جے یو آئی کو اپنے ہی چیلنج کا سامنا تھا۔ ریلی کی تیاریوں کے سلسلے میں صوبائی جنرل سیکرٹری مولانا راشد محمود سومرو، قاری محمد عثمان، مولانا محمد غیاث، مولانا عبدالکریم عابد، محمد اسلم غوری نے دن رات محنت کی۔ ضلع سے لے کر یونٹ تک کے اجلاس میں خود شرکت کر کے ذمہ داران کو اس ریلی کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ جبکہ اضلاع کے ذمہ داران مولانا عمر صادق، سید اکبر شاہ ہاشمی، مولانا احسان اللہ ٹکروی، مفتی عبدالمنعم، قاضی فخر الحسن، مولانا عبداللہ بلوچ، مولانا محمد بلال، مولانا عاصم کریم، مفتی عبدالحق عثمانی، مولانا صابر اشرفی، قاری فیض الرحمٰن عابد، مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا لطیف الرحیم نے اپنے اپنے اضلاع سے زیادہ سے زیادہ افراد کی شرکت یقینی بنانے کیلئے بھرپور مہم چلائی۔ اس دوران جے یو آئی نے کراچی کے تمام بڑے دینی جامعات کے مہتممین اور منتظمین سے خصوصی ملاقاتیں کر کے انہیں دعوت بھی دی اور ریلی کی حمایت اور شرکت کی درخواست کی۔ کراچی کے تمام جید علماء کرام اور بڑے جامعات کے سربراہان حضرت مولانا ڈاکٹر

عبدالرزاق اسکندر، مفتی محمد زرولی خان، مولانا حکیم محمد مظہر، مولانا عبدالواحد، مفتی عبدالرحیم، مولانا عبیداللہ خالد، مفتی محمد نعیم، مولانا محمد یوسف کشمیری، حافظ عبدالقیوم نعمانی، مولانا عطاء الرحمٰن مدنی، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا عطاء الرحمٰن رحمانی، قاری حق نواز نے ریلی کی بھرپور تائید اور حمایت کا اعلان کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے اعلیٰ سطحی وفد نے سیکرٹری جنرل مولانا راشد محمود سومرو کی قیادت میں جامعۃ الرشید کے رئیس مفتی عبدالرحیم، مفتی محمد، جامعہ بنوریہ کے رئیس مفتی محمد نعیم جامعہ فاروقیہ کے مولانا عبیداللہ خالد، مولانا خلیل احمد، مولانا محمد انور، جامعہ حمادیہ کے مولانا عبدالواحد، مولانا قاسم عبداللہ، جامعہ عمر کے مولانا عبدالرحمٰن سندھی اور دیگر اکابر علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔ وفد میں صوبائی نائب امیر قاری محمد عثمان، مولانا عبدالکریم عابد، محمد اسلم غوری، مولانا محمد غیاث اور دیگر شامل تھے۔ جمعیۃ کے وفد نے علماء کرام کو ریلی میں شرکت کی دعوت دی اور تعاون کی اپیل کی، جس پر علماء کرام نے جے یو آئی کی دعوت قبول کرتے ہوئے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

20 اپریل کو جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی نائب امیر قاری محمد عثمان نے قاضی فخرالحسن، مولانا محمد غیاث، مولانا عمر صادق مفتی عبدالحق عثمانی، مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا عبداللہ بلوچ قاضی امین الحق آزاد کے ہمراہ کراچی پریس کلب میں پریس کانفرنس کی جس میں یکم مئی کی ریلی کے حوالے سے صحافیوں کو بریفنگ دی گئی۔ ریلی کی تیاریاں عروج پر پہنچیں تو بڑے پیمانے پر تیاریوں اور وزیراعلیٰ ہاؤس تک جانے کی روٹ نے وزیراعلیٰ سندھ اور سندھ حکومت کو پریشان کردیا، وزیراعلیٰ نے جے یو آئی سندھ کی قیادت سے رابطہ کر کے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر جمعیۃ کے اعلیٰ سطحی وفد نے مولانا راشد سومرو کی قیادت میں وزیراعلیٰ ہاؤس میں ان سے ملاقات کی۔

ملاقات کے بعد وزیراعلیٰ ہاؤس سے جاری کردہ سرکاری ہینڈآؤٹ کے مطابق وزیراعلیٰ سندھ قائم علی شاہ نے وزیراعلیٰ ہاؤس میں جے یو آئی سندھ کے سیکرٹری جنرل مولانا راشد محمود سومرو کی سربراہی میں آئے ہوئے 5 رکنی وفد سے تفصیلی ملاقات کی، وفد میں سائیں عبدالقیوم ہالیجوی نائب امیر، مولانا عبدالکریم عابد سرپرست اعلیٰ، محمد اسلم غوری مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری اور قاری محمد عثمان نائب امیر جے یو آئی سندھ شامل تھے۔ وزیراعلیٰ سندھ کے معاونین خصوصی وقار مہدی، راشد ربانی، آئی جی سندھ غلام حیدر جمالی بھی اس موقع پر موجود تھے۔ ملاقات میں مولانا راشد محمود سومرو کی طرف سے پیش کردہ مسائل کا جواب دیتے ہوئے وزیراعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے آئی جی سندھ پولیس کو ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے قتل میں ملوث باقی ایک ملزم کو بھی گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اس کیساتھ مولانا راشد محمود سومرو کو مکمل سیکیورٹی فراہم کرنے کی ہدایت کی۔ وزیراعلیٰ سندھ نے جے یو آئی کو ضلعی اور تعلقہ سطح پر درپیش مسائل کی چھان بین کیلئے متعلقہ ڈپٹی کمشنرز اور جے یو آئی کے نمائندگان پر مشتمل کمیٹیاں بھی تشکیل دیں۔ وزیراعلیٰ سندھ نے ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے مزار پر بھی بنیادی سہولیات فراہم کرنے کی ہدایت کی۔ ملاقات میں مولانا راشد محمود سومرو جو کہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کے صاحبزادے ہیں، نے ڈاکٹر خالد محمود سومرو قتل کیس سے متعلق چند مسائل پیش کئے اور ملوث 6 ملزمان میں سے 5 کی گرفتاری کے بعد بقایا ایک ملزم کی گرفتاری کی درخواست کی اور اپنی جماعت کے مدارس سے متعلق چند درپیش مسائل بھی وزیراعلیٰ کے سامنے پیش کئے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعلیٰ سندھ نے ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ چونکہ ان کا قتل ایک ہائی پروفائل کیس تھا، لیکن سندھ پولیس نے انتہائی بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 6 میں سے 5 ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کرلیا اور باقی ایک ملزم بھی بہت جلد گرفتار ہوجائیگا۔ مدرسوں سے متعلقہ مسائل کے جواب میں وزیراعلیٰ سندھ نے کہا کہ یہ ایک وفاقی سبجیکٹ ہے اور ہم نے تمام پارٹیوں بشمول جے یو آئی کی رضامندی سے سندھ پولیس اور رینجرز کو غیر رجسٹرڈ مدارس کے خلاف فوری ایکشن لینے کیلئے فری ہینڈ دے دیا ہے۔ وزیراعلیٰ سندھ نے وفد کو یقین دلایا کہ ان کو نشانہ نہیں بنایا جائیگا اور یہ ٹارگٹڈ آپریشن بغیر کسی امتیاز کے جاری رہے گا۔ وزیراعلیٰ سندھ نے جے یو آئی کی شکایات کے ازالے کیلئے ضلعی اور تعلقہ سطح پر ڈپٹی کمشنرز کی سربراہی میں جے یو آئی کے نمائندگان پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دیں تاکہ ان کے مسائل کو میرٹ کی بنیاد پر حل کیا جائے۔ جے یو آئی کے وفد نے ٹارگٹڈ آپریشن اور اس کی کامیابیوں کو سراہتے ہوئے اپنے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ اجلاس میں دونوں رہنماؤں نے باہمی سیاسی دلچسپی کے معاملات پر بھی گفت وشنید کی اور بالخصوص آنے والے بلدیاتی انتخابات میں اتحاد کے قیام پر رضامندی کا اظہار کیا۔ وزیراعلیٰ سندھ نے اس سلسلے میں اپنے معاونین خصوصی وقار مہدی اور راشد ربانی کو جے یو آئی سے رابطے میں رہنے کی ہدایت کی۔" ملاقات کے حوالے سے اس شام وزیراعلیٰ ہاؤس سے ایک پریس ہینڈآؤٹ جاری کیا گیا جس میں مطالبات منظور ہونے کے بعد جے یو آئی کی جانب سے ریلی منسوخ ہونے کا تاثر دیا گیا تھا، چنانچہ معاملے کی وضاحت کیلئے مولانا راشد محمود سومرو نے قاری محمد عثمان، محمد اسلم غوری اور دیگر کے ہمراہ 29 اپریل کو کراچی پریس کلب میں پریس کانفرنس کی اور بتایا کہ "ریلی کی منسوخی کی بات میں کوئی صداقت نہیں البتہ وزیراعلیٰ سندھ اور پی پی پی کے شریک چیئرمین آصف علی زرداری کی ذاتی درخواست پر ریلی کا اختتامی روٹ تبدیل کرنا ممکن ہے، مگر ریلی منسوخ کرنا بالکل ناممکن ہے۔ اس سلسلے میں جے یو آئی کی صوبائی سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کا اجلاس 30 اپریل کو صبح الجمعیۃ سیکرٹریٹ کراچی میں ہوگا جس میں وزیراعلیٰ سندھ اور آصف زرداری کی درخواست پر غور کیا جائے گا"

جے یو آئی کا اعلیٰ سطحی اجلاس 30 اپریل کی صبح الجمعیۃ سیکرٹریٹ کراچی میں منعقد ہوا جس میں صورتحال کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد ریلی کا اختتام ایم اے جناح روڈ تبت سینٹر پر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ 30 اپریل کی شام جے یو آئی کے رضاکاروں نے فلیگ مارچ کے طور پر سہراب گوٹھ سے وزیراعلیٰ ہاؤس اور پریس کلب تک موٹر سائیکل ریلی نکالی جس میں مولانا راشد محمود سومرو، قاری محمد عثمان، محمد اسلم غوری، مولانا محمد غیاث وغیرہ نے خود موٹر سائیکل چلائی اور ریلی کی قیادت کی۔

بالآخر یکم مئی کا دن آپہنچا، جے یو آئی کے کارکنان نے کراچی کی مرکزی شاہراہ ایم اے جناح روڈ کو پرچم نبوی سے سجایا اور کنٹینرز لگا کر اسٹیج تیار کرنے کا کام شروع کردیا جبکہ شہر بھر میں کارکنان وعوام ریلی میں شرکت کیلئے تیاریوں میں مصروف تھے، مزار قائد سے تبت سینٹر تک ایم اے جناح روڈ کو جلسے کے پنڈال کے طور پر سجایا گیا تھا۔ ایم اے جناح روڈ جانے والے تمام لنک روڈ ٹینکرز اور منی بسیں کھڑی کر کے بند کردیئے گئے تھے، اسٹیج گل پلازہ کے قریب 10 کنٹینرز پر تیار کیا گیا تھا جبکہ میڈیا کے لئے الگ اسٹیج بنایا گیا تھا، نماز جمعہ کے بعد شہر کے مختلف علاقوں سے جلوس ایم اے جناح روڈ پر پہنچنا شروع ہوگئے تھے، شدید ترین سیاسی کشیدگی کا ماحول

اورگرمی کی شدت بھی جمعیت کے جانبازوں کے جذبوں کو سرد نہ کرسکی اور پھر چشم فلک نے دیکھا کہ یکم مئی کو کراچی و سندھ بھر میں پرچم نبویؐ کی بہاریں نظر آرہی تھی، ہر سڑک اور ہر گاڑی پر پرچم نبویؐ سے مزین نظر آرہے تھے، حب سے کیماڑی تک، قائدآباد سے قیوم آباد تک اور سہراب گوٹھ سے ایم اے جناح روڈ تک تمام شاہراہوں پر پرچم نبوی سے سجے گاڑیوں کے قافلے حق پرستی کا علم اٹھائے اپنے محبوب قائد سے تجدید عہد اور شہید قائد سے وفاداری کے بے مثل اظہار کیلئے قائدین کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے جوق در جوق تبت سینٹر ایم اے جناح روڈ کی جانب رواں دواں تھے اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر کی صداؤں ، قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن زندہ باد اور قائد سندھ علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید زندہ باد کے نعروں سے کراچی و سندھ کے در و دیوار گونج رہے تھے، ایم اے جناح روڈ، شاہراہ فیصل، نمائش چورنگی، (گرومندر) شاہ مزئی شہیدؒ چورنگی و ملحقہ تمام شاہراہوں کو پرچم نبوی اور پینا فلیکس و بینرز سے سجادیا گیا تھا۔ بڑے بڑے پینا فلیکس بورڈ، رنگ برنگے بینرز، چوکوں و شاہراہوں اور تمام پبلک و لوکل ٹرانسپورٹ پر لگے پرچم نبویؐ عجیب منظر پیش کررہے تھے، اسٹیج کے ایک جانب عربی زبان میں سعودی حکومت سے اظہار یکجہتی کے لئے ایک بڑا بینر آویزاں کیا گیا تھا، جس پر ایک جانب سعودی فرمانروا شاہ سلمان جبکہ دوسری جانب قائد محترم کی تصویر تھی،

''تحفظ ناموس رسالت، حرمین شریفین اور تحفظ دینی مدارس ریلی'' میں شہر بھر سے درجنوں چھوٹے بڑے جلوس شریک ہوتے رہے، سہراب گوٹھ سے مرکزی ریلی کی قیادت مولانا راشد محمود سومرو، قاری محمد عثمان، مولانا محمد غیاث نے کی جبکہ نیشنل ہائی وے قائد آباد سے جلوس کی قیادت صوبائی نائب امیر سائیں عبدالقیوم ہالیجوی، مولانا احسان اللہ ٹکروی، مفتی عبدالمنعم، ضلع غربی کے جلوس کی قیادت مولانا ناصر محمود سومرو سابق ایم پی اے وضلعی امیر مولانا عمر صادق، سید اکبر شاہ ہاشمی ضلع جنوبی کے جلوس کی قیادت قاضی فخر الحسن، مولانا عبداللہ بلوچ، مولانا محمد بلال، مولانا نورالرحمٰن، قاری نوالامین ضلع کورنگی کے جلوس کی قیادت مفتی عبدالحق عثمانی، مولانا صابر اشرفی، قاری فیض الرحمٰن عابد، ضلع سنٹرل کا جلوس مولانا عبدالرشید نعمانی، لطیف الرحیم کی قیادت میں نمائش چورنگی پہنچی کیماڑی، اورنگی، صدر، کلفٹن، شیریں جناح کالونی، سائٹ ایریا پی ای سی ایچ سوسائٹی سمیت دیگر علاقوں سے بھی بڑے جلوس ریلی میں شریک ہوئے۔ بعدازاں یہ تمام جلوس مرکزی ریلی میں شامل ہوتے گئے۔ حیدرآباد، سکھر اور سندھ کے کئی شہروں سے بھی کارکنوں اور رہنماؤں کی کثیر تعداد نے میں شرکت کی۔

''تحفظ ناموس رسالت، حرمین شریفین اور مدارس ریلی'' کے اختتام پر ایم اے جناح روڈ پر جلسہ عام کا باقاعدہ آغاز مرکزی ریلی پہنچنے کے بعد 4 بجے تلاوت کلام پاک سے کیا گیا جلسہ عام سے JUI سندھ کے سینئر نائب امیر سائیں مولانا عبدالقیوم ہالیجوی، نائب امیر قاری محمد عثمان، جامعہ بنوریہ کے مہتمم مفتی محمد نعیم، مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری محمد اسلم غوری، مولانا عبدالکریم عابد، مولانا محمد غیاث، مولانا ناصر محمود سومرو، عبدالرزاق لاکھو اور دیگر رہنماؤں نے بھی خطاب کیا۔ اجتماع میں حاجی عبدالمالک تالپر، مولانا تاج محمد ناہیوں، مولانا سعود افضل ہالیجوی، مولانا محمد صالح انڈھڑ، آغا سید محمد ایوب شاہ، محمد اعظم جہانگیری، حافظ خالد حسن دھامرہ سمیت جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی وضلعی رہنماؤں کی کثیر تعداد شریک تھی۔

جے یو آئی سندھ کے جنرل سیکرٹری صاحبزادہ مولانا راشد خالد محمود سومرو نے سندھی، عربی اور اردو زبانوں میں نہایت جذباتی انداز میں تقریر کی اور اپنے شہید والد علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ کی یاد تازہ کی۔ انہوں اپنے خطاب میں کہا کہ سندھ کے عوام آج ایک بار پھر اپنے قائد محترم کے ساتھ تجدید عہد کرتے ہیں کہ ان کے ہر حکم پر سندھ دھرتی کے غیرت مند عوام میدان عمل میں نکلنے کیلئے ہر دم تیار ہوں گے، دینی مدارس کے تحفظ اور حرمین شریفین کے دفاع کیلئے سندھ کا بچہ بچہ اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار ہے۔ ہم سندھ کی تقسیم کے مطالبے کو مسترد کرتے ہیں۔ جے یو آئی ''کراچی صوبے'' کی مزاحمت کرے گی، باب الاسلام کی تقسیم کسی صورت برداشت نہیں ۔

قائد ملت اسلامیہ سے قبل جمعیت کے مرکزی جنرل سیکرٹری، ڈپٹی چیئرمین سینیٹ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کو خطاب کی دعوت دی گئی تو کارکنوں نے بڑے پرجوش انداز میں ان کا خیر مقدم کیا۔ مولانا حیدری مدظلہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ پاکستان میں ناموس رسالت کا قانون بڑی قربانیوں کے بعد بنا ہے، اب دنیا کی کوئی قوت اس قانون میں ترمیم اور نہ ہی اس کو ختم کرسکتی ہے۔ حرمین شریفین کا تحفظ امت مسلمہ کا فریضہ ہے، سعودی عرب کی سلامتی پر کوئی آنچ آئی تو پوری پاکستانی قوم سعودی عرب کیساتھ کھڑی ہوگی۔ مولانا عبدالغفور حیدری نے شرکاء سے سعودی عرب پر کسی مشکل کی صورت میں قربانی کی صورت میں جان دینے کا عہد بھی لیا۔ سینیٹ کے ڈپٹی چیئرمین نے کہا کہ جو لوگ مدارس اور مذہبی طبقے پر انگلی اٹھاتے ہیں، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ یہ ثابت کریں کہ انہوں نے قیام پاکستان میں کہاں اور کس مقام پر قربانی دی۔ آج علماء کی قربانیوں کی گواہی ہندوستان کے در و دیوار دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مدارس کا ہر ممکن تحفظ کریں گے۔ جے یو آئی سندھ کے نائب امیر قاری محمد عثمان نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور خود مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کو خطاب کی دعوت دی جبکہ صاحبزادہ مولانا راشد خالد محمود سومرو نے مختصر خطاب کے بعد قائد ملت اسلامیہ کو خطاب کی دعوت دی۔

قائد ملت اسلامیہ 6:07 پر جلسہ گاہ پہنچے، اسٹیج پہنچنے پر شرکاء نے کھڑے ہوکر والہانہ انداز میں ان کا استقبال کیا۔

قائد ملت اسلامیہ 6:20 پر اختتامی خطاب کیلئے ڈائس پر تشریف لائے تو لاکھوں افراد نے کھڑے ہوکر اور ہاتھ ہلاکر ان کا استقبال کیا۔ اس وقت سٹیج سے پنڈال کا منظر دیکھنے کے لائق تھا۔ وادی مہران کے غیرت مند باسیوں کا متلاطم سمندر جو تاحد نظر پھیلا ہوا تھا اور پرچم نبوی کا مسلسل تحرک یہ ظاہر کررہا تھا کہ سندھ دھرتی کے غیرتمند عوام قائد ملت اسلامیہ کا خطاب سننے کیلئے کتنے بے تاب ہیں، قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن نے اپنے خطاب میں کہا کہ حرمین شریفین کے تحفظ، سعودی عرب کی سلامتی اور سرحدوں کی حفاظت کیلئے باغیوں کے مقابلے میں پوری امت مسلمہ سعودی عرب کیساتھ کھڑی ہے، پاکستان اور سعودی عرب پہلے بھی دوست اور بھائی تھے، آئندہ بھی رہیں گے۔ سعودی عرب کی سرحد کو خطرہ اسرائیل کی طرف سے ہو یا یمن کے باغیوں کی طرف سے، ہر صورت اس کا مقابلہ کریں گے۔ قومی ایکشن پلان 20 نکاتی نہیں صرف ایک نکاتی ہے جس کا مقصد مدارس اور مذہبی طبقے کو دنیا کے سامنے دہشت گرد بناکر پیش کرنا ہے۔ (قائد محترم کا مکمل خطاب شمارہ ھذا میں شامل اشاعت ہے)۔ 6:57 پر قائد ملت اسلامیہ کا خطاب ختم کیا، انہی کی دعاء کیساتھ ہی 7 بجے ریلی اختتام پذیر ہوگئی۔ مختصر سی تیاریوں اور اہل مدارس و مذہبی طبقے کو درپیش مشکلات کے باوجود تبت سینٹر تا مزار قائد گرومندر قائد ملت اسلامیہ اور شہید اسلامؒ کے (بقیہ صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں)

2

ہمالیہ سے بلند، سمندر سے گہری، شہد سے میٹھی

پاک چین لازوال دوستی.......!!!

قائد جمعیۃ مدظلہ کے دورۂ چین کی رپورٹ سابق سفیر پاکستان محمد جلال الدین ایڈووکیٹ کے قلم سے

قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن کی قیادت میں سینیٹر طلحہ محمود، محمد جلال الدین ایڈووکیٹ، مفتی ابرار احمد اور حاجی منظور پر مشتمل وفد 2 بجکر 55 منٹ پر اورمچی سے بیجنگ کے لئے روانہ ہوا اور چار گھنٹے کی پرواز کے بعد بیجنگ کے بین الاقوامی اڈے پر پہنچا۔ جہاں قائد جمعیۃ مدظلہ اور ان کے وفد کے استقبال کیلئے پاکستانی سفارتخانہ کے قونصلر، سٹاف، چائنہ کمیونسٹ پارٹی کے قائدین اور پارلیمنٹ کے نمائندے موجود تھے۔ ائیرپورٹ کے VIP لاؤنج سے قائد جمعیۃ کے ہمراہ وفد ہوٹل کیلئے روانہ کیا۔ رات دیر سے ہوٹل پہنچے، جہاں قائد جمعیۃ کو بیجنگ میں ان کی مصروفیات کے شیڈول سے آگاہ کیا گیا۔

19 مارچ کو صبح 11 بجے نائب وزیر انٹرنیشنل ڈیپارٹمنٹ کمیونسٹ پارٹی چائنہ وانچارج برائے جنوبی ایشیاء عزت مآب شین فینگ ژیانگ (H.E Chen Feng Xiang) سے ملاقات کے لیے ان کے دفتر پہنچے۔ جہاں پر معزز وزیر نے قائد جمعیۃ اور ان کے وفد کا پرتپاک استقبال کیا۔ سب سے پہلے معزز وزیر نے قائد جمعیۃ کے دورۂ چین اور ان کے دفتر آمد پر انہیں خوش آمدید کہا اور قائد جمعیۃ سے مخاطب ہوئے کہ: پانچ برس پہلے آپ نے چین کا دورہ کیا تھا اور اسی وقت سے کمیونسٹ پارٹی آف چائنہ اور جمعیۃ علماء اسلام کے مابین تعلقات قائم ہوئے۔ پانچ برس بعد ایک بار پھر آپ کا حالیہ دورۂ چین دونوں ملکوں کے تعلقات پر مثبت اور دوررس اثرات مرتب کرے گا۔ چین اور پاکستان کے درمیان دوستی کوہ ہمالیہ بلند، شہد سے میٹھی اور سمندر سے گہری ہے۔ پاکستان میں نئی حکومت کے قیام کے بعد دونوں ممالک کے درمیان تعلقات بڑھ رہے ہیں، چین کے وزیر اعظم کے دورۂ پاکستان کے بعد اکنامک کوریڈور کی تعمیر کا فیصلہ ہوا۔ دونوں ممالک کی مشترکہ کوششوں سے بہت سے منصوبے مکمل کر لئے گئے اور بہت سوں پر پیشرفت ہوئی ہے۔ چین اور پاکستان کے اقتصادی کوریڈور کا منصوبہ اس بات کا ثبوت ہے کہ چین پاکستان کی دوستی کو بے حد اہمیت دیتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کوریڈور کی تعمیر سے چین پاکستان کے تعلقات اور مضبوط ہوں گے اور اس سے دونوں ممالک کے عوام مستفید ہوں گے۔"

انہوں نے یاد دلایا کہ گزشتہ سال کے آخر میں چینی صدر کا دورۂ پاکستان تھا لیکن پاکستان میں سیاسی حالات کی وجہ سے وہ دورہ نہ ہو سکا۔ اب دوبارہ اس دورے کی بھرپور تیاری ہو رہی ہے اور چینی صدر کے دورۂ پاکستان سے دونوں ممالک کے تعلقات پر گہرے اثرات پڑیں گے۔ اقتصادی تعاون مزید بڑھے گا اس لئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہر صورت میں چینی صدر کا دورۂ پاکستان ہو جائے۔ چینی کمیونسٹ پارٹی کے بہت سی سیاسی جماعتوں سے تعلقات ہیں جمعیۃ علماء اسلام ایک اہم جماعت ہے، جمعیت نے چینی مغویوں کی بازیابی میں اہم کردار ادا کیا تھا جس کے لئے ہم شکر گزار ہیں۔"

انہوں نے اس امر پر بھی اطمینان کا اظہار کیا کہ JUI بھی کمیونسٹ پارٹی آف چائنہ کے ساتھ تعلقات کو اہمیت دیتی ہے اور اس کو مزید مضبوط بنانے کی کوشش کر رہی ہے انہوں نے قائد جمعیۃ سے کہا کہ پچھلے سال دسمبر میں انہوں نے پاکستان کا دورہ کیا تھا لیکن وہاں آپ سے ملاقات نہ ہو سکی جس کا مجھے افسوس تھا لیکن آج یہاں ملاقات سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ انہوں نے قائد جمعیۃ سے ان کے خیالات سننے کی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ نے سنکیانگ کا بھی دورۂ کیا آپ اس بارے میں بھی کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جواب میں قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے عزت مآب کا بیجنگ میں خیر مقدم پر ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ ہمارے درمیان دوستانہ تعلقات کی بہتری کی علامت ہے۔ پاکستان کی حکومت، پارلیمنٹ، تمام سیاسی جماعتیں اور عوام چین کے ساتھ دوستی پر فخر کرتے ہیں۔ آپ نے پاک چین دوستی کی گہرائی، شیرینی اور بلندی کی جو مثالیں دی ہیں اس سے مجھے مکمل اتفاق ہے۔ یہ میرا چین کا تیسرا سفر ہے، آپ کی محبت اور خلوص کا میں نے عملی مشاہدہ کیا ہے کہ آپ نے ہماری ہر تجویز کو غور سے سنا ہے۔ 1995ء میں جب میں قومی اسمبلی کی خارجہ امور کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے وفد لے کر آیا تھا، تب چینی حکومت اپنے نئے اقتصادی وژن کے بارے میں بتانا چاہتی تھی، اس وقت چین میں سرمایہ کاری اور باہر دنیا سے تجارت کو فروغ دینے کے لئے فری اکنامک زون (Free Economic Zone) بن رہے تھے۔ اس وقت میں نے یہ تجویز دی تھی کہ چین کو شمال اور مشرق کی بجائے اپنے تجارتی راستوں کا رخ پاکستان کی طرف مغرب کاشغر کے راستے موڑ دیں کیونکہ پاکستان آپ کو ہر قسم کے خطرات سے خالی اور مختصر راستہ فراہم کر سکتا ہے۔ آپ ماسکو سے ہلسنکی (Helsinky)، وسطی ایشیاء کے راستے سے یورپ اور سمندر کے ذریعے گوادر کے راستے اکنامک کوریڈور بنا رہے ہیں۔ ہمیں اس وقت بھی اندازہ تھا کہ جنوب اور شمال کے راستوں میں مغرب آپ کے لئے مشکلات پیدا کرے گا، جبکہ پاکستان کا راستہ آپ کے لئے محفوظ ترین راستہ ہوگا۔ گوادر کے اکنامک کوریڈور کے منصوبے کے خلاف بھی بین الاقوامی سازشیں ہوئیں لیکن ہم نے ان کا مقابلہ کیا۔ میں نے خود گوادر جا کر وہاں امریکی مداخلت کے خلاف عوامی اجتماعات کرا کے رائے عامہ کو بیدار کیا، امریکیوں کو وہاں سے جانے پر مجبور کیا آج ہمیں خوشی ہو رہی ہے کہ آج چین کے ہاتھوں گوادر پورٹ کی تعمیر ہو رہی ہے۔

اس وقت پاکستان میں مجوزہ پاک چائنا اکنامک کوریڈور کئی قومی شاہراہوں کے مجموعے کا نام ہے۔ اس میں ایک شاہراہ جو ہم نے تجویز کی ہے وہ ڈیرہ اسماعیل خان، ژوب اور کوئٹہ سے گزر کر گوادر پہنچتی ہے۔ یہ شاہراہ آپ کو سنٹرل ایشیاء

تک پہنچانے کے لیے چھ گیٹ ویز فراہم کرتی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ آپ پاکستان کی مدد کر رہے ہیں، آپ ہمارے مخلص دوست ہیں، آپ ہمارے لئے پانی، کوئلہ، ہوا اور سورج سے بجلی پیدا کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں لیکن اکنامک کوریڈور کے حوالے سے جو راستہ ہم بتا رہے ہیں یہ انتہائی پسماندہ علاقوں سے ہو کر گزرتا ہے، جبکہ یہ علاقے قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں۔ یہاں کوہاٹ، کرک، بنوں، لکی مروت اور ڈیرہ اسماعیل خان میں گیس اور تیل کے نئے بے تحاشا ذخائر ملے ہیں۔ ان ذخائر کو نکالنے اور بروئے کار لانے میں ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ ان سے نہ صرف ان غریب علاقوں میں خوشحالی آئے گی بلکہ اس سے چین کیلئے بھی بین الاقوامی تجارت کے راستے کھلیں گے اور اس کو مزید قوت اور پذیرائی ملے گی۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ گوادر پورٹ کو جلد از جلد فنکشنل ہونا چاہیے اور اس کے لیے جن شاہراہوں کی تعمیر کی ضرورت ہے ان کی جلد تعمیر ہونی چاہیے۔ ان شاہراہوں کی تعمیر پر نہ ہمیں اعتراض ہے اور نہ ہم اس کے مخالف ہیں۔ بلکہ ہم یہ مانتے ہیں کہ ان شاہراہوں کی تعمیر سے دونوں ممالک کے عوام کو کافی فائدہ پہنچے گا۔ لیکن جس شاہراہ کی ہم بات کر رہے ہیں اس کو بھی پہلی ترجیح دینی چاہیے، کیونکہ اس کے مکمل ہونے پر کافی وقت لگے گا اس لئے ہماری تجویز ہے کہ اس کا جو حصہ خیبر پختونخواہ سے ہو کے گزرتا ہے اس حصے پر جلد از جلد تعمیراتی کام شروع کیا جائے اس کی کل لمبائی 100 کلومیٹر تک ہے۔ اس سے صوبہ خیبر پختونخوا کے عوام مطمئن ہو جائیں گے۔ یہ بات آپ کے علم میں ہوگی کہ خیبر پختونخواہ کی اسمبلی نے بھی اس شاہراہ کی تعمیر کے بارے میں متفقہ قرارداد منظور کی ہے۔

قائد جمعیۃ نے کہا کہ خیبر پختونخوا کے عوام چین کے ساتھ دوستانہ تعلقات کو خصوصی طور پر اہمیت دیتے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ چین اپنی تجارت کیلئے خیبر پختونخوا کے راستے سنٹرل ایشیا تک رسائی کیلئے اس شاہراہ کو بہتر طور پر استعمال کر سکتا ہے۔ اس شاہراہ کی تعمیر سے خیبر پختونخوا، جنوبی پنجاب اور بلوچستان میں خوشحالی آئے گی۔ غربت کا خاتمہ ہوگا، اور اس سے دہشت گردی کے خاتمے میں بھی مدد ملے گی۔

انہوں نے کہا کہ چین کی حکومت نے سنکیانگ کو ترقی دے کر اچھا کام کیا ہے جس کی ہم تعریف کرتے ہیں۔ اس ترقی سے سنکیانگ میں خوشحالی آ رہی ہے اور اس سے وہاں دہشت گردانہ رجحانات ختم ہونے میں مدد ملے گی۔ سنکیانگ میں مسلمانوں کی ترقی کے لیے چینی حکومت کے اقدامات قابل ستائش ہیں اقتصادی خوشحالی امن کے لیے ضروری ہے اسی لیے ہماری کوشش ہے کہ چینی حکومت نے سنکیانگ کے صوبہ کو ترقی دے کر وہاں جس طرح غربت اور دہشت گردی کا خاتمہ کیا جا رہا ہے، اسی طرح اگر یہ شاہراہ تعمیر کی گئی تو خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں بھی ترقی اور خوشحالی آئے گی، وہاں غربت اور جہالت ختم ہوگی اور اس طرح دہشت گردی کا خاتمہ ہوگا۔ ہم مذہبی لوگ ہیں، ہم پر امن سیاسی اور آئینی جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں، ہم اپنے مقاصد یک حصول کیلئے اسلحہ کے استعمال کے حق میں نہیں ہیں اس لیے جے یو آئی دہشت گردوں کے نشانے پر رہی ہے، ہماری جماعت کے کئی اہم افراد کو شہید کیا گیا اور خود مجھ پر تین حملے ہوئے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم مشترکہ کوششوں سے دہشت گردی کے عفریت پر قابو پا سکتے ہیں ہماری دوستی اور تعلقات کا یہ سفر جاری رہے گا اور ہم اس کو بہتر بنانے کیلئے کوششیں جاری رکھیں گے۔ امید ہے کہ آپ اس شاہراہ کے بارے میں ہماری تجویز کو قبولیت بخشیں گے۔

نائب وزیر خارجہ نے قائد جمعیۃ کی تجاویز کو مثبت قرار دیا اور کہا کہ اکنامک کوریڈور کا منصوبہ دونوں ملکوں کے تعلقات کو ایک نئی سمت دے گا اور یہ اس خطے میں خوشحالی کا ضامن ہوگا۔ اس لیے دونوں ممالک اس منصوبے کو بہت اہمیت اور خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔ اس کوریڈور کی تعمیر کا عمل لمبا ہے۔ اگر اس کا ابتدائی حصہ کامیاب رہا تو اس کا مستقبل بھی کامیاب ہوگا، اس لئے ہمیں اس کے آغاز اور جلد شروع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں خوشی ہے کہ پاکستان میں اس منصوبے کے لیے مکمل قومی یکجہتی پائی جاتی ہے۔ اور آپ نے جس طرح اس منصوبے کے بارے میں اپنی حمایت کا اظہار کیا ہمیں یقین ہے کہ ہر پاکستانی اس منصوبے کے جلد آغاز کا خواہشمند ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی تجاویز کو ہم متعلقہ اداروں تک پہنچائیں گے۔"

اس کے بعد غیر رسمی گفتگو میں چینی نائب وزیر نے کہا کہ یہاں کی آبادی ایک ارب تیس کروڑ ہے۔ ہم نے سب لوگوں کو امن اور روزگار فراہم کرنے کے علاوہ نہ صرف اپنے ملک بلکہ پوری دنیا میں امن فراہم کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ ہم دوسرے ممالک میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ عالمی امن کے لیے ضروری ہے۔ قائد جمعیۃ نے استفسار کیا کہ کیا کچھ بین الاقوامی قوتیں سنکیانگ میں امن خراب کرانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ جس پر چینی نائب وزیر نے کہا کہ یہ بات درست ہے کہ کچھ قوتیں چین کے اندر تنازعات پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ قائد جمعیۃ نے استفسار کیا کہ کیا 9/11 کے بعد جلدی میں کیے گئے فیصلے صحیح تھے؟ چینی نائب وزیر نے کہا کہ ان فیصلوں کا نتیجہ اچھا برآمد نہیں ہوا، دہشت گردی ختم ہونے کے بجائے مزید بڑھی ہے۔ قائد جمعیۃ نے پوچھا کہ کیا امریکہ کا دہشت گردی سے نمٹنے کے طریقہ کار میں کوئی مسئلہ ہے؟ چینی نائب وزیر نے کہا کہ القاعدہ اور کچھ دہشت گرد تنظیمیں امریکہ اور مغرب میں اپنے لیے حمایت حاصل کر رہی ہیں، اس وقت شام اور عراق میں داعش بھی غیر ملکی مداخلت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ میں نے شام کے دورے کئے، ایک مرتبہ دو ماہ شام میں گزارے، شام دنیا کا خوبصورت اور تاریخی ملک تھا لیکن جس طرح میں نے اس وقت شام میں تباہی اور بربادی دیکھی اس کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ بیرونی مداخلت کی وجہ سے شام کے حالات خراب ہوئے کیونکہ بیرونی قوتیں شام کی حکومت کو برطرف کرنا چاہتی ہیں تاکہ وہ شام کو اپنے کنٹرول میں لا سکیں۔ بیرونی سازشوں کی وجہ سے لیبیا اور دوسرے ممالک میں جاری شورش بھی انہی قوتوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ہے اور اس طرح کی ناجائز مداخلت دہشت گردی کو جاری رکھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس سے دہشت گردی ختم ہونے کے بجائے مزید بڑھ رہی ہے۔ دہشت گردی دنیا کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ چین کے سنکیانگ صوبہ میں بھی یہ قوتیں سرگرم ہیں اور وہاں سماجی استحکام کا سنگین مسئلہ پیدا کیا گیا لیکن ہم نے انتہائی تدبر اور دانائی سے اس پر قابو پا لیا۔ اس وقت چین دوسرے ممالک کے ساتھ مشوروں میں مصروف ہے۔ پاکستان میں بھی چینی مفادات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی، جہاں پاکستانی عوام اور آپ کی جماعت نے ہماری مدد کی۔ قائد جمعیۃ نے کہا کہ جن لوگوں نے دہشت گردوں کو مسلح کیا وہ انہی ممالک کیلئے مسئلہ بن گئے۔ سول لوگوں میں ملٹری تنظیمیں بنانا امن کے لیے تباہ کن ہے، یہ غلط طرز عمل ہے اور اس کا مکمل تدارک ہونا چاہیے۔ ترقی پذیر، ترقی یافتہ، غریب ملکوں میں فرقہ وارانہ، مذہبی اور لسانی تقسیم یہ سب امریکی منصوبے ہیں۔ اب اس میں قومیت کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ جیسے کردیا کردستانی

تحریک، اسی طرح امریکہ مسلمانوں کو استعمال کر کے اپنے ارادوں کی تکمیل چاہتا ہے۔ یہ غریب ممالک کی بس کی بات نہیں، چین اور روس جیسے ملکوں کو آگے آ کر اس کا تدارک کرنا چاہیے۔ چینی نائب وزیر نے کہا کہ چین کے پڑوسی ممالک اور روس کے ساتھ تعلقات بہتر ہو رہے ہیں۔ قائد جمعیۃ نے کہا کہ دنیا میں امن کے قیام کے لیے نئے بلاک کی ضرورت ہے، جس کیلئے چین کو آگے آنا چاہیے۔ چینی نائب وزیر نے کہا کہ چین اور پاکستان کے مابین انسداد دہشت گردی کا تعاون مضبوط ہو رہا ہے۔ غربت اور پسماندگی کو ختم کرنا ہوگا، خوشحال معاشرے ہی میں عوام پر امن زندگی گزار سکتے ہیں۔ چین پاکستان میں جن ترقی کے منصوبوں پر کام کر رہا ہے ان کا بنیادی مقصد پاکستان کی ترقی، پسماندگی اور غربت کا خاتمہ، عوام کی خوشحالی اور امن کا قیام ہے۔ قائد جمعیۃ نے کہا کہ دہشت گردی کے خاتمے کے لیے صرف طاقت کا استعمال حل نہیں ہے بلکہ عقل اور حکمت سے بھی اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ افغانستان کے بارے میں قائد جمعیۃ نے جب اپنے خیالات کا اظہار کیا تو چینی نائب وزیر نے کہا کہ اس وقت افغانستان کی نئی حکومت کی قیام سے اور ان کی مدد سے استحکام ہو سکتا ہے۔ چینی نائب وزیر نے تجویز پیش کی کہ دونوں جماعتوں کے تعلقات کو مزید بہتر بنانے کیلئے ان کی رائے ہے کہ ان رابطوں کو اعلیٰ سطح پر اور قریب لایا جائے اور ان رابطوں کو مضبوط بنایا جائے۔ جس پر قائد جمعیۃ نے کہا کہ ہمارے مابین مستقل رابطوں کا انتظام اور اہتمام ہونا چاہیے جس پر چینی نائب وزیر نے کہا کہ ہماری طرف سے یہ دو عہدہ دار رابطہ کیلئے ہر وقت موجود ہیں جس پر قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن نے بھی انہیں سینیٹر طلحہ محمود اور محمد جلال الدین ایڈووکیٹ کے نام دیئے کہ ہماری جماعت کی طرف سے ان دو نمائندوں کیساتھ رابطے کئے جائیں۔ یہ ہماری جماعت کی طرف سے آپ کی جماعت کے لئے نمائندے ہیں۔ اسکے بعد علی خان امین بھائی (HeAlecken Eminbahe)Vice Chairman of National People's Congress سے تین بجے نیشنل پیپلز گرینڈ ہال میں ملاقات طے تھی۔ وفد عین وقت پہ جب پیپلز ہال پہنچا تو ڈپٹی سپیکر نے قائد جمعیۃ اور ان کے وفد کا استقبال کیا۔ دونوں کے مابین باہمی دلچسپی کے امور پر تفصیلی گفتگو کی گئی جس کی تفصیل اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

قائد جمعیۃ کا تحفظ حرمین ریلی کراچی سے خطاب

دہشت گرد کہا جائے گا۔ میں نہیں چاہتا کہ میری بیوروکریسی کو لوگ دہشت گرد کہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ میری اسٹیبلشمنٹ کو لوگ دہشت گرد کہیں۔ لیکن تم اپنے طرز عمل سے مکافات عمل کی طرف جا رہے ہو، خدا کیلئے جہاں ہو وہیں رک جاؤ اور انسانیت کا برتاؤ کرو، اخلاق کا برتاؤ کرو۔ ہم پاکستان میں بے حیائی کو نہیں مانتے، ہم بے حیاء تنظیموں کو نہیں مانتے، ہم مغربی تہذیب کے نمائندوں کو نہیں مانتے۔ ہم نے جس مقصد کیلئے پاکستان حاصل کیا تھا اسی مقصد کو لے کر اس ملک میں عزت و وقار کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔

ان شاء اللہ العزیز یہ ہماری اور آپ کی مشترکہ اور متحدہ آواز ہے، ہم دنیا کیساتھ جنگ نہیں لڑنا چاہتے، جنگ امریکہ اور مغرب کی ضرورت ہے، اپنے مفادات کیلئے اس کی ضرورت ہے، ہماری ضرورت نہیں۔ ہمارے اوپر جنگ مسلط کی گئی ہے، ہم عافیت اور امن کیساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمارے امن کو تہہ و بالا کیا جا رہا ہے۔ اگر جنرل پرویز مشرف کی غلط پالیسیوں کی نتیجے میں، غلامانہ پالیسیوں کے نتیجے میں آج پاکستان اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ ہمیں آگ بجھانے کا طریقہ بھی نہیں آ رہا، ہمارے دماغ کام چھوڑ گئے ہیں کہ ہم پاکستان کی آگ کو کیسے بجھائیں۔ تو پھر دہشت گردی کی ذمہ داری بھی خود قبول کرو، غلط فیصلوں کی ذمہ داری خود قبول کرو، غلطیاں بھی خود کرتے ہو، ظلم بھی خود کرتے ہو اور پھر کسی کو تلاش کرتے ہو کہ ظلم کا الزام کسی اور پر لگا دیں۔ تاریخ معاف نہیں کرے گی اور تاریخ کیا ان شاء اللہ وقت گزر رہا ہے اور وقت گواہی دے رہا ہے کہ تمہارے فیصلے غلط تھے، تم غلط فیصلوں کے نتیجے میں پاکستان کو تباہ کر رہے ہو۔ اور پاکستان کو ان شاء اللہ یہی پرچم انشاء اللہ بچائے گا، یہ امن کا پرچم ہے، یہ رحمت للعالمین کا پرچم ہے، یہ دنیا کیلئے رحمت کا پرچم ہے اور ان شاء اللہ یہ پرچم پاکستان کو امن کا پیغام دے گا، دنیا کو امن کا پیغام دے گا اور آپ کو بھی بتائے گا کہ تمہارے ظالمانہ فیصلوں کے نتیجے میں اگر آج پاکستان کو کوئی امن دے سکتا ہے تو وہ جمعیۃ علماء اسلام کے علاوہ اور کوئی نہیں دے سکتا۔

میرے محترم دوستو! میں نے آج کے اس میں شرکت نہیں کرنی تھی، میرا شیڈول نہیں تھا۔ لیکن میں نے آپ کے سکھر کے جلسوں کی، حیدرآباد کے جلسوں کی، آپ کے اس جوش و جذبے کی معلومات حاصل کیں تو میں نے سوچا کہ میں وہاں صوبہ سندھ کے کارکنوں اور وہاں کے عوام کے جذبات میں خود کو شریک کر لوں اور آج آپ کے اس اجتماع میں شریک ہو کر اسے اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کامیابی کا یہ سفر جاری و ساری رکھے اور یاد رکھو ڈرنا نہیں ہے ڈرنا مسلمان کیلئے نہیں ہے، بزدلی مسلمان کیلئے نہیں ہے۔ مسلمان اور بزدلی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ جرأت کے ساتھ سفر کرنا ہے، اللہ ہمارے ساتھ ہے کسی دوسری قوت کا سہارا لینے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ اور ایک بار پھر سعودی عرب کی حکومت کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ قدم قدم پر ہم آپ کے شانہ بشانہ ہیں۔ اور حرمین شریفین کی حفاظت چاہے اسرائیل کی سرحدات سے کیوں نہ ہو، چاہے یمن کی سرحدات سے کیوں نہ ہو۔ ہر محاذ پر پاکستان کا بچہ بچہ آپ کے شانہ بشانہ ہوگا۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تحفظ حرمین شریفین ریلی کا آنکھوں دیکھا حال

چاہنے والوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا عوامی سمندر اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ کراچی سمیت سندھ کی عوام کل بھی جمعیۃ علماء اسلام کیساتھ تھی آج بھی جے یو آئی کیساتھ ہے اور آئندہ بھی جے یو آئی کے ساتھ رہے گی۔ 27 جنوری 2012ء کو اسی مقام کے قریب باغ جناح میں قائد سندھ شہید اسلام حضرت ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہیدؒ کی سربراہی میں کراچی کی تاریخ کی سب سے بڑی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ یکم مئی 2015 کو شہید اسلامؒ کے روحانی فرزندوں نے انہی کے افکار سے درس لیکر ایک تاریخ ساز "تحفظ ناموس رسالت، حرمین شریفین و دینی مدارس ریلی" منعقد کر کے اس عزم کو دہرایا کہ سندھ کے غیور عوام شہیدؒ کے مشن کو زندہ رکھیں گے، شہید اسلام حضرت ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید کی یاد میں منعقدہ ریلی میں کراچی کے علاوہ سندھ کے طول و عرض سے فرزندان توحید نے شدید گرمی کے باوجود لاکھوں کی تعداد میں شرکت کی، کراچی و سندھ بھر سے جید علماء کرام، پیران طریقت طلباء، بزرگوں، جوانوں نے عظیم الشان اسلام زندہ باد کانفرنس میں بھرپور شرکت کر کے اپنے شہید قائد حضرت ڈاکٹر خالد محمود سومرو نور اللہ مرقدہ سے تجدید عہد کرتے ہوئے ملکی سیاست کی تاریخ میں ایک ناقابل فراموش باب رقم کر دیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لیکن اگر ہم اپنے دوست کو اس بحران سے نکال سکتے ہیں تو یہ دوستی کا اولین حق ہے

قائد جمعیۃ کا پارلیمنٹ میں خطاب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، امابعد: جناب سپیکر! یمن کی صورتحال کے حوالے سے پوری اسلامی دنیا میں جو تشویش پائی جا رہی ہے، اور اس حوالے سے حکومت پاکستان نے متفقہ قومی موقف طے کرنے کیلئے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلایا لیکن اس انتہائی اہم موقع پر جب ایک نیا سوال سامنے آ گیا ہے کہ مستعفی لوگ جو ہماری نظر میں آج اس ایوان کے اندر ہیں اور وہ اس ایوان کا حصہ نہیں ہیں۔ آپ نے آئین وقانون کے ضابطوں کو سے بالا ہو کر ایسی رولنگ دے دی ہے جو کہ ایوان کیلئے قابل قبول نہیں ہے اور شاید آپ کی ذات اور آپ کی یہ رولنگ بھی متنازع ہو جائے۔ کیا بحیثیت ممبر اسمبلی ہمارے لئے احتساب کا کوئی نظام نہیں ہے؟ ہم آپ کے دفتر میں جائیں، اسپیکر کے دفتر کی توہین کریں، اس پر بھی کوئی مواخذہ نہیں؟ ہم پارلیمنٹ کے باہر دھرنے دیں اور پارلیمنٹ پر حملے کریں، جنگلے توڑیں پارلیمنٹ کو گالیاں دیں اور آج بھی، اسمبلی میں آنے کے بعد بھی گالیاں دی ہیں اور اس وقت بھی آپ کی ذات کو بھی کوئی ممبر اسمبلی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے۔ اس حوالے سے بھرے ایوان میں آج ان سے پوچھا جائے کہ آپ نے استعفیٰ دیا تھا یا نہیں؟ وہ لفافے میں کیا بھیجا تھا؟ اور اگر ایک دفعہ استعفیٰ ہاتھ سے نکل جائے اس کے بعد پروسیجر کے تحت آئین میں کوئی گنجائش نہیں۔ اس میں قبول کرنے نہ کرنے کا کوئی مرحلہ ہی موجود نہیں۔ ہم بھی اسی ایوان کے اراکین ہیں ایک زندگی ہماری اس ایوان میں گزر گئی ہے اتنے نادان ہم بھی نہیں ہیں، نہ ہی ہم اتنے ان پڑھ ہیں کہ اس نکتے کو ہم سرے سے سمجھتے ہی نہیں۔ واضح بات ہے کہ جو لوگ مستعفی ہو چکے، جنہوں نے اپنے استعفے آپ کو بھیجے، جو آپ کے سیکرٹریٹ پہنچے، اور پھر وہ برملا کہتے رہے کہ ہم استعفیٰ دے چکے ہیں تو آج بھی ان سے پوچھ لیا جائے۔ یہ ایوان ایک باوقار ایوان ہے اس میں یہ اجنبی لوگ بیٹھے ہیں۔ میں شخصیات کا احترام کرنے کے باوجود بات اصول کی بنیاد پر کر رہا ہوں، مجھے کسی کی ذات پر خاش نہیں ہے بلکہ اگر آج میں استعفیٰ دیتا ہوں، استعفیٰ لکھ کر بھیجتا ہوں تو شاید آپ مجھے یہ مراعات نہیں دیں گے جو مراعات آپ نے اس جماعت کو دیئے ہیں۔

اور میں آپ پر واضح کر دینا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! کہ اگر اس حیثیت میں مستعفی ہونے والے کسی رکن نے بھی یہاں پر تقریر کرنے کی کوشش کی، اور کچھ نہیں کر سکتا، احتجاجاً میری جماعت واک آؤٹ کرے گی اور اس تقریر کو نہیں سنے گی اور اس حوالے سے میں دوسری جماعتوں سے بھی توقع کرتا ہوں کہ وہ ہمارے اس فیصلے کی پیروی کریں اور ایسے لوگوں کی تقریر سننے کے وقت اس ایوان میں موجود نہ رہیں۔

جناب اسپیکر! جہاں تک بات ہے آج یمن کے حوالے سے ہر سیاسی جماعت کا اپنا ایک موقف بھی ہے، اس کا اپنا تجزیہ بھی ہے اور ہم بھی اس پر اپنا ایک تجزیہ رکھتے ہیں۔ جناب سپیکر! امریکہ اور مغربی قوتوں نے اسلامی دنیا کو آپس میں لڑانے کا ایک حربہ اختیا کیا۔ 9/11 کے بعد امریکی صدر نے اس وقت ایک بات یہ کہی تھی کہ صلیبی جنگ شروع ہو گئی، شاید کسی نے انہیں سمجھایا کہ آپ غلط رخ پر جا رہے ہیں۔ تو کہنے لگے کہ تہذیبوں کی جنگ شروع ہو گئی۔ پھر کسی نے سمجھایا کہ آپ نے پھر غلط تعبیر کر دی۔ پھر کہا دہشت گردی کیخلاف جنگ ہے۔ اور اس کے بعد پھر بزور قوت اسلامی دنیا کے حکمرانوں کو مجبور کیا اور پھر ہم بھی جا کر اس دلدل میں پھنس گئے اور آج تک ہم اس سے نکل نہیں پا رہے۔ کیا اسلامی دنیا واقعی اتنی طاقتور ہے کہ وہ مغرب کیساتھ جنگ لڑ سکتی ہے؟ عقیدے کی بنیاد پر جنگ لڑ سکتی ہے؟ تہذیب کی بنیاد پر جنگ لڑ سکتی ہے؟ ایک ترقی یافتہ دنیا اور جنگ شروع کر رہی ہے وہ ایک ترقی پذیر بلکہ پسماندہ دنیا کے ساتھ۔ دنیا کی کونسی عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے؟ 2002ء کے نیٹو کے اجلاس میں ''پراگ'' میں جو اعلامیہ طے ہوا اور جس میں کہا گیا کہ کیمونزم کی شکست کے بعد بھی نیٹو کے اتحاد کو برقرار رہنا چاہیے کہ اسلام اور مسلمان ہمارے لئے چیلنج ہے۔ اور دنیا میں جنگ کا آغاز جناب بش نے اقتدار میں آنے سے پہلے اپنی انتخابی مہم کے دوران کیا اور کہا ہم Space Weaponization شروع کریں گے خلاء میں ہتھیار بنائیں گے۔ آپ بتائیں کہ خلا تک اپنے ہتھیاروں اور اس کے استعمال کو پہنچانا یہ جنگجویانہ خواہش یہ اس کی ہو سکتی ہے یا اسلامی دنیا کی ہو سکتی ہے؟ ہم اتنے طاقتور نہیں کہ ہم جنگ لڑ سکیں اور نہ یہ جنگ ہماری ضرورت ہے۔ پھر کیوں ہم پر مسلط کی گئی؟

اس وقت یورپ کی جنگ، چاہے دہشت گردی کے نام پر ہو، چاہے وہ شیعہ سنی کو لڑانا چاہتے ہوں۔ پبلک سیکٹر سے لیکر آج وہ حکمرانوں کی سطح تک اس جنگ کو لے جا رہے ہیں وہ اپنی اس سازش میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ تو اس بات کو بھی ہمیں سمجھنا چاہیے۔ اصل چیز یہ کہ یورپ ایشیاء کی اقتصادی ترقی کو روکنا چاہتا ہے اور اسلامی دنیا کے وسائل پر قبضہ کر کے ایشیا کی اقتصادی ترقی کے وسائل کو اپنے قبضے میں لینا چاہتا ہے اور آپ نے دیکھا کہ 97-1996ء میں ایشیاء کے جن ممالک میں اقتصادی لحاظ سے اٹھان لے لی تھی اور انہوں نے اپنی ایک اقتصادی عمارت کھڑی کر دی تھی۔ انہوں نے اپنی سازشوں اور پالیسیوں کے ذریعے سے پہلے ان اقتصادی عمارات کو گرایا اور اس میں اگر کوئی بچ سکا تھا تو صرف ملائشیا بچ سکا تھا۔ پھر دوبارہ سے 9/11 کے بعد انہوں نے براہ راست حملہ کر کے اس صورتحال پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ آج یہ ترقی پذیر دنیا کو اور پسماندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اسلامی دنیا کو کمزور کرنا ان کا ہدف ہے۔ میں سو فیصد اتفاق کرتا ہوں اپنے بڑے بھائی جناب اعتزاز احسن صاحب سے اور پورے وثوق کے ساتھ علی البصیرت کہتا ہوں کہ یہ جنگ شیعہ، سنی کی نہیں

ہے۔آج کیوں یمن کے اندر حوثی باغیوں کو شیعہ کہا جارہا ہے؟ وہ تو شیعہ کے اندر زیدی فرقہ ہے اور اس زیدی فرقے کو ایران کے دستور میں سنی کہا گیا ہے۔ایران کا دستور جہاں اثناعشری کے علاوہ دوسرے مذاہب ومسالک کا ذکر کرتا ہے اور جس کو شخصی قوانین کی آزادی دیتا ہے، اس میں جہاں وہ حنفی کا ذکر کرتا ہے، مالکی کا ذکر کرتا ہے، حنبلی کا ذکر کرتا ہے، شافعی کا ذکر کرتا ہے وہاں وہ زیدی کا بھی ذکر کرتا ہے۔سو ہم ان کو شیعہ میں شمار کرتے ہیں اور وہ صحابہ کرام پر تبرہ نہیں کرتے، وہ صرف حضرت علیؓ کی فضیلت پہ بات کرتے ہیں، اس سے آگے وہ کوئی ایسی زبان استعمال نہیں کرتے کہ جس کی وجہ سے اتنا بڑا مناقشہ پیدا ہو۔لیکن یہ کیا وجہ ہے کہ آج اس کو ہم دنیا میں متعارف کروارہے ہیں کہ شیعہ سنی جنگ ہے، کوئی شیعہ سنی جنگ نہیں ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ افغانستان کے طالبان کیا سنی نہیں تھے اور کیا افغانستان کے اندر ان کے شیعوں کیساتھ جھگڑے بھی نہیں تھے۔ مزاری ایک شیعہ لیڈر تھا اس کو قتل کیا انہوں نے۔لیکن طالبان کے خلاف کاروائی کو تو کسی نے نہیں کہا کہ سنی کے خلاف کاروائی ہے۔صدام حسین سنی تھا، پوری دنیا نے مل کر اس کو مارا اور جھوٹے الزام میں مارا اور اعتراف کیا کہ ہماری اطلاعات غلط تھیں کہ وہ کوئی جوہری پروگرام پر کام کررہا ہے۔کوئی ثبوت نہیں ملا ہمیں۔کسی نے نہیں کہا کہ وہ تو سنی تھا اور آج اس کو ختم کر کے وہاں پر جو حکومت بنائی گئی ہے وہ بھی ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔کسی نے نہیں کہا کہ یہ شیعہ سنی کا معاملہ ہے۔تو آج حوثی کے بارے میں یہ تاثر کیوں عام کیا جارہا ہے کہ خدانخواستہ ان کیساتھ اگر کوئی جنگ ہے تو اس کو شیعہ سنی کہہ دیا جائے؟ سب سے پہلے میں اس تاثر کی تردید کرتا ہوں کہ خدانخواستہ یہ شیعہ سنی کا معاملہ ہے۔ پھر یہ کہ یہ پراکسی Proxy جنگ ہے۔ہم اس پہلو پر بھی ذرا ضرور غور کریں کہ ہمیں کس حد تک جانا ہے اور پاکستان پر اس کے اثرات کیا مرتب ہوں گے؟ لیکن اس بات کو موضوع بحث بنانا کہ ایران ناراض ہو جائے گا۔کیا ایران نے آج تک یہ کہا ہے کہ میں حوثیوں کیساتھ ہوں؟ نہیں، قطعاً ایران نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ یہ معلوم ہوتے ہوئے کہ شام کی حکومت ایران کی پروکسی ہے، یہ معلوم ہوتے ہوئے کہ لبنان کا حزب اللہ عراق کا پروکسی ہے لیکن کبھی اس نے ڈکلیئر نہیں کیا۔لہٰذا اس میں پاکستان، ایران کے تعلقات کو بیچ میں لے آنا یہ بھی شاید ان حالات میں کوئی معقول رخ نہیں ہے مسئلے کا۔آج وزیر دفاع نے رابطوں کا ذکر کیا، یہ ایک اچھا آغاز ہے۔اگر پرائم منسٹر صاحب نے ترکی کی حکومت کو بھی متحرک کیا ہے، ایران کی حکومت بھی متحرک ہوگئی ہے، سعودی گورنمنٹ بھی متحرک ہوگئی ہے، تو اس عمل کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے اور پاکستان کو اس میں بڑی ذہانت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ ایک ذہن یہاں پر ایک اتفاق رائے کی صورت میں سامنے آرہا ہے کہ مفاہمت کا کردار ادا کرنا چاہیے، جنگ سے اجتناب ہونا چاہیے۔ہم تو ہر سطح پر کہہ رہے ہیں کہ جنگ سے اجتناب ہونا چاہیے، ہم نے تو اس پر اصرار کی ہیں کہ پاکستان کے فوجی جوان کیوں شہید ہوں؟ کیوں ان کا خون بہے؟ کیوں اس کرب سے ہمیں گزارا جائے؟ لیکن ہماری اس اصرار کو اور معنے دیئے گئے۔ مسلمان کی حیثیت سے ایک دینی فرض بھی بنتا ہے جو قرآن کریم اس کا تعین کرتا ہے: وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بین اخویکم کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو جاؤ ان کے درمیان صلح کراؤ۔" اور پھر یہ حکومت کا طاقت اور مقام ہوتا ہے کہ اگر ان میں سے ایک بغاوت کرلے، معاہدہ توڑ لے تو آپ دوسرے کے ساتھ مل کر اس کو سزا بھی دیں اور ان کو اس معاہدے کی طرف لائیں۔ یہ تعلیمات ہمیں دی ہیں قرآن نے اور یہ مقام حکومتوں کا ہے کہ ایک فریق کے مقابلے میں دوسرے فریق کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔ عام آدمی نہیں کرسکتا اس طرح۔

تو اس حوالے سے ہمیں اپنی ان تمام پالیسیوں پر سوچنا چاہیے۔ہم سب ایک بین الاقوامی ایجنڈے کے تابع کام کر رہے ہیں، اس سے پہلے ہماری پارلیمنٹ نے قراردادیں پاس کی ہیں۔لیکن میں اب ان موضوعات کو نہیں چھیڑنا چاہتا۔اگر ہم اس میں تنہا ہیں، ہم جمہوری لوگ ہیں، ہم نے اکثریت کا احترام کیا ہے۔لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہم تو ہیں ہی فرنٹ لائن پر اور مذہبی ماحول میں علماء کرام متحد ہیں اور وہ ایک نظریاتی شکست ان لوگوں کو دینا چاہتے ہیں جو اسلحے کے زور پر اپنی بات منوار ہے ہیں۔تو اس حوالے سے ہماری رائے یہ ہے کہ وہ تمام صورتحال ہمیں بتائی جائے کہ اگر کیا کرنا ہے، اس کی جزئیات کیا ہیں۔ کلیاتی طور پر تو آپ نے کہہ دیا کہ سعودی عرب ہمارا دوست ہے اور یقیناً اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سعودی عرب ہمارا ایک ایسا دوست ہے کہ جس کی دوستی کی گہرائی کی کوئی حد نہیں ہے۔ ہمارا اس کیساتھ صرف ایک سیاسی تعلق نہیں ہے، محض ایک سفارتی تعلق نہیں ہے، مسلمانوں کی ایک عقیدت بھی وابستہ ہے اس سرزمین کے ساتھ اور جب کچھ لوگ حرمین شریفین کی بات کرلیتے ہیں تو اس سے یقیناً امت مسلمہ میں ایک اشتعال بھی آتا ہے۔ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ کچھ حدود کے اندر رہ کر بات کیا کرو۔اس حد تک نہ جائیں کہ پوری امت مسلمہ حرمین کی حفاظت کیلئے کھڑی ہو جائے۔ سعودی عرب کی مدد کرنا بالکل جائز ہے لیکن مدد کی صورت کیا ہونی چاہیے اور اسکے پاکستان پر اثرات کیا مرتب ہوں گے؟ ان ساری چیزوں کا ہم نے تجزیہ کرنا ہے، تاکہ اس کے نتیجے میں ہم ایک بہتر پالیسی کی طرف جاسکیں اور پاکستان کو اور اس کے مستقبل کو ہم روشن کرسکیں۔اور عالم اسلام جو اس وقت خون میں لت پت ہے، لیبیا سے لیکر لبنان، شام، عراق اور آج یمن اور کل ہوسکتا ہے بحرین اور باقی عرب دنیا۔تو اس ساری صورتحال میں ہم اگر آگ کو بجھائیں گے نہیں، تو یہ آگ جس طرح آج ہمارے گھر میں آگئی ہے، کل بھی یہ پوری دنیا میں پھیل سکتی ہے اور خطرناک صورت میں پھیل سکتی ہے۔

تو اس حوالے سے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم صلح کی طرف جائیں اور کوشش کریں کہ اس جنگ اور اس ماحول سے عالم اسلام کو بچائیں۔اگر بالفرض ایسے حالات ناگزیر ہو جاتے ہیں تو ناگزیر حالات میں پھر دنیا میں پاکستان کو اپنا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔اور وہ ان شاء اللہ پاکستان ادا کرے گا اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ حکومت جو فیصلہ کرے، پوری پارلیمنٹ اس کی پشت پر رہے۔اور پورے ملک کی قومی یکجہتی اس وقت موجود رہے۔ جو بھی فیصلہ کرے اس کی تمام تفصیلات اور اس کی جزئیات سے پارلیمنٹ کو آگاہ کرلینا چاہیے اگر ممکن ہے۔ بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ آپ کھلے اجلاس میں ان جزئیات کو نہیں بیان کرسکتے تو اس کا کوئی متبادل بھی سوچا جاسکتا ہے۔لیکن اس حوالے سے ہمیں بالکل صاف اور کلیئر ہونا چاہیے اور بڑی صاف گوئی کیساتھ اپنی پالیسی وضع کرنی چاہیے سعودی عرب یقیناً ہمارا دوست ہے ہم اس کو کبھی تنہا نہیں چھوڑ سکتے، ہر حال میں ان کا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔لیکن اگر ہم اپنے دوست کو اس بحران سے بچا سکتے ہیں اور نکال سکتے ہیں تو یہ دوستی کا اولین حق ہے۔وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

ملکی و بین الاقوامی حالات وواقعات اور سیاسی و مذہبی صورتحال پر دلنشین تبصرے و تجزیے

تحریر: محمد ادریس اپل

کچھ لوگوں کو یہ مرض ہوتا ہے کہ خیر کے ہر کام سے ''شر'' کے پہلو تراش لیتے ہیں، یہ ان کے شریر باطن کے عدسے کی خرابی ہے کہ انہیں الٹا ہی نظر آتا ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن جن کی بصیرت کی ایک دنیا معترف ہے، ان کی نظر دورس ہے اور وہ اپنی بالغ نظری سے معاملات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں، جس سے ان کا موقف تشکیل پاتا ہے۔ جب حکمرانوں سے انہیں کوئی اختلاف ہوتا ہے تو ان کی مفاہمتی سیاست کا اصول یہ ہے کہ اختلافات کو سڑکوں اور چوراہوں میں لے جا کر دھرنا دینے کی بجائے مذاکرات سے حل کیا جائے۔ اگر پھر بھی کوئی راستہ نہ نکلے تو پھر دوسری صورت اختیار کی جائے۔ لیکن سطحی اور پست سوچ اس اصول کا ادراک نہیں رکھتی۔ وہ یہ سمجھتی ہے کہ وہ کوئی سودے بازی کرتے ہیں کہ اپنے مفادات حاصل کرتے ہیں۔ مبادا ایسی صورت ہوتی تو مولانا اپنے موقف سے دست بردار ہو جاتے لیکن مولانا تو پھر بھی اپنے موقف پر قائم رہتے ہیں۔

نذیر ناجی نے لکھا ہے کہ: '' ان کے تحفظات ان گنت ہوتے ہیں۔ کبھی کوئی بڑا عہدہ، کبھی اہل خاندان کے لیے کوئی وزارت یا محکمہ، اسلامی نظریاتی کونسل کی سربراہی ......'' ہر کوئی جانتا ہے کہ جے یو آئی اور مسلم لیگ (ن) کے اتحاد میں یہ معاملات طے ہوئے تھے، اب اسے تحفظات کا مطلب اور نتیجہ قرار دینا وہ جھوٹ ہے جو بے شرمی کی حدیں پھلانگ گیا ہے۔

دوسرا ''ناجی'' نے یہ غلط مفروضہ گھڑا ہے کہ: ''مولانا کی وصولیاں پارلیمانی طاقت کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں جبکہ ہر پارلیمانی پارٹی اپنی عددی طاقت کے مطابق وصولیاں کرتی ہیں۔'' یہ ان کے ذہن کی اختراع ہے۔ ہر پارٹی اپنی اہمیت کے مطابق کردار حاصل کرتی ہے، حکومتوں کے ہاں ہماری جو اہمیت ہو اور وزن ہو اس کے مطابق ہمیں حصہ ملتا ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک ووٹ کے فرق سے وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ بننے والے کے ہاں ایک ووٹ کی حامل جماعت کی کتنی اہمیت ہو گی۔ بہر حال یہ باتیں ''ناجی'' کسی سمجھ میں آنے والی نہیں کہ یہ ''ہوش'' میں نہیں ہوتے۔ لوگ جانتے ہیں کہ مولانا نے جو دعوت کی اس کا خرچ کروڑوں میں نہیں ہزاروں میں ہے۔ نذیر ناجی تنقید اور تضحیک کے لئے اپنے جھوٹوں کی پٹاری میں بہت سے نمونے رکھتے ہیں۔

پچھلے دنوں جب ایک سیاسی مداری کنٹینر پر چڑھ کر ڈگڈگی بجا کر فوج کو بلانے کے ساتھ ساتھ بیورو کریسی، افسر شاہی اور عوام کو سول نافرمانی پر ورغلا کر ملک میں افراتفری اور عدم استحکام کی طرف دھکیلنے لگا تو ملک کی ساری پارلیمانی پارٹیاں ملک کے استحکام کے لیے اکٹھی ہو گئیں اور بے مثال مفاہمت کا مظاہرہ کر کے ملک کو افراتفری اور بہت بڑے نقصان سے بچا لیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مداری مداری ہوتا ہے تماشا لگا کر چلا جاتا ہے حکومت کرنا یا سیاست کرنا اس کے بس سے باہر۔ ہر جگہ پٹائی ہوتی ہے، مانتا ہی نہیں۔ ننکانہ صاحب میں پٹائی ہوئی، دھرنے میں پٹائی، کراچی میں بے مثال جوتے پڑے۔ پھر بڑے بڑے دعوؤں کے باوجود بلدیاتی انتخاب میں پٹائی، استعفوں کے معاملے میں پسپائی اور شرمناک انداز میں پسپائی...... لیکن اب دماغ میں وزیر اعظم بننے اور سب سے بڑا سیاستدان کہلانے کا سودا ہے۔ وہ جو تاریخی مفاہمت، اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ اس وقت ہوا اس نے ہماری قومی سیاست پر گہرے اثرات ڈالے۔

ناجی کے دماغ کا خلل یہ ہے کہ اس وقت ''سب نے ڈیل کی۔'' اب کیا ذہنی صحت رکھنے والا ''ناجی'' کے اس دعوے کو سچا سمجھے گا؟ لیکن جنونی اسے سراہیں گے۔ پیپلز پارٹی کے کارکن جیالے کہلائے، نواز شریف کے کارکن متوالے یا شیر کہلائے اور عمران کے جنونی کہلائے، سب پر آشکار ہے کہ جنونیوں سے ملک کس طرح بچایا گیا۔

ہمارے سیاسی زعماء (عمران خان کے علاوہ) بھی جانتے ہیں کہ عدم مفاہمت سے ہم نے بہت کچھ کھویا۔ کالا باغ ڈیم نہ بن سکا، بہت سے مارشل لاؤں کو بھگتا۔ لہٰذا اب مفاہمت کا تجربہ جاری رہنا چاہیے۔ اس پر زرداری صاحب نے ایک اجلاس بلایا اور اس میں ساری پارٹیاں شریک ہوئیں۔ ایجنڈا یہ تھا کہ چینی سرمایہ کاری کے سلسلے میں اسے لے کر آگے بڑھنے میں کامل مفاہمت ہونی چاہیے۔ کالا باغ ڈیم کی طرح متنازع نہ بنے۔ اکنامک کاریڈور نے ہر صوبے سے گزرنا ہے لہٰذا یہ منصوبہ بھی مفاہمت سے آگے بڑھے۔

بہترین سوچ ہے لیکن ناجی کے دماغ کے کیڑے نے کاٹا تو اس کی نظر دھندلا گئی۔ اسے سمجھ آیا ہے کہ چین بلا تحفظ کوئی 45 ارب ڈالر نواز حکومت کے نقد حوالے کر رہا ہے۔ اسے سیاستدانوں نے آپس میں بانٹنا ہے اور یہ کوئی سعودی حکومت کے عطیے کی طرح کی کوئی رقم ہے۔ نہیں، جناب! دینے والے بھی باخبر ہیں اور لینے والے بھی اور پارلیمانی پارٹیوں نے اسے شفاف بنانے کے لیے اب مفاہمت کا ڈول ڈالا ہے۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ 1983ء سے میدان سیاست میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں، جب وہ ضیاء الحق کے خلاف بحالی جمہوریت کے نمایاں کردار تھے تو میڈیا اس وقت بھی ان کے خلاف زہر اگل رہا تھا۔ پھر جب 1993ء میں بے نظیر دوسری بار حکومت بنی، تو مولانا قومی اسمبلی کی خارجہ امور کی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین بنے۔ میڈیا اس وقت بھی ان پر کیچڑ اچھال رہا تھا۔ پھر نواز شریف آئے میڈیا تب بھی مولانا کی کردار کشی کرتا نظر آیا۔ پرویز مشرف دور میں مولانا نے اس کے اقدامات کیخلاف تحریک کی قیادت کی اس مرحلہ پر بھی ان پر بے جا تنقید کے نشتر برسائے گئے۔ پھر مولانا پہلے شخص تھے جنہوں نے پرویز مشرف کو محفوظ راستہ دینے کی بات کی۔ لیکن میڈیا اس مثبت تجویز پر بھی گالیاں دیتا رہا۔

مشرف دور کے بعد زرداری گورنمنٹ بنی تو مولانا نے مفاہمتی پالیسی کے تحت زرداری کی دعوت پر گیلانی حکومت میں شمولیت اختیار کی مگر حکومت کی ناقص پالیسیوں پر تنقید بھی کرتے تھے۔ حکومت میں زرداری کے ساتھ تھے تو پھر بھی گند بکا جاتا تھا اور حکومت سے علیحدہ ہوئے تو سگان صحافت کی طبعی مجبوریاں پھر عروج پر تھیں۔ نواز شریف آئے تو مولانا سے سیاسی حکومت میں شمولیت کی درخواست کی، تو مولانا نے بھی دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ تب بھی طعن وتشنیع کی بارش تیز ہوگئی۔ مولانا نے جس مفاہمتی سیاست کا ڈول ڈالا تھا قومی سیاست پر اس کے گہرے اور مثبت اثرات رقم ہوئے کہ مفاہمت قومی سیاست کا جزء بن گئی اور قومی سطح پر اہم فیصلے مفاہمت سے ہونے لگے۔ لیکن صد افسوس کہ دشنام طرازوں کی زبانیں اور دراز ہوگئیں۔

قومی سیاست کو مولانا نے دلیل، شائستگی مفاہمت اور برداشت کا ڈھنگ دیا۔ اور خود پر کسی الزام کی پرواہ نہ کی اور نہ کسی دوسرے پر جھوٹا الزام لگایا۔ اپنی جدوجہد آئینی بنایا لیکن پھر بھی نشانہ پر رہے۔ انہیں راستے سے ہٹانے کی تین کوششیں ہوئیں مگر بفضل باری بال بال بچے۔ ان کی عظمت وتوقیر کو ہر لحہ گھٹانے کی کوشش کی گئی۔ صاحب بصیرت لوگ، سیاسی زعماء اور مذہبی قائدین ان کی صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہیں۔

باقی تاریخ بتائے گی کہ ان کا کردار کس قدر شفاف اور اجلا تھا، ان کے اخلاق کس قدر بلند تھے۔ وہ اپنی بصیرت سے آنے والے طوفانوں کو بھانپ لیتے تھے اور ناقدین بونے لگیں گے جیسے کاٹنے والی چیونٹیاں۔ تاریخ فیصلہ کرے گی کہ اس شخص نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، کبھی بددیانتی نہیں کی، کبھی بدعہدی نہیں کی۔ اسلامی اصولوں پر کاربند رہا، کبھی کسی کو دھوکا نہ دیا۔

دقیانوسی سوچ ....

تحدید آبادی کیلئے دو بچے پیدا کرنے کی تحریک ہماری نہیں یورپ وامریکہ کی ہے۔ ہماری حکومتوں نے ڈالر بٹورنے کیلئے اسے معاشرے میں بے حیائی کی حد تک فروغ دیا اور اندازے شائع کیے کہ فلاں سال آبادی اتنی ہو جائے گی، جبکہ پاکستان کے وسائل محدود ہیں۔ یہ ایمان وتوکل کا مسئلہ ہے کہ کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ نے اپنے ذمہ نہ لیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ’’اپنی اولادوں کو تنگدستی کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی‘‘ خاندانی منصوبہ بندی کی کونسی صورتیں جائز ہیں اور کونسی ناجائز فقہاء نے واضح ہدایات دی ہیں لیکن تنگدستی کے ڈر سے اولاد پیدا نہ کرنا ہمارے ایمان کے خلاف ہے جبکہ اللہ نے ہر آنے والے ذی روح کا رزق مقرر کر دیا ہے۔

مشرکین عرب اپنی اولادوں کو زندہ درگور کرتے تھے اور اس سے قبل بادشاہ یہ کام کرتے تھے۔ بہر حال عہد جاہلیت میں لوگ یہ حرکت ضرور کرتے تھے کہ قرآن کریم کو واضح ہدایات دینا پڑیں۔ یہ دقیانوسی سوچ امریکہ و یورپ کے ہاں سے آئی کہ دنیا بھر کے وسائل کا ارتکاز ان کے ہاں ہو رہا تھا، وہ اس کے شرکاء کو محدود کرنا چاہتے تھے اور ایک مقروض ملک کے لیے قرضہ دینے والے کی ہدایات یہی ہونی چاہئیں کہ کہیں اس کے قرضے کی ادائیگی میں تاخیر و روکاوٹ نہ ہو۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ روزنامہ جنگ میں ایک کالم نویس نے مولانا فضل الرحمٰن کو الزام دیا ہے کہ ان کی سوچ تحدید آبادی کے مسئلے پر دقیانوسی ہے۔ حالانکہ درحقیقت مولانا فضل الرحمٰن کی سوچ روشن اور متوازن سوچ ہے جس پر سیاسی معاشی سامراجی مفادات کے سائے نہیں پڑے اور قرآن کریم کی روشن فکر سے کشید کردہ ہے۔ نہ جانے یہ کس ذہنیت کے لوگ ہیں کہ ابھی تک انہیں مسلم فکر سے آگاہی نہیں ہوئی، حالانکہ مسلمان ملک میں رہ رہے ہیں۔

ہمارا برادر ملک ترکی جواب ایک مضبوط معیشت رکھتا ہے اور کسی حد تک سامراجی مفادات کی جکڑ بندی سے آزاد ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ ترکی کے صدر طیب اردگان نے کہا کہ ”ضبط ولادت غداری، ایک بچے کا مطلب تنہائی، دو کا مطلب مخاصمت، تین کا مطلب توازن اور چار کا مطلب ہے کہ کافی۔“

یہ ان کی سوچ ہے کہ وہ سامراجی مفادات سے آزاد ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ امریکی و یورپی سامراج کے مفادات سے جڑی سوچ نے مسلمان سماج سے حقیقت کے ادراک کا شعور ہی چھین لیا ہے، ان کے کارندے انہی کی اصطلاحات میں بات کرتے ہیں اور انہی کی سوچ کو پھیلاتے ہیں۔ یہ سامراجی مفادات کے سائے ہٹیں تو ہم سوچ سکیں اور ہماری فکر میں نکھار آئے اور آزادیٔ اظہار کا صحیح ادراک کر سکیں، انتہا پسندی اور آزادی کی جدوجہد کی اپنی تعریف کر سکیں، انسانی حقوق کے ساتھ مذاق کو سمجھ سکیں۔

ایوب دور حکومت سے ہمیں یہی کہا جاتا رہا ہے کہ آبادی بڑھ گئی تو بھوکے مرجائیں گے، حکومتیں کارندے دہائیاں دیتے رہے۔ لیکن کیا ہوا قدرت خداوندی 7 کروڑ تھے تو ان کے وسائل دیئے اور پندرہ بیس کروڑ ہوگے تو ان کے وسائل بھی دیئے۔ لہٰذا تحدید آبادی کا نظریہ بکواس تھا جسے حالات نے غلط ثابت کر دیا۔ آج ایک پاکستانی وزیر اپنے بیٹے کو 4 ارب ڈالر قرض دیتا ہے، ایک رکن اسمبلی 65 لاکھ کی گھڑی پہنتا ہے، پاکستانیوں کا کھربوں ڈالر بیرون ملک بینکوں میں پڑا ہے۔ نواز شریف کے کاروبار کی وسعتیں اور زرداری صاحب کی دولت ایک دوسرے کو شرما رہی ہے اور اسکے علاوہ کئی کاروباری حضرات دولتمندی میں ان کے ہم پلہ ہونے پر فخر کر رہے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں بھی جو ہم کہہ رہے تھے، آج بھی وہی کہتے ہیں کہ اصل مسئلہ دولت کی منصفانہ تقسیم کا ہے، ناجائز آمدنیوں کا ہے۔ اور غذائی بحران جو پیدا ہوتے ہیں وہ عالمی سٹے بازی اور سرمایہ دارانہ نظام کی چیرہ دستیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ مصنوعی قلتیں، نفع اندوزیاں اور ذخیرہ اندوزیاں انسانیت کیلئے مسائل پیدا کرتی ہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام ہمیں زخم بھی لگاتا ہے اور مرہم بھی بتاتا ہے۔ ہمیں یہ سوچ بھی دیتا ہے کہ ہم اس کے چنگل سے نہ نکل سکیں، ہماری سوچ کو دقیانوسی بتاتا ہے اور اپنی استحصالی سوچ کو وقت کا تقاضا و روشن خیالی، کبھی گلوبل ولیج اور کبھی عالمگیریت کے خواب...... لیکن ہم سے بھی سادہ ہوں گے کہ عشروں سے سراب کو آب گردانتے ہیں۔

وعزنی فی الخطاب

ساحل گوادر سے لے کر تا بہ خاک کاشغر

تحریر: مولانا حسین احمد شرودی، سابق صوبائی وزیر بلوچستان

مذکورہ بالا قرآنی اقتباس کا مقصد اپنے موقف میں

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

کا رنگ بھرتا ہے، خطیب الانبیاء حضرت داؤد علیہ السلام کی عدالت میں اپنا مقدمہ پیش کرتے ہوئے مدعی نے عرض کیا: ”جناب! میرے بھائی کے پاس نو بھیڑیں ہیں اور میرے پاس صرف ایک۔ اور مطالبہ اس کا یہ ہے کہ یہ ایک بھی میرے حوالے کردو۔ وہ بڑا تیز وطرار ہے مجھے اس نے زورِ زبان سے لاجواب کردیا ہے“ خاک بسر بلوچستان کا شہر گوادر جو مکران ڈویژن میں واقع ہے، اپنے طویل تر اور گہرے ساحل سمندر کی وجہ سے معاشی طور پر پرکشش اور حسین وجمیل ہے، بقول کسے:

اچھی صورت بھی کیا بری شی ہے
جس نے ڈالی، بری نظر ڈالی ......

”گوادر“ پر صرف امریکہ اور چین یا دیگر بیرونی قوتوں میں ہی رسہ کشی نہیں بلکہ درون خانہ ملک میں بھی اس سے فیض یاب ہونے کیلئے طوفان بپا ہے۔ بطور خاص اس اہم اور گہرے ساحل کو کاشغر (چین) سے ملانے والی شاہراہ سے استفادہ کیلئے بااثر مگر خاموش قوتیں ”میری صرف ننانوے بھیڑیں ہیں یہ ایک بھی مجھے دے دو“ کے فارمولے پر عمل پیرا ہیں۔ اس شاہراہ کے قدیم نقشے کو جو بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ کے علاوہ قلات، مستونگ، مسلم باغ، قلعہ سیف اللہ، ژوب نیز خیبر پختونخوا کے اہم اضلاع ڈیرہ اسماعیل خان وغیرہ کے مفلوک الحال اور پسماندہ لوگوں کو معاشی طور پر فائدہ پہنچا سکتا تھا، تبدیل کرنے پر تلی ہوئی ہیں، چاہے اس کا انجام ملک ووطن کے حق میں کچھ بھی ہو، انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھانا ہے۔

واضح رہے کہ بلوچستان اس وقت شدید قحط سالی کی زد میں ہے۔ طویل عرصہ بارشیں نہ ہونے کی بناء پر نہ صرف زراعت کا شعبہ تباہ ہے بلکہ مال مویشی بھی ہلاک ہو رہے ہیں ان حالات میں جبکہ بدامنی اور خونریزی بھی عروج پر ہے صوبائی دارالحکومت پر آبادی کا دباؤ بڑی تیز رفتاری سے بڑھ رہا ہے، خوراک تو اپنی جگہ ماہرین کا کہنا ہے کہ مستقبل میں صوبائی دارالحکومت میں لوگوں کو پینے کا پانی فراہم کرنا بھی مشکل ہوگا۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ کوئٹہ منتقل ہو رہے ہیں۔ زراعت کی تباہی میں زیر زمین سطح آب (واٹر لیول) گرنے کے علاوہ توانائی کا بحران بھی ایک عامل ہے۔ دستیاب تھوڑے سے پانی کو نکالنے کیلئے جو بعض مقامات پر ہزار پندرہ سوفٹ نیچے ہے، نکالنے کیلئے بجلی کی ضرورت ہے جو لوڈشیڈنگ کی وجہ سے میسر نہیں۔ اربوں روپے کے قیمتی باغات خشک ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف زراعت وگلہ بانی کو پہنچنے والے نقصان کا اثر تجارت پر بھی پڑ رہا ہے۔ ان حالات میں ”بڑے بھائی“ کا رویہ ملک کے مستقبل پر کیا اثرات مرتب کرے گا، اس کو سمجھنے کیلئے کسی بڑے فلسفے کی ضرورت نہیں۔ ادنیٰ شعور رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے کہ اس سے باہمی نفرتوں میں کتنا اضافہ ہوگا

خاکم بدہن آتش فشاں بلوچستان کو بحالات موجودہ ماچس کی ایک تیلی ہی کافی ہے اور دشمن اسی انتظار میں ہے۔ قوم پرستوں نے تو ”ہمارے“ ساحل، ”ہمارے“ وسائل کا ورد تو کئی برسوں سے شروع کر رکھا تھا، بلکہ اب تو مقامی اخبارات کے مطالعے سے بآسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ گوادر کاشغر شاہراہ کے نقشے کی تبدیلی پر احتجاج نہیں، خدا پرست اور قوم پرست، بلوچ پشتون، سندھی، پنجابی، اردو، سرائیکی اور ہندکو بولنے والے سبھی یک زبان اور متفق ہیں۔ اگر ایک مخصوص ٹولے کے مفادات کو ترجیح دینے کیلئے اہل بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے پسماندہ عوام کا معاشی گلا گھونٹنے کی پالیسی ترک نہ کی گئی تو اس سے فیڈریشن کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہوں گے، اس سلسلے میں سقوط ڈھاکہ کا سانحہ باعث عبرت ہے، اگر چشم بینا میسر ہو......

گوادر، کاشغر شاہراہ کے قدیم نقشے کی بحالی میں حضرت قائد جمعیۃ کا کردار بڑا شاندار ہے، مگر وفاقی حکومت کا موقف اس بارے میں اب بھی گول مول اور مبہم ہے۔ ہمارے جماعتی وزراء کو اس معاملے میں ذاتی دلچسپی لینی چاہیے، اسلئے کہ ملک کی بقاء اور اس کے یونٹوں میں باہمی وحدت واخوت کو برقرار رکھنے کا معاملہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو سیاسی اختلافات سے بالاتر تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق لوگوں کو منظم کر کے اس مسئلے میں اسلام آباد میں ایک بھرپور مظاہرہ کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے اس لئے کہ موجودہ حالات میں بلوچستان کا واحد اثاثہ اس کا یہ قیمتی ساحل ہے جس سے ہماری معیشت سنبھل سکتی ہے اور مذکورہ بالا چائنا پاکستان اقتصادی راہداری سے محنت کشوں کو روزگار کے مواقع مل سکتے ہیں۔

فارسی میں کہاوت ہے: ”دُزد باش، بانصاف باش......“ بلوچ پشتون کے منہ کا نوالہ چھین کر اسے صبر کی تلقین کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہ باتیں قوم پرستی کی بنیاد پر نہیں بلکہ مظلوم کی حمایت کی اساس پر ہیں۔ وگرنہ ہمارا تو عقیدہ ہی یہ ہے کہ:

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

وہ ہزاروں پشتون بلوچ جو بے دین ہوں اس ایک غیر پشتون اور غیر بلوچ پر قربان کئے جاسکتے ہیں جو اللہ والا ہو۔

عمران خان... سیاسی ناکامیوں کا تسلسل

تحریر: حافظ نصیر احمد احرار ناظم اول جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور، سابق مرکزی صدر جے ٹی آئی

پاکستان تحریک انصاف کی شکست وذلت اور رسوائی آج اپنے عروج پر جا پہنچی ہے۔ یہ سب کچھ کس طرح ممکن ہوا ہے، اس کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ اس پارٹی کی قیادت جناب عمران خان کررہے ہیں۔ عمران کی عملی زندگی کا آغاز کھیل کے میدان سے ہوتا ہے۔ انہوں نے پاکستان اور بیرون پاکستان میں ایک سپورٹس مین کی حیثیت سے بے شمار دولت، انتہائی شہرت اور بہت عزت پائی۔ عمران خان ایک کامیاب کرکٹر تھے بلاشبہ انہوں نے اپنی عملی زندگی کے اس دورانیے میں وہ کچھ حاصل کرلیا جس کا دنیا کے اربوں انسان خواب تو دیکھتے ہیں لیکن پانہیں سکتے۔ لیکن دولت، شہرت اور عزت کی بلندیوں پر عمران خان کو جہاں بہت سے فوائد وثمرات حاصل ہوئے وہاں غیراخلاقی حرکات اور غیرذمہ دارانہ طرز زندگی کی وجہ سے انہیں بہت سی تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

1992ء عمران خان کی زندگی کا اہم ترین سال تھا جب پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے عمران خان کی قیادت میں کرکٹ ورلڈ کپ کھیلا اور کامیابی حاصل کرکے ورلڈ چیمپئن بن گئے۔ یہ شاندار کامیابی اگرچہ پوری ٹیم کی مشترکہ کوششوں اور باہم تعاون کا نتیجہ تھا لیکن بہرحال ٹیم کے کپتان ہونے کی حیثیت سے عمران کو اس کا بہت فائدہ ہوا انہوں نے اپنے اس کریڈٹ کی وجہ سے اپنی دولت، شہرت اور عزت میں مزید اضافہ کیا اور دنیا جہاں سے لوگوں کی محبتوں اور چاہتوں کا خوب فائدہ اٹھایا۔

1992ء کے ورلڈ کپ میں تاریخی کامیابی حاصل کرنے کے بعد عمران خان ایک نئے کردار کیساتھ دنیا کے سامنے آئے انہوں نے سپورٹس کی دنیا کو الوداع کہا اور سماجی خدمت کی دنیا میں قدم رکھ دیا۔ اپنی والدہ کے نام پر کینسر ہسپتال بنانے کا اعلان کیا، لوگوں نے ان کی اپیل پر لبیک کہا اور اپنے گھروں کے برتن تک بیچ کر شوکت خانم کینسر ہسپتال کی تعمیر میں حصہ لینا شروع کردیا۔ عمران خان گھر میں ہوتے لوگ قطاروں میں کھڑے ہوکر ان کے گھر ہسپتال کیلئے نذرانے پیش کرتے اور اگر وہ بازار اور چوراہوں پر چندے کیلئے نکلتے تو مزدور خواتین اپنے ہاتھوں کی گھڑیاں اور ہار اتار کران پر نچھاور کردیتے تھے عمران خان نے لوگوں کی محبتوں سے خوب فائدہ اٹھایا، اربوں روپیہ جمع ہوا اور بالآخر عمران خان کے خوابوں کو تعبیر مل گئی پاکستان کے عوام کے تعاون اور ان کے والہانہ جذبوں کی بدولت شوکت خانم کینسر ہسپتال کی تعمیر مکمل ہوگئی۔

سپورٹس کی دنیا سے سماجی خدمات کے میدان تک، عمران خان کا یہ سفر نہایت کامیاب رہا اور لوگوں نے ان کو انتہائی محبت واحترام سے نوازا۔ وہ کامیاب سپورٹس مین اور بہترین سماجی ورکر کی حیثیت سے نیک نامی پاچکے تھے لیکن پھر اچانک عمران کی زندگی میں ایک اور موڑ آیا جب انہوں نے اپنے اعلانات، وعدوں اور پاکستانی عوام کی خواہشات وتوقعات کے برعکس برطانیہ کے ایک ارب پتی یہودی خاندان میں جمائمہ نامی خاتون سے شادی رچالی۔ عمران خان پاکستان کے ہیرو تھے، پاکستانی عوام نے ان کو دولت، عزت اور شہرت کی بلندیوں تک پہنچایا تھا اور ہسپتال کی تعمیر میں اپنے بچوں کے لقمے تک عمران خان کی جیب میں ڈال دیئے تھے لیکن گولڈ سمتھ کی بیٹی جمائمہ سے شادی کا فیصلہ پاکستانی عوام کے جذبات کو پامال کرگیا اور پہلی مرتبہ عمران خان ان کو ایک نئے روپ اور انوکھے کردار میں نظر آئے۔ الغرض جمائمہ سے عمران کی شادی نے خان کی شہرت میں تو ضرور اضافہ کیا لیکن پاکستانی عوام کے دلوں میں ان کی عزت واحترام کا جلتا چراغ مدہم پڑتا گیا۔

ایک پاکستانی مسلم نوجوان کی برطانیہ کی یہودی گھرانے میں شادی پوری دنیا میں ہاٹ ایشو بن کر سامنے آیا۔ بالخصوص پاکستانی عوام نے اس پر طرح طرح کے سوالات اٹھادیئے۔ عمران خان کی ذات، کردار اور معاملات پر شکوک وشبہات پیدا ہونے شروع ہوگئے۔ سوالات وشکوک وشبہات کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ عمران خان کی زندگی میں ایک اور اہم موڑ آگیا۔ انہوں نے سماجی خدمت کے میدان سے نکل کر سیاسی میدان میں قسمت آزمانے کا فیصلہ کرلیا اور 25 اپریل 1996ء کو پاکستان تحریک انصاف کے نام سے ایک نئی سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کردیا۔ پاکستان تحریک انصاف کے قیام اور اس کی تاسیس کے بعد عمران کی عملی زندگی ایک نیا رخ اختیار کرگئی۔ وہ کھیل اور سماجی میدان سے نکل کر اب سیاست کی وادی پر خار میں کھڑے تھے لیکن حیران کن طور پر ایک واضح فرق تھا۔ سپورٹس اور سماجی خدمت کے میدان میں عمران خان کو اپنی جان ومال سے تعاون دینے والے پاکستانی عوام نے پاکستان تحریک انصاف کو اجنبی نظروں سے دیکھنا شروع کردیا۔ عمران خان اپنی برطانوی اہلیہ جمائمہ خان کی معیت میں جوں جوں تحریک انصاف کی کمپین اور تنظیم سازی میں مصروف کار نظر آئے، اتنا ہی پاکستانی عوام عمران خان اور ان کی تحریک انصاف سے متنفر اور بیزار نظر آنے لگے۔

یہی وہ دور تھا جب افغانستان میں تحریک طالبان اپنے نکتہ عروج پر تھی اور اسی دور میں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کو ختم کرکے جنرل پرویز مشرف نے اقتدار پر قبضہ کرلیا تھا۔ جنرل پرویز مشرف نے 2002ء میں قومی انتخابات سے قبل ریفرنڈم کا ڈرامہ رچایا جس میں جناب عمران خان نے ان کا دست وبازو بن کر انہیں بھرپور طور پر سپورٹ کیا۔ 2002ء کے قومی انتخابات میں پاکستان کی مختلف جماعتوں نے حسب معمول حصہ لیا۔ پاکستان تحریک انصاف اس الیکشن میں ایک نیا نام تھا، چنانچہ حیران کن طور پر کھیل اور سماجی خدمت کے میدان میں کامیابی کے جھنڈے گاڑھنے والے عمران خان ملک بھر سے صرف اپنی ذاتی سیٹ جیتنے میں کامیاب ہوسکے۔

عمران خان کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے گھنٹوں قطار میں کھڑے رہنے والی عوام نے الیکشن میں عمران کی پارٹی کو یکسر

مسترد کردیا۔ یہ انتخابی نتائج اور ووٹوں کے اعداد و شمار عمران خان کیلئے ناقابل یقین تھے۔ انہوں نے اپنے سیاسی مستقبل کو محفوظ بنانے کیلئے ایک اور عجیب وغریب فیصلہ کرلیا اور وہ یہ کہ جنرل پرویز مشرف جس نے اقتدار پر ناجائز قبضہ کر رکھا تھا اور اب وہ اپنے اقتدار کا آئینی تحفظ چاہتا تھا نے صدارتی ریفرنڈم کرانے کا اعلان کردیا۔ عمران خان نے پاکستان تحریک انصاف کی طرف سے جنرل مشرف کے ریفرنڈم کی کھلم کھلا حمایت کردی۔ سیاسی زندگی کے اس اہم موڑ پر عمران خان کا یہ فیصلہ بھی عوام الناس سے ان کی مزید دوری کا سبب بن گیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عمران خان ہمت نہیں ہارے۔ بیرون ملک سے ملنے والی وسیع امداد اور ملک کے اندر مخصوص طبقات، مرئی اور مخفی قوتوں کی تائید نے ان کی سیاسی زندگی کے تسلسل کو برقرار رکھا کہ بالآخر 2013ء کا الیکشن آگیا۔ اس الیکشن سے پہلے پورے ملک میں ایک خاص فضاء بنائی گئی۔ بیرونی قوتیں میدان میں اتریں، پاکستان کی خفیہ طاقتوں نے اپنے کرشمے دکھائے اور دولت کے بے دریغ استعمال سے پی ٹی آئی کو زبردست پذیرائی حاصل ہوئی۔ الیکٹرانک، پرنٹ میڈیا، تجزیہ نگار اور سیاسی پنڈت ایک ہی بات کہتے نظر آئے کہ مستقبل پاکستان تحریک انصاف کا ہے اور اقتدار عمران خان کے قدموں میں ہے۔ لیکن اربوں روپے کی انتخابی کمپین اور ملک و بیرون ملک خفیہ قوتوں کے تمام تر تعاون کے باوجود انتخابی نتائج جب سامنے آئے تو عمران کان کی تحریک انصاف اب بھی تیسرے درجے کی سیاسی پارٹی کے طور پہ سامنے آئی۔ یوں گویا پاکستانی عوام نے عمران خان کے سیاسی وعدوں اور اعلانات پر اعتبار کرنے سے انکار کردیا۔ عمران خان کیلئے یہ سیاسی پوزیشن اور انتخابی نتائج ناقابل قبول تھے، کیونکہ وہ اپنے زعم میں اپنے آپ کو وزیراعظم پاکستان ڈیکلیئر کر چکے تھے۔ کے انہوں نے اپنی شرمندگی مٹانے کیلئے احتجاجی تحریک چلانے کا اعلان کیا اور 14 اگست 2014ء سے اسلام آباد میں احتجاجی دھرنا دینے کا اعلان کردیا۔ اس دھرنے میں کیا کیا ہوتا رہا، طرز عمل کیا اختیار کیا گیا، مقاصد کیا تھے اور نتائج کیا حاصل ہوئے؟ ان تمام سوالات کے جوابات بھی عوام کے سامنے آگئے ہیں جس سے واضح طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ 19 سال سیاسی عمل میں گزارنے کے باوجود عمران خان آج بھی سیاسی طور پر نابالغ ہیں اور ان کی پارٹی ابھی تک عوام میں وہ مقبولیت حاصل نہیں کرسکی، جس کی بناء پر اسے ملکی اقتدار سونپا جائے۔

آج پاکستان تحریک انصاف کی سیاست قطعی طور پر ناکام ہوچکی ہے۔ دھرنے کے خاتمے اور اسمبلی میں واپسی کے بعد پاکستان کے عوام میں تحریک انصاف کی قیادت اور عمران خان ایک تماشہ بن کر رہ گئے ہیں اور اب کراچی میں ہونے والے ضمنی الیکشن میں تحریک انصاف کی بدترین ناکامی اور کنٹونمنٹ بورڈ کے انتخابات میں خاطر خواہ نتائج کے حصول میں ناکامی سے ایک بار پھر ثابت ہوگیا ہے کہ پاکستانی عوام نے تحریک انصاف کو ایک بار پھر مسترد کردیا ہے۔

یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈز کے ووٹرز اور امیدواروں کا تجزیہ کیا جائے تو یہاں کا سیاسی ماحول پاکستان کے عام سیاسی ماحول سے یکسر مختلف ہوتا ہے۔ کنٹونمنٹ بورڈز کے اکثر ووٹرز کا تعلق پاکستان کے ایلیٹ کلاس طبقے سے ہے، پاکستان آرمی، سرکاری افسران، بیورو کریسی اور برگر فیملی سے تعلق رکھنے والوں کی اکثریت ان علاقوں میں رہائش پذیر ہوتی ہے۔ یہ لوگ عموماً مذہبی طبقات سے دور سیاسی ہنگاموں سے بیزار اور سیاسی اور مذہبی جماعتوں سے لاتعلق رہتے ہیں۔ ان کی اپنی عملی زندگی ہے اور اپنی ترجیحات ہیں۔ اس بناء پر جمعیۃ علماء اسلام کی سیاسی ترجیحات میں کنٹونمنٹ بورڈز کے انتخابات کو کبھی اہمیت حاصل نہیں رہی ہے لیکن یہ اہم بات ہے کہ پاکستان تحریک انصاف نے جن طبقات کو نئے پاکستان کی امید قرار دیا ہے اور جو لوگ عموماً پی ٹی آئی کے جلسوں میں رونق بڑھاتے نظر آئے ہیں ان کا تعلق عموماً انہی علاقوں اور فیملیوں سے ہی ہوتا ہے۔ یہ لوگ عمران خان کے مغربی سٹائل کے دلدادہ اور اس کے مخصوص سیاسی مقاصد کے داعی اور علمبردار رہے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈز کے الیکشن میں ان لوگوں نے بھی تحریک انصاف کے امیدواروں کو ووٹ دینے سے انکار کردیا ہے۔ کراچی کے ضمنی الیکشن میں بلند بانگ دعووں اور کنٹونمنٹ بورڈز میں سو فیصد کامیابی حاصل کرنے کا خواب دیکھنے والوں کو اس وقت سوائے شرمندگی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوسکا ہے۔

یادش بخیر! ہمارے ملک کی منفرد اور معروف سیاسی پارٹی جماعت اسلامی بھی تحریک انصاف کیساتھ ناکامی اور شرمندگی کی دوڑ میں پیچھے نہیں ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں باہم مل کر حکومت کے ثمرات سمیٹنے والے کراچی اور کنٹونمنٹ بورڈز کے انتخابات میں ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑے نظر آئے اور بلند و بالا نعروں کے باوجود شرمندگی و ناکامی کا داغ لئے گھروں کو رخصت ہوگئے۔ اس موقع پر جماعت اسلامی کے وہ فلاسفر اور دانشور بھی بہت یاد آئے جو اقامت دین کیلئے بیورو کریسی کو مشرف بہ (مودودی) اسلام کرتے رہتے ہیں اور ایلیٹ کلاس میں دروس و تفہیمات کے حلقوں کے قیام سے ملک میں اپنا اسلامی نظام رائج کرنے کے خواب دیکھتے رہتے ہیں۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ حاصل کلام یہ کہ پاکستان تحریک انصاف کی قیادت آج اپنے دام میں خود پھنس چکی ہے۔ وہ جس اسمبلی کو گالیاں دیتے رہے آج اس میں براجمان ہیں اور سابقہ آٹھ مہینوں کی تنخواہوں کیلئے بے تاب، جو سپیکر ایاز صادق نے رکوادی ہیں۔ جس الیکشن کمیشن اور انتخابی عمل کو ڈھونگ، ڈرامہ اور دھاندلی قرار دیتے رہے آج اس سسٹم کو ذلت و رسوائی کیساتھ نہ صرف قبول کر چکے ہیں بلکہ تمام تر نتائج کو درست بھی قرار دے رہے ہیں۔ پاکستان تحریک انصاف کی قیادت کو اندازہ تو ہوگیا ہوگا کہ کھیل کے میدان کی کپتانی اور سیاسی میدان کی قیادت میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ بہر حال کھیل کے میدان سے حاصل ہونے والی عزت و شہرت کو جناب عمران خان نے اپنے غیر مقبول اور غیر دانشمندانہ سیاسی فیصلوں سے کس طرح گنوایا ہے، وہ سب کے سامنے ہے کل تک پاکستان کا مقبول ترین سپورٹس مین اور بہترین سماجی ورکر کا اعزاز رکھنے والا عمران خان آج پاکستان کا سب سے زیادہ غیر سنجیدہ، سب سے زیادہ بدتہذیب و بدکلام اور سب سے بڑھ کر ناکام ترین سیاستدان کہلانے کا مستحق ہے۔ ملک کی حالیہ صورتحال اور پاکستان تحریک انصاف کی قیادت کی پالیسیوں اور اقدامات نے عوام میں جو ردعمل پیدا کیا ہے اس سے مجھے کسی دانشور کا ایک قول یاد آرہا ہے:

''جس ہاتھی کو ہاتھیوں کا غول بھی نہیں مار سکتا ہے، اس ہاتھی کو ایک ننھی سی چیونٹی زمین بوس کرسکتی ہے۔''

پاکستان تحریک انصاف کا ڈرامہ ختم ہوچکا ہے۔ پاکستانی عوام کے سامنے ان کے سیاہ کردار واخلاق کے تمام دریچے کھل چکے ہیں اور تحریک انصاف کی قیادت کے لیے خطرے کی گھنٹی بج چکی ہے۔ اب شکست، ناکامی، ذلت اور رسوائی تحریک انصاف کا مقدر ہے اور یہ سب کچھ مستقبل کے سیاسی منظرنامے پر نوشتہ دیوار ہے۔

انصارالاسلام کی کارکردگی رپورٹ

مراسلہ: سلیم سندھی مرکزی نائب سالار جمعیۃ علماء اسلام

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی رضا کار تنظیم انصارالاسلام کومزید فعال و منظم کرنے اور فیصلوں پر عمل درآمد کرانے کیلئے مرکزی سالار انجینئر عبدالرزاق عابدلاکھونے چاروں صوبوں کا دورہ مکمل کرلیا۔ جبکہ گلگت بلتستان کا دورہ مئی میں کیا جائے گا۔

مرکزی سالار نے 26 فروری 2015ء کوسندھ کے تمام ضلعی سالاروں کے مشترکہ اجلاس منعقدہ منزل گاہ سکھر میں شرکت کی، جس میں مرکزی نائب امیر مولانا عبدالقیوم ھالیجوی صاحب، صوبائی ناظم عمومی مولانا راشد محمود سومرو صاحب، ناظم مالیات مولانا سعود افضل صاحب نے خصوصی شرکت کی۔

05 مارچ 2015 کوصوبہ پنجاب کے ضلعی سالاروں کا مشترکہ اجلاس چیچہ وطنی ساہیوال میں ہوا، جس میں مرکزی سالار کیساتھ مرکزی معاون ڈاکٹر عبدالحی بلوچ شریک ہوئے جبکہ صوبائی تنظیم کی طرف سے صوبائی ناظم چودھری ضیاء الحق اور حافظ ابوبکر شیخ نے شرکت کی۔

08 مارچ 2015ء کوصوبائی سیکرٹریٹ پشاور میں صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلعی سالاروں کے اجلاس میں مرکزی سالار نے شریک کی، جہاں صوبائی امیر محترم مولانا گل نصیب خان صاحب اور صوبائی سیکرٹری اطلاعات حاجی عبدالجلیل جان نے بھی شرکت کی۔ ملک بھر میں شدید اور موسلا دھار بارشوں کے باوجود سالار جمعیت انجینئر عبدالرزاق عابد لاکھو نے اپنے معاون خصوصی ڈاکٹر عبدالحی بلوچ کے ساتھ اپنا تفصیلی دورہ تسلسل کے ساتھ جاری رکھتے ہوئے پشاور سے کوئٹہ بائی روڈ طویل سفر کر کے 10 مارچ 2015ء کوصوبائی دفتر جناح روڈ کوئٹہ میں صوبہ بلوچستان کے تمام ضلعی سالاروں کے مشترکہ اجلاس میں شرکت کی، جبکہ صوبائی امیر محترم حضرت مولانا فیض محمد صاحب کی خصوصی شرکت ہوئی۔

الحمدللہ صوبائی سالار مولانا سراج احمد چنا (سندھ) مولانا عبدالمجید توحیدی (پنجاب) مولانا عبدالوحید مروت (خیبر پختونخوا) اور حافظ محمد ابراہیم لہڑی (بلوچستان) کی محنت اور کاوشوں سے صوبوں کے کامیاب اجلاس ہوئے، اور تمام صوبائی سالار صاحبان اور اُن کے معاونین ان پروگراموں کی کامیابی پر خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ تاہم چند اضلاع جو اجلاسوں میں شریک نہ ہوسکے، صوبائی نظم اُن کا سختی سے نوٹس لے اور یکم مئی تک مرکزی نظم کو جواب بھیجیں

تمام صوبائی اجلاسوں میں انصارالاسلام کے مرکزی سرکلر نمبر۔۲ میں جاری شدہ فیصلوں کی روشنی میں صوبائی اور ضلعی سالاروں سے سابقہ کارگزاری کی رپورٹس طلب کی گئیں جوکہ مجموعی طور پر اطمینان بخش رہیں۔ تاہم بعض صوبوں میں سستی کو ختم کر کے فوری طور پر فیصلوں پر عمل درآمد کی ہدایت کی گئی جو معاملات صوبائی اجلاسوں میں زیر بحث رہے اُنکو آئندہ کے لائحہ عمل میں شامل کیا گیا ہے، تمام سالار صاحبان سرکلر نمبر۔۱ اور مذکورہ سرکلر نمبر۔۲ کو عملی شکل دینے کیلئے پابندی کریں۔

۱)۔ رضا کاروں کی وردی ایک ہی خاکی رنگ میں بنوانے کیلئے جو فارمولا دیا گیا تھا اُسی کے مطابق کم از کم اُس کو ضلعی سطح پر تمام رضا کاروں کو ایک جیسا خاکی رنگ کا ہونا ضروری ہے، اس حوالے سے سندھ کے رضا کاروں کو صوبائی سطح پہ ایک جیسا خاکی رنگ قابل تحسین ہے۔

۲)۔ ایسے سالار یا رضا کار جو جسمانی، ذہنی اور صحت کے حساب سے تندرست نہیں یا اُنکی عمر پچاس سال سے زیادہ ہے ایسے رضا کار چند جگہوں پر نظر آئے ہیں، ہم اُن کے جذبات کی قدر کرتے ہیں، تاہم آئندہ اُن سے ڈیوٹی نہ لی جائے، بلکہ سیکورٹی انتظامات کے محنت طلب کام کیلئے ان کی جگہ نئے چاق و چوبند رضا کار رکھے جائیں۔

۳)۔ جو سالار یا رضا کار ابتک حکومت پاکستان کے سول ڈیفنس کے ادارے سے تربیت حاصل نہ کر سکے ہیں وہ پھر اُس ادارے سے رابطہ کریں۔ تاہم طے ہوا ہے کہ ڈویژنل سطح کی تربیتی نشستوں میں مذکورہ اداروں کے تربیت یافتہ ساتھیوں سے خدمت لی جائے گی۔

۴)۔ رضا کاروں کیلئے بیلٹ کا ہونا ضروری نہیں۔ اس لئے رضا کار بیلٹ نہ باندھیں، بلکہ صرف ضلعی، صوبائی اور مرکزی سالار کیلئے بیلٹ ہوگی۔

۵)۔ شولڈرز پر توجہ کی ضرورت ہے کاندھوں کے شولڈرز پہ سیاہ سفید دھاری دار پٹی کے علاوہ وردی میں کسی بھی جگہ سیاہ، سفید دھاری پٹی نہ لگائی جائیں اور نہ ہی تنظیمی بیج یا تصویر وغیرہ سرکاری اداروں کے پھول یا بیج وغیرہ لگانا بھی جرم ہے۔

۶)۔ دوران ڈیوٹی رضا کار اور سالار کیلئے ضروری ہے کہ وہ انصارالاسلام مرکز کا جاری شدہ کارڈ اپنی وردی پر ایسی جگہ لگائیں جو کہ نمایاں نظر آئے۔

۷)۔ شیڈول کے مطابق ہر سطح کی تنظیم انصارالاسلام اپنے اجلاس لازمی منعقد کریں اور کاروائی بک میں تمام کاروائی درج کریں اور اپنے رضا کاروں اور سالاروں کی تفصیل بھی اپنے ریکارڈ میں موجود رکھیں۔ خصوصاً نام، ولدیت، گھر کا مکمل پتہ اور فون نمبرز، بلڈ گروپ وغیرہ۔

۸)۔ اپنی تمام کاروائی تحریری طور پر اپنی سطح کے امیر اور ناظم عمومی اور بالائی سطح کے سالار کو بھی بھیجی جائے۔ خصوصی طور پر ضلع اور صوبہ ایک کاپی مرکز کو بھی بھیجے۔

۹)۔ انصارالاسلام کا کارڈ حاصل کرنے کیلئے مرکز کی طرف سے جاری شدہ پروفارما بھر کے اُس میں تمام لوازمات مکمل کریں۔ شناختی کارڈ کی کاپی کے ساتھ اور وردی میں ایک عدد تصویر اور 200 روپے فیس 30 اپریل 2015ء تک بنام مرکزی سالار انجینئر عبدالرزاق عابد لاکھو پوسٹ آفس وگن، ضلع قمبر شہداد کوٹ کے پتے پر ارسال کیے جائیں بعد میں موصول شدہ پروفارما پہ کارڈ جاری نہیں کیے جائیں گے۔

۱۰)۔ ملکی حالات کے پیش نظر طے ہوا کہ مرکزی قائدین کی کسی بھی صوبہ یا ضلع میں آمد ہو اور کسی جلسے، کانفرنس، جلوس یا اجلاس میں شرکت کرنی ہو تو اس پروگرام میں مرکزی سالار کو بھی بروقت مدعو کیا جائے تاکہ مرکزی قائدین کی سیکورٹی کا نظم مرکزی سالار خود ترتیب دیں۔ اسی طرح صوبائی قائدین کی کسی پروگرام میں آمد ہو تو اس کی سیکورٹی نظم کی ترتیب صوبائی سالار کی ذمہ داری ہوگی۔ اگر متعلقہ تنظیمیں یا پروگرام کی انتظامی کمیٹی میں مرکزی (بقیہ صفحہ نمبر 21 پر ملاحظہ فرمائیں)

جے یو آئی صوبہ پنجاب

سالانہ تنظیمی کارکردگی رپورٹ

تحریر: محمد اقبال اعوان، ناظم اطلاعات جمعیۃ علمائے اسلام صوبہ پنجاب

جمعیت علماء اسلام پنجاب کی مجلس عمومی کا انتخابی اجلاس ۲۴ جون ۲۰۱۴ء کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں منعقد ہوا جو کہ سابق امیر پنجاب حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی کی زیر صدارت ہوا۔ انتخابی عمل مرکزی ناظم انتخابات جناب ملک سکندر اور صوبائی ناظم انتخابات مولانا صفی اللہ کی نگرانی میں ہوا۔

5 اپریل 2015ء کو جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی مجلس عمومی کا پہلا دستوری اجلاس بھی اسی مقام پر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں زیر صدارت حضرت مولانا ڈاکٹر قاری عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہ منعقد ہوا۔ صوبائی جماعت کی تشکیل کو 9 ماہ 10 دن ہو چکے ہیں۔ صوبائی جماعت اب تک مجلس عاملہ کے چار اجلاس اور مجلس شوریٰ کا ایک اجلاس کر چکی ہے جن کی تفصیل تاریخ و مقام کے اعتبار سے اس طرح ہے: مجلس عاملہ کا پہلا اجلاس 9,10 اگست 2014ء، بمقام مری ہوا۔ جس میں اولاً تعارفی نشست کیساتھ دو اہم فیصلے کیے گئے:

1۔ صوبہ بھر میں صوبائی قائدین کے صوبہ کے تنظیمی دورہ کا شیڈول جاری کیا جائے۔

2۔ صوبہ بھر میں اضلاع کے تنازعات صوبائی جماعت کے تشکیل پانے سے پہلے کی رکنیت سازی کے عمل کی شکایات کی وجہ سے ہیں اور ان کی درخواستوں کے فیصلے صوبائی ناظم انتخابات یا مرکزی ناظم انتخابات نے اب تک نہیں کیے اور اب جن اضلاع نے وہ درخواستیں صوبائی جماعت کے حوالے کیں تو ان کیلئے کمیٹیاں بنائی گئیں اور کمیٹیوں کو پورا دستوری اختیار دیا گیا جس کی اولین ترجیح مصالحت کی حتی المقدور کوشش کی جائے، ثانیاً دستور کے مطابق انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اضلاع کا فیصلہ کیا جائے گا پنجاب کی جماعت کی اراکین عاملہ کمیٹیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

کمیٹی نمبر 1: ضلع فیصل آباد:

ارکان: ۱: چوہدری ضیاء الحق صاحب۔ ۲: چوہدری شہباز احمد گجر ایڈووکیٹ۔ ۳: پیر سید محمد فیاض شاہ صاحب

کمیٹی نمبر 2: ضلع ڈیرہ غازیخان:

پیر سید فیاض شاہ، میاں مظہر نثار صاحب، مفتی عبدالرحمٰن

کمیٹی نمبر 3: ضلع رحیم یار خان:

۱: چوہدری ضیاء الحق صاحب۔ ۲: چوہدری شہباز احمد گجر ایڈووکیٹ۔ ۳: پیر سید محمد فیاض شاہ صاحب

کمیٹی نمبر 4: ضلع خانیوال:

چوہدری ضیاء الحق صاحب۔ مولانا محمد اسماعیل قطری صاحب۔ محترم نور خان ہانس ایڈووکیٹ

کمیٹی نمبر 5: ضلع قصور:

چوہدری ضیاء الحق، مولانا اسماعیل قطری، مولانا شمس الحق

☆...... فیصلہ نمبر 1 کے مطابق صوبائی قائدین کا شیڈول:

امیر محترم مولانا قاری عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہ

۳۰ نومبر ۲۰۱۴ بروز اتوار ضلع ملتان۔ یکم دسمبر ضلع لودھراں ۲ دسمبر بروز منگل ضلع وہاڑی۔ ۳ دسمبر بروز بدھ ضلع خانیوال۔ ۴ دسمبر بروز جمعرات ضلع بہاولپور۔ ۵ دسمبر بروز جمعہ ضلع بہاولنگر۔ ۶ دسمبر بروز ہفتہ ضلع مظفر گڑھ۔ ۷ دسمبر ضلع رحیم یار خان۔ ۸ دسمبر ضلع راجن پور۔ ۹ دسمبر بروز منگل ضلع لیہ۔ ۱۰ دسمبر بروز بدھ ضلع جھنگ۔ ۱۱ دسمبر بروز جمعرات ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

ناظم عمومی مولانا مفتی سید محمد مظہر اسعدی صاحب

یکم دسمبر ۲۰۱۴ بروز سوموار ضلع پاکپتن۔ ۲ دسمبر بروز منگل۔ ۳ دسمبر بروز بدھ۔ ۵ دسمبر بروز ہفتہ ضلع قصور۔ ۷ دسمبر بروز اتوار ضلع لاہور۔ ۸ دسمبر بروز سوموار ضلع ننکانہ۔ ۹ دسمبر بروز منگل ضلع منڈی بہاؤالدین۔ ۱۰ دسمبر بروز بدھ ضلع حافظ آباد و ضلع سیالکوٹ۔ ۱۳ دسمبر بروز ہفتہ ضلع سیالکوٹ و گوجرانوالہ۔

صوبائی امیر محترم و ناظم عمومی کا مشترکہ شیڈول

۳۰ نومبر ۲۰۱۴ء بروز اتوار ملتان۔ ۴ دسمبر بروز جمعرات ضلع بہاولپور۔ ۱۴ دسمبر بروز اتوار ضلع بھکر۔ ۱۵ دسمبر بروز پیر ضلع میانوالی۔ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۴ بروز منگل ضلع سرگودھا۔ ۲۰ دسمبر ۲۰۱۴ بروز ہفتہ ضلع اٹک۔ ۲۱ دسمبر ۲۰۱۴ بروز اتوار ضلع راولپنڈی۔

نوٹ:۔ جن اضلاع میں تنظیمی دورہ مؤخر کیا گیا ان میں تنظیمی باڈیوں کے اختلاف تھے جیسے فیصل آباد و ڈیرہ غازیخان

☆...... جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کی مجلس عاملہ کا دوسرا اجلاس ملتان میں 30 نومبر 2014ء کو منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جو ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ کی شہادت کیوجہ سے مؤخر کیا۔ چنانچہ دوبارہ اجلاس تین ہفتہ بعد 20 دسمبر 2014ء بمقام راولپنڈی منعقد کیا گیا، جس میں مرکز کے فیصلوں کے مطابق جماعت کی کارکردگی، اور پچھلے فیصلوں کے مطابق جائزہ لیا گیا اس اجلاس میں امیر محترم نے بتایا کہ ہمارا اجلاس 30 نومبر 2014ء کو ہونا تھا۔ مگر ستمبر، اکتوبر کے دو ماہ عید الاضحیٰ کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ نام نہاد دھرنوں کی لپیٹ میں آئے جن کا مقصد پارلیمنٹ کو غیر موثر کر کے بے حیائی، فحاشی، عریانی کی یلغار تھی۔ مگر جمعیت کی قیادت کے تدبر کے نتیجہ میں پارلیمنٹ کی بالادستی اور تہذیب پر یہ حملے غیر مؤثر ہو گئے۔

مرکز کی ہدایات اور فیصلوں کے مطابق صوبائی ہیڈ کوارٹر لاہور میں دھرنے کا انعقاد کیا گیا، اس سلسلے میں قریبی اضلاع کو بھی متحرک کیا گیا جس میں صوبائی امیر اور جنرل سیکرٹری دونوں نے شرکت کی۔ البتہ ساہیوال، پاکپتن، گوجرانوالہ، شیخوپورہ کی جماعتوں نے لاہور کے دھرنے، مظاہروں میں موثر کردار ادا کیا۔ ملک کے اندر جب جماعت نے بے حیائی، فحاشی، عریانی پھیلانے والے دھرنوں کو غیر مؤثر کیا، اور پارلیمنٹ کی بالادستی کو باقی رکھنے میں خفیہ ہاتھوں کو ناکام کیا تو اس کے سزا کی پاداش میں دین دشمن قوتوں نے جماعت کی قیادت قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب پر 23 اکتوبر 2014ء کو اس وقت خودکش حملہ کروایا جب وہ کوئٹہ کی تاریخی کانفرنس سے واپس اپنی قیام گاہ تشریف لے

جارہے تھے۔ بعدازاں ایک ماہ کے وقفے سے حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو پر قاتلانہ حملہ کر کے ان کو شہید کیا گیا۔ جماعت پر انتہائی کڑا وقت آیا اور یہ نہایت صبر آزما مرحلہ تھا، مگر جمعیت علماء اسلام کی مرکزی قیادت کے مدبرانہ فیصلوں کے مطابق دوسرے صوبوں کی طرح اپنے جمہوری حق کو استعمال کرتے ہوئے صوبائی ہیڈ کوارٹر لاہور اور مرکز کے پڑوس میں راولپنڈی اور دیگر اضلاع، تحصیلوں کی سطح تک مؤثر احتجاج ریکارڈ کرایا گیا۔ پرامن احتجاجی مظاہرے کئے گئے، حتی کہ مرکز نے جب ڈاکٹر صاحب کی شہادت پر قومی شاہروں کو بند کرانے کا حکم دیا تو رحیم یار خان، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان، راولپنڈی، لاہور، فیصل آباد، بہاولنگر، پاکپتن، ساہیوال، گوجرانوالہ کے اضلاع نے انتہائی مؤثر طور پہ قومی شاہراہوں کو شام ۵ بجے تک بند کر کے مؤثر احتجاج ریکارڈ کروایا۔ بالخصوص ضلع بہاولپور میں صوبائی ناظم عمومی مولانا مفتی سید محمد مظہر اسعدی صاحب کے زیر قیادت ضلعی جماعت کے ہمراہ شام 5 بجے تک قومی شاہراہ بند کر احتجاج ریکارڈ کروایا، اسی طرح ڈیرہ غازیخان کی جماعت نے تونسہ کی قومی شاہراہ شام 5 بجے تک بند کی۔

20 دسمبر 2014ء کے اجلاس میں صوبائی قیادت دوروں کا جائزہ لیا گیا، جس کی رپورٹ کے مطابق صوبائی عمومی نے اس وقت تک 20 اضلاع کے کامیاب دورے۔ رپورٹ پیش کی اور حضرت امیر صاحب کی علالت کے پیش نظر صوبائی عاملہ کے معزز اراکین نے صوبائی امیر محترم کی، پر ان کی جگہ حضرت مولانا محمد اقبال ارشد صاحب، پیر محمد شاہ صاحب، حضرت مولانا حبیب اللہ علی پوری نے بہاولنگر، رحیم یار خان، راجن پور، جھنگ کے اضلاع کے اپنے کامیاب تنظیمی دورے کی رپورٹ نیز صوبائی ناظم عمومی نے اضلاع کی صورتحال سے بھی آگاہ کیا۔ البتہ چند اضلاع کے علاوہ باقی اضلاع نے اپنا تنظیمی ڈیٹا ریکارڈ جمع نہیں کروایا۔ اس پر انہیں توجہ دلائی گئی۔

☆......صوبائی مجلس عاملہ کا تیسرا اجلاس فروری کے پہلے ہفتے میں جامعہ مدنیہ لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں پشاور کے المناک واقعہ کے بعد ملک میں پیش آنیوالی صورتحال سے آگاہ کیا گیا۔ صوبائی امیر محترم اور ناظم عمومی نے متاثرہ اضلاع میں جماعتی ساتھیوں کی بلاجواز گرفتاریوں کا جائزہ لیا۔ اس حوالے سے مرکز کو پہلے ہی لمحہ بلمحہ آگاہ کیا جاتا رہا، اور مرکز کی ہدایت تھی کہ 21ویں ترمیم کے خلاف جماعت جمہوری جنگ لڑ رہی ہے۔ لہٰذا استقامت کیساتھ اپنے مشن پر گامزن رہنے کی ضرورت ہے تاہم صوبائی جماعت اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہوئے مرکز کی حمایت وسرپرستی میں دو کام کئے۔

ا۔ساؤنڈ سسٹم کے غیر منصفانہ قانون کے خلاف عدالت میں ڈپٹی سیکرٹری جناب شہباز گجر کی قیادت میں رٹ دائر کی۔

۲۔صوبائی امیر محترم کی قیادت میں صوبائی وزیر مسلم لیگ (ن) برائے داخلہ سے فوراً ملاقات کی جس میں ساتھیوں کی ناجائز گرفتاریوں کی سلسلہ میں بات چیت کی اور مؤثر پریس کانفرنس بھی کی۔ نیز مجلس عاملہ کے ممبران نے اپنے اپنے وسائل اختیارات کے دائرہ کار میں مختلف اضلاع کے متاثرہ ساتھیوں کی مدد کرنے کی کوشش کی۔ صوبائی ناظم عمومی نے اپنے اثر ورسوخ اور مرکزی ناظم عمومی حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب سے مسلسل رابطہ کرتے ہوئے ڈی آئی جی بہاولپور ودیگر حکومتی اداروں کے ذمہ داران سے ملاقاتیں کی اور اپنے ساتھیوں کی مشکلات کا اظہار کیا۔ مرکزی جماعت تک متاثرہ ساتھیوں کی لسٹ پہنچائی۔ اسکے بعد الحمدللہ گرفتاریوں اور شدت میں خاطر خواہ کمی ہوئی نیز کئی ساتھی رہا بھی ہوئے۔

۳۔اس اجلاس میں سب سے اہم فیصلہ تحفظ مدارس و مساجد کے عنوان پر اضلاع میں کانفرنسوں کے انعقاد کا تھا، جس کے نتیجے میں لاہور، فیصل آباد، قصور، شیخوپورہ، رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان، خانیوال، لیہ، بھکر کے اضلاع کیلئے تاریخوں کا فیصلہ کیا گیا۔ مرکزی قیادت بالخصوص حضرت مولانا عبدالغفور حیدری نے بعض اضلاع میں وقت دیا۔ اس کے علاوہ کئی اضلاع میں کامیاب پروگرام ہو چکے ہیں۔ بقیہ اضلاع میں 18 اپریل کو ڈیرہ غازیخان، 20 اپریل رحیم یارخان، 21 اپریل خانیوال، 22 اپریل لیہ، 23 کو بھکر میں اسی عنوان پہ پروگرام ہونے والے ہیں۔

☆......صوبائی مجلس عاملہ کا چوتھا اجلاس 4 اپریل 2015ء بروز ہفتہ منعقد ہوا، جس میں اس کمیٹی کی رپورٹ لی گئی جو اضلاع کی اختلافات کی وجہ سے درخواستیں آئی تھیں۔ ضلع ڈیرہ غازی خان کے معاملہ کو انتہائی تدبر سے حل کر دیا گیا ہے کمیٹی میں پیر سید فیاض شاہ اور چوہدری ضیاء الحق تھے۔ اس ضلع میں مسئلہ کے حل کیلئے موثر کردار سینئر نائب امیر مولانا محمد اقبال رشید کا ہے۔ اسی طرح ضلع رحیم یار خان کی ایک تحصیل صادق آباد کا معاملہ تھا تو وہ بھی حل کر دیا گیا۔ اس کمیٹی میں بھی مذکورہ بالا شخصیات شامل تھیں۔ اسی طرح فیصل آباد کا معاملہ بھی تقریباً حل ہونے پر ہے ایک فریق کے جواب کا انتظار ہے، جس کے بعد فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ضلع بہاولپور میں کسی درجے میں ضلع جماعت کے ساتھ اپنے انتظامی امور میں آپس کے اختلافات کیوجہ سے کچھ تشویش تھی جس کا مسئلہ حل کرنے کی تاکید کر دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ صوبائی جماعت نے دو اہم کاموں کی وجہ سے اس ۹ ماہ کے عرصے میں سب سے بڑا نمایاں کردار ادا کیا ہے، تربیتی نشستوں کا آغاز کیا ہے جس میں شعبہ انصار الاسلام، شعبہ مالیات، شعبہ اطلاعات کے تربیتی ورکشاپس 28 ستمبر کو لاہور میں ہو چکی ہیں جبکہ مختلف ڈویژنز میں ورکشاپیں ہونے والی ہیں۔

نمبر۲ ساؤنڈ سسٹم کے غیر منصفانہ قانون کیخلاف عدالت میں مؤثر طور پر چیلنج کیا گیا نیز صوبہ بھر میں مرکزی جماعت کی شخصیات سے وقت لے کر ملک بھر میں تربیتی اور تحفظ مدارس ومساجد کے پروگرام جاری ہیں۔ اللہ رب العزت جمعیۃ علماء اسلام کی مرکز سے لیکر صوبائی، اضلاع، تحصیلوں کی قیادت کو دین حق کی سربلندی کی تمام کاوشوں کو قبول فرمائے۔ فتنوں آزمائشوں سے بچائے اور استقامت نصیب فرمائے بالخصوص مرکزی قیادت کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے، آمین۔

نوٹ: 5 اپریل کو صوبائی مجلس عمومی کا سالانہ دستوری بھرپور اجلاس دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں منعقد ہوا، اس اجلاس کی رپورٹ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

بقیہ: تنظیم انصار الاسلام کی کارکردگی رپورٹ

اور صوبائی سالار کو مذکورہ پروگرام میں مدعو نہیں کیا گیا تو کوئی بھی سالار یا رضا کار وردی پہن کر اس پروگرام کی ڈیوٹی کے فرائض سرانجام نہیں دیں گے۔

۱۱)۔کوئی بھی رضا کار مسلح ہو کر ڈیوٹی کے فرائض سرانجام نہیں دینگے دستور کے مطابق ڈنڈے کیساتھ ڈیوٹی کریں گے۔

۱۲)۔مرکزی سالار نے چاروں صوبوں سے مرکزی معاونین کی نامزدگی کر دی، بلوچستان سے حاجی عبداللہ خلجی، سندھ سے ڈاکٹر عبدالحی بلوچ، خیبر پختونخواہ سے شوکت اللہ، پنجاب سے طارق شاہ مرکزی معاون سالار ہوں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اعتدال مولانا کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور شاید یہی اعتدال قوم کے مجموعی مزاج کے خلاف ہے، کہ ہر معاملہ میں تشدد ہمارا وطیرہ ٹھہرا۔ اور مولانا کی معتدل مزاجی ہی ان کے ہر حکومت کے ساتھ ہونے کا تاثر دیتی ہے کہ ہمارے ہاں مخالف وہ ہے جو مدمقابل کی ایسی تیسی صرف رویے اور لب و لہجے سے کرے، نہ کہ دلیل سے۔ مولانا پر ہر حکومت میں شامل ہونے کا الزام زبان زد عام ہے۔

آیئے! جائزہ لیتے ہیں کہ کونسی حکومتوں میں آپ شامل رہے: مولانا پہلی دفعہ 1988 کے الیکشن میں حصہ لے کر کامیاب قرار پاتے ہیں اور اپنی پارلیمانی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔

عام انتخابات 1988ء اور بینظیر حکومت کا قیام:

88 کے انتخابات میں 207 کے ایوان میں پارٹی پوزیشن کچھ یوں تھی: پی پی پی 94، آئی جے آئی 56، جے یو آئی 8، پاکستان عوامی اتحاد 3، آزاد 40، اے این پی 2، بی این پی 2، اور ایک ایک نشست مزید تین چھوٹی جماعتوں کے حصے میں آئی۔ پی پی پی الیکشن میں فاتح قرار پائی، بینظیر وزیراعظم منتخب ہوئیں اور جے یو آئی اپوزیشن نشستوں پر بیٹھی۔

1988ء کے صدارتی انتخابات

مولانا نے نوابزادہ نصر اللہ کا نام بطور صدارتی امیدوار کے نامزد کیا تو مقتدر حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ مولانا کی جی ایچ کیو میں طلبی ہوئی اور جنرل اسلم بیگ نے اپنے امیدوار غلام اسحاق خان کے مقابل نوابزادہ صاحب کا نام پیش کرنے پر مولانا سے نہ صرف خفگی کا اظہار کیا بلکہ نام واپس لینے پر زور دیا، لیکن مولانا نہ مانے بلکہ نے بینظیر کو بھی قائل کرنے کی کوشش کی، لیکن بینظیر صاحبہ نے صاف لفظوں میں کہا کہ آپ چاہتے ہیں کہ وہ مجھے بھی اپنے باپ کی طرح لٹکا دیں؟ یوں بینظیر نے تو اسٹیبلشمنٹ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، لیکن مولانا اپنی سیاست کے آغاز ہی سے مقتدر حلقوں کیلئے بھاری پتھر ثابت ہوئے۔

بے نظیر کی حکومت کے چند ماہ بعد ہی اپوزیشن نے غلام مصطفیٰ جتوئی کی سربراہی میں سی او پی کے نام سے اتحاد قائم کیا جس نے حکومت کی ناقص پالیسیوں کی بھرپور مخالفت کی، اس اتحاد میں قائد جمعیۃ پیش پیش رہے، یہاں تک کہ جب بے نظیر بھٹو کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی گئی تو اس پر اسمبلی میں بحث کے دوران قائد جمعیۃ نے ایک شاہکار خطاب فرمایا اور تحریک اعتماد کے حق میں بھرپور دلائل دیئے۔ بالآخر صدر پاکستان غلام اسحاق خان نے محض 20 ماہ بعد بینظیر حکومت کو چلتا کیا تو عام انتخابات کا انعقاد ناگزیر ٹھہرا۔

1990ء کے عام انتخابات

90 کے الیکشن میں مولانا تو کامیاب نہ ہوئے، لیکن جمعیۃ علمائے اسلام 6 نشستوں پر کامیاب قرار پائی۔ پارلیمنٹ میں پارٹی پوزیشن کچھ یوں تھی۔ آئی جے آئی 106، پیپلز ڈیموکریٹک الائنس 44، حق پرست گروپ 15، اے این پی 6، جے یو پی (نورانی) 3، آزاد 33، پاکستان نیشنل پارٹی 2، جمہوری وطن پارٹی 2۔ اس الیکشن میں اسلامی جمہوری اتحاد (آئی جے آئی) فاتح ٹھہرا، نوز شریف وزیراعظم منتخب ہوئے اور جے یو آئی اپوزیشن میں بیٹھی۔

اسلامی جمہوری اتحاد کا مختصر پس منظر

جنرل حمید گل کی در پردہ اور غلام مصطفےٰ جتوئی کی بظاہر قیادت میں نو جماعتوں کو اکٹھا کیا گیا اور قومی خزانے سے اس کی پرورش کی گئی۔ بعد ازاں جنرل اسد درانی و دیگر نے اس کا اعتراف مختلف مواقع پر کیا۔ مہران بنک اسکینڈل کے نام سے جس کی بازگشت آج تک سنی جاتی ہے۔ بظاہر اس کا مقصد پی پی پی کی مخالفت اور حقیقتاً اس وقت کی مقتدر قوتوں کے چہیتے اور جنرل ضیاء کے منہ بولے بیٹے نواز شریف کو بطور قومی قائد متعارف کرنا تھا۔ اور یہ خدمت جماعت اسلامی نے محاورۃً نہیں حقیقتاً میاں صاحب کو کندھوں پر اٹھا کر بخوبی سرانجام دی۔ آج کل یہ لوگ کپتان کی جو خدمت اور آؤ بھگت کر رہے ہیں یہ اس کا عشرعشیر بھی نہیں، جبھی تو اس دور میں سیاسی آنکھ کھولنے والے لیگی کارکن کے ہاں جماعت اسلامی کے حوالے سے نرم گوشہ پایا جاتا ہے اور مولانا معتوب ٹھہرتے ہیں۔

جی ہاں! جنرل ضیاء کی آمریت کے خلاف جدوجہد کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں اٹھانے والے مولانا نے اسٹیبلشمنٹ کی گود میں پرورش پانے والے اس اتحاد کا حصہ بننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس جرم انکار کی سزا مولانا کو 90ء کے الیکشن میں شکست کی صورت برداشت کرنا پڑی اور آئی جے آئی کے منتخب وزیراعظم میاں نواز شریف نے جے یو آئی کے خلاف ریشہ دوانیوں کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

ایک موقعہ پر جب جے یو آئی کے دونوں دھڑوں میں اتحاد ہوا تو شیخ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی پر اتحاد ختم کرنے کے لیے دباؤ ڈالنے کیلئے مولانا سمیع الحق کی قیادت میں پچیس علماء کا وفد سرکاری طیارے سی 130 میں اسلام آباد سے رحیم یار خان پہنچا، مگر سوائے رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ ریشہ دوانیوں کی یہ کہانی اپنے اندر ایک طوالت رکھتی ہے۔

مولانا حکومتوں کا حصہ تو نہیں رہے لیکن، جب بھی مشکل حالات میں حکمرانوں کو کوئی در نہ سوجھا، تا کے صائب مشوروں کے لیے مولانا کا وجود انہیں رحمت ایزدی نظر آیا۔ کیونکہ مولانا خواہ اپوزیشن میں ہی کیوں نہ ہوں، صائب مشورہ انہوں نے ہمیشہ امانت جانا اور اس پر مستزاد وہ قائدانہ صلاحتیں جو ان پر ان کے والد بزرگوا کی طرح ودیعت خداوندی ہیں۔

90ء میں آئی جے آئی نے جے یو آئی سے وزارت عظمیٰ کا ووٹ تو لیا، لیکن جے یو آئی کی ترجیحات کو عددی اکثریت کے گھمنڈ میں نہ صرف درخور اعتنانہ سمجھا بلکہ میاں صاحب کا رویہ سوتا پا رہا، اپوزیشن میں رہتے ہوئے جے یو آئی کے حصے میں حکومتی اوچھے ہتھکنڈے آئے۔

1993 کے انتخابات اور بینظیر حکومت کا قیام:

1993ء کے انتخابات سے قبل جے یو آئی نے جے یو پی (نورانی) کے ساتھ مل کر "اسلامی جمہوری محاذ" کے نام سے اتحاد قائم کیا اور اتحاد کے پلیٹ فارم سے الیکشن لڑا، جے یو پی تو کسی نشست پر کامیابی حاصل نہ کر سکی، مگر جے یو آئی کے حصے میں 4 نشستیں آئیں۔ قائد جمعیت اس الیکشن میں اپنی آبائی نشست سے کامیاب ہوئے۔ 207 کے ایوان میں پی پی پی 89 نشستوں کے ساتھ فاتح قرار پائی، جونیجو لیگ نے 6 نشستوں کیساتھ، آزاد 16 اراکین میں سے بیشتر اور دیگر چھوٹی جماعتوں نے پی پی پی کی حمایت کی اور یوں بینظیر کی اتحادی حکومت وجود میں آئی۔ جے یو آئی نہ صرف اپوزیشن میں بیٹھی، بلکہ ن لیگ کو اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا ووٹ بھی دیا۔ نواز شریف کے سابقہ رویوں کی وجہ سے اسے وزارت عظمیٰ کا ووٹ دینے سے انکار کر کے پی پی پی کو ووٹ دینے کی بجائے وزارت عظمیٰ کے الیکشن میں اپنا ووٹ کاسٹ نہیں کیا۔ یہی وہ جرم عظیم ہے جس پر اس دور کا لیگی آج تک جے یو آئی پر چیں بجبیں ہے۔ اسی حوالے سے جے یو آئی پر عورت کی حکمرانی کی حمایت کی پھبتی کسی جاتی ہے۔ حالانکہ کوئی ایک موقعہ ایسا ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ جمعیت نے عورت کو حکمرانی کا ووٹ دیا ہو۔ پارلیمانی نظام میں ووٹ دینے ہی کو حمایت کہتے ہیں ناں؟ جب ووٹ ہی نہیں دیا تو حمایت کیسی؟

ہاں الرجال قوامون علی النساء جن کے ورد زبان تھا ان کی تاریخ میں جھانکیے، وہ صالحین ضرور آپ کو محترمہ فاطمہ جناح کو 65 کے صدارتی الیکشن میں ووٹ دیتے نظر آئیں گے۔ یہ تاریخ کیساتھ ظلم اور کھلا تضاد ہے کہ 1965ء میں عورت کو حکمرانی کے لیے ووٹ دیں اور 1990 میں قوم کو عورت کی حکمرانی کیخلاف وعیدیں سناتے پھریں۔ وہ تو ٹھہریں پارسا اور جو عورت کو بطور منتظم صرف برداشت کریں، (کہ آئین عورت کی حکمرانی پر قدغن نہیں لگاتا) وہ معتوب۔

1993ء کے صدارتی انتخابات

وفاقی شرعی عدالت کا استحکام، اسلامی نظریاتی کونسل کی فعالیت، کونسل میں جمعیت کی نمائندگی، آٹھویں ترمیم میں اسلامی دفعات کو بدستور برقرار رکھنا، آئندہ سینٹ الیکشن میں بلوچستان سے جے یو آئی کے امیدوار کی حمایت، سود کے متبادل اسلامی نظام معیشت کو رائج کرنا، منکر ختم نبوت ذکری فرقہ مسئلہ کے حل کیلئے ارکان پارلیمنٹ کے وفد کو مکران بھیجنا۔

جیسے دس نکاتی تحریری معاہدے کے بعد جے یو آئی نے پی پی پی کے امیدوار فاروق لغاری کو صدارتی ووٹ دینے کا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر پی پی پی کی طرف سے دو وزارتوں کی پیشکش کیساتھ جے یو آئی کو حکومت میں شمولیت کی دعوت ملی، جسے جے یو آئی نے قبول نہ کیا اور بدستور اپوزیشن میں رہی۔

اسی دور میں قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ قومی اسمبلی قائمہ کمیٹی برائے امور خارجہ کے چیئرمین رہے جسے بعض معترضین حکومتی حصہ اور بعض نوازش خاصہ قرار دیتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ پارلیمانی کمیٹی کی آئینی حیثیت اور اختیارات سے نابلد ہیں، یا پھر محض بغض قلبی کا اظہار کر رہے ہیں۔

آئیے پارلیمانی کمیٹی سسٹم کا تھوڑا جائزہ لیتے ہیں۔ قائمہ کمیٹیاں متعلقہ وزارتوں کی کارکردگی کی نگرانی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، پارلیمانی جمہوریتوں میں کمیٹیوں کو پارلیمان کی آنکھ، کان، ہاتھ اور حتی کہ دماغ تک سمجھا جاتا ہے۔ یہ کمیٹی حکومت کا حصہ نہیں بلکہ پارلیمنٹ کی ملکیت ہوتی ہیں جو متعلقہ محکموں کے حوالے سے سفارشات اور نگرانی کے فرائض انجام دیتی ہیں۔

1993 میں 32 اور اب قومی اسمبلی کی (ورکنگ) قائمہ کمیٹیوں کی تعداد 37 ہے۔ جن میں ہر متعلقہ وزارت کی 30 کمیٹیوں کے علاوہ 5 غیر وزارتی اور اسمبلی رول 244 کی روشنی میں قائم 2 اسپیشل کمیٹیاں شامل ہیں۔ جن میں شمولیت کے لیے تمام جماعتوں اور اراکین کو موقعہ دیا جاتا ہے کہ آپ کس کمیٹی میں کام کرنا چاہیں گے، اس کے بعد اسپیکر فیصلہ کرتا ہے اور اراکین کمیٹی چیئرمین کا چناؤ کرتے ہیں۔ ان کمیٹیوں میں حزب اقتدار و اختلاف دونوں کو کام کا موقعہ دیا جاتا ہے۔

مولانا کے ناقدین کو خبر ہو کہ نواز شریف کے 1990ء کے دور حکومت میں قائد حزب اختلاف محترمہ بینظیر اسی قائمہ کمیٹی برائے امور خارجہ کی چیئرپرسن تھیں اور بینظیر کے دور حکومت میں جب قائد جمعیۃ قومی اسمبلی کی خارجہ کمیٹی کے چیئرمین تھے، عین انہیں دنوں ن لیگ کے سرتاج عزیز سینٹ کی قائمہ کمیٹی برائے امور خارجہ کے چیئرمین تھے۔ بعد ازاں بھی اس کمیٹی کے چیئرمین منتخب ہوتے رہے اور اب بھی پارلیمنٹ کی امور خارجہ کمیٹی موجود ہے مگر شاید ہی کسی کو اس کے چیئرمین کا نام تک معلوم ہو۔ البتہ جب تک قائد جمعیت اس کمیٹی کے چیئرمین رہے، چاردانگ عالم میں ہر سُو اس کا چرچا رہا۔

حال ہی میں ملاحظہ کیجئے، موجودہ اپوزیشن میں متشدد ترین جماعت پی ٹی آئی کے اسد عمر چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے صنعت و پیداوار، گلزار خان چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے ایجوکیشن اینڈ پروفیشنل ٹریننگ، ق لیگ کے طارق بشیر چیمہ چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اور اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے چیئرمین ہیں، اور بطور چیئرمین کمیٹی دستیاب سہولیات سے بھی مستفید ہو رہے ہیں۔ مگر نہ تو انہیں مراعات سے استفادے کا طعنہ دیا جاتا ہے اور نہ ہی حکومت کی حمایت کا الزام، آخر یہ دوپیمانے کیوں؟

1997ء کے قومی انتخابات

1997 کے انتخابات میں ن لیگ کے لیے بھاری مینڈیٹ کے حصول کا وہ طوفان اٹھایا گیا، جس کے سامنے پی پی پی جیسی تناور جماعت اور بڑے بڑے مضبوط سیاستدان نہ ٹھہر سکے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان، اسفند یار ولی اور قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن بھی اس الیکشن میں کامیاب نہ ہوئے اور جے یو آئی کے حصے میں قومی اسمبلی کی صرف دو نشستیں آئیں، جبکہ نواز لیگ کو قومی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت حاصل ہوئی۔ میاں نواز شریف کسی اور دوسری جماعت سے اتحاد کے احتیاج کے بغیر "بلا شرکت غیرے" حکمران بنے۔

2002ء کے قومی انتخابات

1999ء میں پرویز مشرف کے ہاتھوں نواز حکومت کے خاتمے کے بعد 2001ء میں بلدیاتی اور 2002ء میں عام انتخابات کا انعقاد ہوا۔ انتخابات میں جے یو آئی نے ایم ایم اے کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا، صوبہ سرحد میں ایم ایم اے کی حکومت بنی، یہ حکومت کسی کی آشیرباد سے نہیں بلکہ واضح اکثریت کی بنیاد پر بنائی گئی۔ جبکہ قومی اسمبلی میں بھی ایم ایم اے کی جانب سے قائد جمعیۃ نے وزارت عظمیٰ کے انتخاب میں حصہ لیا۔ اور 342 کے ایوان میں ظفر اللہ جمالی کو 172 اور مولانا کو 86 اور مخدوم امین فہیم 70 ووٹ ملے، اس دور حکومت میں بھی جمعیت نے قومی سطح میں شمولیت کی بجائے اپوزیشن کا کردار چنا اور مولانا اپوزیشن لیڈر قرار پائے۔

یہی وہ دور تھا جب نوابزادہ نصر اللہ خان، آصف زرداری جاوید ہاشمی اور نواب اکبر خان بگٹی نے مولانا کو وزیراعظم بنانے کا فیصلہ کیا، اور طے پایا کہ سرحد، سندھ اور بلوچستان میں بھی

یہیں لوگ اتحادی حکومتیں بنائیں گے۔ لیکن جب تمام معاملات طے پا گئے تو یہ خبر کسی طرح امریکی سفیر نینسی پاول تک پہنچ گئی، امریکہ نے پی پی پی کی جلاوطن سربراہ بینظیر بھٹو پر دباؤ ڈالا کہ ان کی جماعت اس اقدام سے باز رہے۔ بعدازاں ایم ایم اے نے مسلسل تحریک چلا کر پرویز مشرف کو وردی اتارنے کے معاہدہ پر آمادہ کیا اور سترہویں ترمیم کی مشروط حمایت کی، جس پر بعدازاں وہ مطعون ٹھہری، کہ پرویز مشرف نے عہد کی پاسداری نہیں کی۔ حالانکہ اک مخصوص ڈگر پر رواں نظام زندگی کا دھارا موڑنا مقصود ہو تو مستقبل کے ممکنہ خاکے کو مدنظر رکھتے ہوئے قیادت غیر مقبول فیصلوں سے قطعا نہیں چونکتی۔ ویسے تو تاریخ عالم سے اس کی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں لیکن ہمارے لیے صلح حدیبیہ کا معاہدہ اس حوالے سے مشعل راہ ہے۔ مستقبل کے ممکنہ خاکے کو مدنظر رکھ کر حالات کے جبر کے تحت اٹھایا گیا بابائے قوم کا ملکہ برطانیہ سے وفاداری کا حلف بھی ایک ایسا ہی فیصلہ ہوسکتا ہے۔

سترہویں ترمیم یعنی ایل ایف او کی حمایت بھی ایم ایم اے کا ایک ایسا ہی فیصلہ تھا۔ جس کا پس منظر پرویز مشرف کا وردی اتارنے کا وہ وعدہ تھا جس کا اظہار اس نے الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پوری قوم سے کیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ایم ایم اے قیادت کو اس کا کریڈٹ دیا جاتا اور آمر پر پریشر بڑھایا جاتا لیکن میڈیا نے بوجوہ ایسی الٹی گنگا بہائی کہ ایم ایم قیادت کو کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا، آمر کو وعدہ فراموشی کا ماحول میسر آیا جس کا کسی نے نوٹس نہیں لیا اور یوں اس جرم پر پردہ ڈالا گیا

2008 کے انتخابات کے بعد یوسف رضا گیلانی کی سربراہی میں قومی حکومت تشکیل پائی جس میں ن لیگ، جے یو آئی اور ایم کیو ایم شریک ہوئی، اس سے قبل آصف علی زرداری نے جمعیت کی مرکزی مجلس عاملہ اجلاس منعقدہ اسلام آباد کے موقع پر خود جا کر قائد جمعیت کو قومی حکومت میں شمولیت کی پیش کش کی۔ بعدازاں پہلے ن لیگ اور عرصہ ڈیڑھ سال بعد جے یو آئی بھی اس حکومت سے الگ ہوگئی۔

2013 کے انتخابات کے نتیجے میں جے یو آئی کو قومی اسمبلی کی 10 نشستیں ملیں۔ انتخابات کے متصل بعد میاں نواز شریف نے ٹیلیفونک رابطے پر قائد جمعیت کو حکومت میں شمولیت کی دعوت دی، اس کے بعد شہباز شریف نے اسلام آباد آ کر بالمشافہ ملاقات میں اپنی پیشکش کا اعادہ کیا اور راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں ایک وفد نے باقاعدہ جماعتی سطح پر مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں نواز شریف کا پیغام پہنچایا۔ چنانچہ جمعیت علماء اسلام نے اپنی ترجیحات کے ساتھ اس حکومت میں اپنی شرائط اور حکمران جماعت کے مطالبے پر شمولیت کا فیصلہ کیا۔

قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مولانا کی سیاسی زندگی میں 1988 سے 2013 تک سات انتخابات ہوئے اور ان کے نتیجے میں حکومتوں نے وجود پایا۔ جے یو آئی ان 7 میں سے صرف 2 حکومتوں، سابقہ اور موجودہ میں شامل ہوئی۔ اس حقیقت کے ہوتے ہوئے جمعیت کو آخر کیوں ہر حکومت کا حصہ ہونے کا طعنہ سراسر بہتان ہے۔ باجودیکہ حکومت بنانا یا شریک حکومت ہونا قطعا معیوب نہیں، کیونکہ میدان سیاست کے کارزار کی نبرد آزمائی سراسر لاحاصل ٹھہرے اگر ایوان اقتدار تک رسائی مقصود نہ ہو۔

اعتدال مولانا کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور شاید یہی اعتدال قوم کے مجموعی مزاج کے خلاف ہے، کہ ہر معاملہ میں تشدد ہمارا وطیرہ ٹھرا۔ مولانا کی معتدل مزاجی ہی ان کے ہر حکومت کے ساتھ ہونے کا تاثر دیتی ہے کہ ہمارے ہاں مخالف وہ ہے جو مدمقابل کی ایسی تیسی صرف رویے اور لب ولہجے سے کرے نہ کہ دلیل سے۔

جمعیۃ علماء اسلام جموں کشمیر کے امیر

مولانا سعید یوسف کے اعزاز میں استقبالیہ

مراسلہ: بھائی طاہر، بیورو چیف ماہنامہ الجمعیۃ برائے سعودی عرب

جمعیۃ علماء اسلام جموں وکشمیر کے امیر مولانا سعید یوسف صاحب عمرے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ پہنچے تو ائیر پورٹ پر حافظ عبدالرزاق صاحب جنرل سیکرٹری جے یو آئی سعودی عرب، ماہنامہ الجمعیۃ کے مدیر مفتی محمد زاہد شاہ (جو ان دنوں عمرے کیلئے سعودی عرب آئے ہوئے تھے) مفتی صاحب کے ہمسفر جمعیۃ کی سرگرم کارکن محمد علی یوسفزئی اور دیگر ساتھیوں نے ان کا استقبال کیا۔ مولانا سعید یوسف مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں عبادات، روضہ رسولؐ پر حاضری اور مقامات مقدس کی زیارت کرنے کے بعد عمرے کے لیے مکۃ المکرمہ پہنچے اور عمرے کی سعادت حاصل کی۔

29 مارچ کو جمعیۃ علماء اسلام سعودی عرب کے زیر سرپرستی جمعیۃ علماء اسلام جدہ نے ان کے اعزاز میں مقامی ہوٹل میں ایک پروقار استقبالیہ دیا۔ جس میں جمعیۃ کے کارکنوں کے علاوہ پاکستانی کمیونٹی سے وابستہ مختلف پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں، آزاد کشمیر کے لوگوں اور صحافی برادری نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ پروگرام کے باقاعدہ آغاز کیلئے ماہنامہ الجمعیۃ کے بیورو چیف برائے سعودی عرب وجنرل سیکرٹری جے یو آئی جدہ بھائی طاہر نے حافظ ابو بکر سندھی کو تلاوت کلام پاک کی دعوت دی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد محترم سلطان الاسلام نے نعت رسول پیش کی۔ قاری سیف اللہ نے نظم ''اسلامی نظام ہمارا مقصد ہے'' پیش کی۔

بعدازاں جمعیۃ علماء اسلام جدہ کے امیر مولانا حمد اللہ عثمانی صاحب نے خوبصورت انداز میں عربی اور اردو دونوں زبانوں میں استقبالیہ پیش کیا۔ انہوں نے مہمان خصوصی کو عمرے کی ادائیگی پر مبارکباد پیش کی اور اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر جمعیۃ علماء اسلام جدہ کے استقبالیہ پروگرام میں شرکت کرنے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ علمائے اسلام طائف کے امیر اور سعودی عرب کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری قاری ذاکر جذبی صاحب نے مولانا سعید یوسف صاحب کے والد محترم حضرت مولانا یوسف کشمیری صاحب مرحوم کی دینی اور ملی خدمات پر روشنی ڈالی۔ بھائی طاہر نے مہمان خصوصی کو ان الفاظ سے دعوت خطاب دی:

جب فرض پکارے گی ہر اک اہل وطن کو
اس وقت تمہیں جنگ کے میداں میں ملیں گے
حق بات کے اظہار کی جب آئے گی نوبت
یہ مرد مجاہد تمہیں زنداں میں ملیں گے

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا سعید یوسف صاحب نے فرمایا کہ ارض حرمین کے تقدس کی حفاظت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ مملکت پر اٹھنے والی کسی بھی غلط نگاہ کو عالم اسلام اور خاص کر اہل پاکستان برداشت نہیں کریں گے۔ سعودی عرب عالم اسلام کا محور ومرکز ہے اگر کسی جانب سے ارض حرمین پر جارحیت کی گئی تو پاکستان ہی نہیں عالم اسلام مملکت سعودی عرب کی پشت پر ہوگا۔ پاکستانی قوم سعودی عرب کے دفاع کے لیے اپنی جانوں کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ سعودی عرب نے ہمیشہ پاکستان اور اہل پاکستان کی مدد کی، اہل کشمیر 2005ء کے تباہ کن لمحات کو کبھی فراموش نہیں کرسکتے جب زلزلے کی وجہ سے بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی اور سب سے پہلے برادر مملکت سعودی عرب کے عوام نے بھرپور تعاون کیا۔ مولانا سعید یوسف صاحب نے اپنے خطاب میں مزید کہا ہمیں اپنے دلوں میں وسعت پیدا کرنی ہوگی تاکہ حالات میں بہتری لائے جاسکے۔ اگر دلوں میں وسعت وگنجائش ہوگی تو رب کریم ہمیں مشکل لحات میں کامیاب وکامران فرمائیں گے۔ ہم نے قیام پاکستان کے مقصد کو فراموش کردیا، لہٰذا ہمیں اس کلمے کو عملی طور پر اپنانا ہوگا جو قیام پاکستان کی بنیاد تھی۔

انہوں نے فرمایا کہ جمعیۃ علمائے اسلام سیاسی سطح پر جو حکومت کی مجبوری ہے، کم حجم کے باوجود حکومت کی تشکیل کے بعد جے یو آئی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر حکومت کے لیے جے یو آئی ناگزیر ہوتی ہے۔ کشمیر کمیٹی کے حوالے سے انہوں نے فرمایا کہ قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کشمیر کمیٹی کی سربراہی سنبھالتے ہی بین الاقوامی سطح پر تنازع کشمیر کو درست طور پر اجاگر کیا اور یہ جمعیۃ کی کامیابی ہے کہ آج دنیا نے مسئلہ کشمیر کو تنازعہ تسلیم کرلیا ہے۔ آخر میں ایک بار پھر انہوں نے جمعیۃ علمائے اسلام سعودی عرب اور جمعیۃ علمائے اسلام جدہ کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

آخر میں جمعیۃ علمائے اسلام سعودی عرب کے امیر مولانا قاری رفیع اللہ ہزاروی نے اختتامی کلمات ارشاد فرمائے اور انہی کی دعاء سے یہ پروقار تقریب اختتام کو پہنچی۔ پروگرام میں جے یو آئی سعودی عرب کے جنرل سیکرٹری حافظ عبدالرزاق داسو، مولانا رشید احمد، مولانا شمس الحق، حافظ صفی اللہ، سردار اعظم، قاری گل زیب دیشانی، عبداللہ جمال بھائی، قاری محمد علی سندھی، امیر سلطان راماخیل، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا سردار علی، مولوی حمید اللہ، قاری ارشاد الحق کشمیری، قاری اظہار الحق، فرید خان طور خیل، مولوی حنیف اللہ، قاری فیض الحق، قاری عالم خان، قاری گل طاہر شاہ، احمد سعید، رحمٰن اللہ کنائی، قاری عبدالسمیع گھمنو، حافظ مولا بخش بروہی، قاری عبدالخالق رحمانی اور بہت سے دیگر ساتھیوں نے شرکت کی۔

بقیہ: گلگت بلتستان کے وفد کی قائد محترم سے ملاقات

ہمیں امید ہے کہ الیکشن کے قریب قائد محترم خود گلگت بلتستان کا تفصیلی دورہ کریں گے۔ ان کے ساتھ دیگر قائدین بھی تشریف لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قائد محترم اور دیگر رہنماؤں کو سلامت رکھے، آمین یارب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گلگت بلتستان کے انتخابات

اور صوبائی وفد کی قائد جمعیۃ سے تفصیلی مشاورت

تحریر: میر بہادر جنرل سیکرٹری جے یو آئی گلگت بلتستان

گلگت بلتستان کے عوام اور سیاسی قائدین ہمیشہ سے مرکز اور اپنی سیاسی قیادت سے شکوہ کناں رہتے ہیں، یہی شکایت جے یو آئی گلگت بلتستان کو بھی تھی، مگر قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے جے یو آئی گلگت بلتستان کے مرکزی وفد کو جو اہمیت دی، خصوصی وقت دیا، ان کے موقف کو غور سے سنا اور خود نوٹ بھی کیا اور آمدہ الیکشن کے حوالے سے تمام چوبیس سیٹوں کے حوالے سے ناظم عمومی کی تفصیلی بریفنگ جس توجہ اور خندہ پیشانی سے سنی، اس سے وفد کے ارکان دلی طور پر مطمئن اور مسرور ہوئے۔ اور ہمارے وفد کے دلوں میں قائد محترم کی محبت مزید بڑھ گئی اور حالیہ ملاقاتوں سے ایک نیا عزم اور جذبہ لے کر گلگت بلتستان رخصت ہوئے۔

جب ہم نے قائد محترم سے وقت طلب کیا تو انتہائی شفقت فرماتے ہوئے قائد محترم نے ہمیں پارلیمنٹ ہاؤس میں واقع اپنے دفتر بلالیا۔ ہمارے وفد میں مولانا سرور شاہ (امیر جے یو آئی وسابق ممبر اسمبلی)، راقم (میر بہادر جنرل سیکرٹری) حاجی گلبر خان (سابق وزیر گلگت)، رحمت خالق (سابق ممبر اسمبلی) حاجی پرویز صاحب مرکزی رہنما جے یو آئی گلگت شامل تھے۔ یہ 9 اپریل کی بات ہے، جب ہم پارلیمنٹ ہاؤس میں واقع قائد محترم کے آفس میں پہنچے۔ تو فرمایا کہ مجھے گلگتی وفد کا انتظار ہے۔ ہمیں حیرت ہوئی کہ قائد محترم نے اتنی شفقت ومحبت سے ہمیں فوری طلب کیا، انتہائی محبت سے ہمیں گلے لگایا اور فرداً فرداً ہر ساتھی کی دریافت کی۔ قائد جمعیۃ کی اجازت سے وفد نے جمعیۃ علماء اسلام گلگت بلتستان کے حوالے سے قائد محترم کو تفصیلی بریفنگ دی۔ ہمیں کہا کہ: آزادی سے بولیں، میں تمام باتیں سننے کے لیے ذہنی طور پر تیار بیٹھا ہوں" تمام ذمہ دار ساتھی تھے، چنانچہ ہم نے بلاکم وکاست قائد محترم کے سامنے خیالات کا اظہار کیا اور جمعیت کی کارکردگی اور گلگت بلتستان میں اہل سنت کے اوپر ہونے والے مظالم سے قائد محترم کو آگاہ کیا۔ ہمارے وفد کو قائد محترم نے ڈھائی گھنٹے ٹائم دیا۔ ہمارے ساتھیوں کا کہنا تھا کہ پہلی دفعہ قائد محترم نے اکیلے میں گلگت بلتستان کے وفد کو اتنا لمبا ٹائم دیا ہے۔ اس سے پہلے نشستیں بہت مختصر ہوا کرتی تھی۔ بہرصورت قائد محترم کے لب ولہجہ اور شگفتگی گفتار سے ہم خوب محظوظ ہوئے۔

ڈھائی گھنٹہ بعد قائد محترم نے کہا کہ آپ حضرات سے تفصیلی گفتگو کے بعد میں کافی حد تک آپ کی کارکردگی سے مطمئن ہوں۔ ان شاء اللہ تین دن بعد ایک اور تفصیلی نشست کریں گے جس میں آپ (وفد گلگت) کے علاوہ جماعت کے مرکزی ساتھی بھی نشست میں شرکت کریں گے۔ چنانچہ تین دن بعد 13 اپریل کو سینٹر طلحہ محمود صاحب کے فارم ہاؤس میں ایک تفصیلی نشست کا انعقاد ہوا۔ اس نشست میں قائد محترم کے علاوہ سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین جناب مولانا عبدالغفور حیدری صاحب، جناب سینٹر طلحہ محمود صاحب اور حاجی غلام علی (سابق سینیٹر) بھی شریک تھے۔ جبکہ گلگت بلتستان کے وفد میں مولانا سرور شاہ (امیر جے یو آئی گلگت بلتستان وسابق ممبر اسمبلی گلگت) راقم (میر بہادر جنرل سیکرٹری جے یو آئی گلگت بلتستان)، رحمت خالق (ممبر اسمبلی گلگت) حاجی گلبر خان (سابق وزیر) اور حاجی پرویز صاحب مرکزی رہنماء جے یو آئی گلگت، حاجی جمعہ خان صاحب، مولانا عطاء اللہ شہاب سابق مشیر وزیر اعظم پاکستان وممبر گلگت بلتستان کونسل، مولانا عنایت اللہ میر، جناب نصر اللہ، جناب صمد تانگیر اور حاجی اسفندیار ولی شامل تھے۔ اس ملاقات میں ہمارے وفد کے تمام ساتھیوں نے اپنے اپنے خیالات قائد محترم اور دیگر مرکزی رہنماؤں کے سامنے تفصیل سے رکھے۔ گلگت بلتستان کے 24 انتخابی حلقوں کی تفصیل مرکزی وفد کے سامنے تفصیلاً بیان کردی۔ قائد محترم مولانا فضل الرحمان انتہائی غور سے ہماری گفتگو سنتے رہے اور نوٹس لیتے رہے۔ ہمارے وفد کی بہترین تواضع کی گئی، یہ تفصیلی ملاقات مکمل تین گھنٹوں پر مشتمل تھی۔

قائد محترم کے حکم پر اگلی ملاقات 14 مارچ کو طے پائی۔ یہ ملاقات سینٹر طلحہ محمود صاحب کے گھر ایف سیون ون میں ہوئی۔ قائد محترم مولانا فضل الرحمٰن صاحب ہمارے وفد سے پہلے پہنچ چکے تھے۔ وہاں سے ہمیں فوری پہنچنے کا کہا گیا۔ ہم ساتھی جلدی جلدی وہاں پہنچے۔ قائد محترم نے دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ خیریت دریافت کی اور گفتگو کا آغاز فرمایا۔ کافی دیر تک گلگت بلتستان کے حوالے سے سیاسی ومذہبی حالات پر گفتگو جاری رہی۔ الیکشن کے حوالے سے قائد محترم نے ذاتی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اس ملاقات میں قائد محترم نے گلگت بلتستان کے الیکشن کے لیے تین رکنی کمیٹی بنادی۔ اس کمیٹی کے انچارج سینیٹر طلحہ محمود کو بنایا جبکہ راقم (میر بہادر، جنرل سکریڑی) اور امیر مولانا سرور شاہ کو کمیٹی کے ممبران منتخب کیا۔ قائد محترم نے فرمایا کہ یہ تین رکنی کمیٹی کسی بھی امیدوار کو جماعت کا ٹکٹ دینے سے پہلے اس کی تمام کوالیفکیشن کا جائزہ لے گی اور اگر مطمئن ہوئی تو یہ کمیٹی جمعیت کا ٹکٹ اس امیدوار کو دے گی، اس کمیٹی کا فیصلہ حتمی ہوگا۔ میرے لیے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات تھی کہ قائد محترم نے بھرپور اعتماد کیا اور کمیٹی کا ممبر بنادیا۔ اس کمیٹی پر ہمارے وفد کے تمام ساتھیوں نے اعتماد کا اظہار کیا۔ بالخصوص حاجی گلبر صاحب اور حاجی رحمت خالق صاحب نے مبارک باد بھی دی اور کہا کہ آپ تینوں کا جو بھی فیصلہ ہوگا پوری جماعت خوشی خوشی سے قبول کرے گی۔

قائد محترم کے حکم پر چوتھی ملاقات بھی اسی دن رات کو سینٹر طلحہ محمود صاحب کے گھر میں منعقد ہونا طے پائی۔ اس میں حالات کا مزید جائزہ لیا گیا، گفت وشنید جاری رہی۔ اس ملاقات میں مولانا سرور شاہ (امیر جے یو آئی گلگت بلتستان) رحمت خالق (ممبر اسمبلی گلگت) حاجی گلبر خان (ممبر اسمبلی گلگت) مولانا عنایت اللہ میر شامل تھے۔ قائد محترم نے گلگت بلتستان کی سیاسی ومذہبی اور جغرافیائی حوالے سے اہم ہدایات جاری کیں۔ محترم سینٹر طلحہ محمود سے بھی الیکشن کے حوالے سے گفت وشنید جاری رہی۔ جے یو آئی گلگت بلتستان کے وفد کا یہ دورہ بحمد اللہ کامیاب رہا۔ ڈپٹی چیئرمین سینٹ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب اور جماعت کے مرکزی قائدین نے بہت حوصلہ افزائی کی اور ہمیں حالیہ الیکشن کے حوالے سے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ (بقیہ صفحہ نمبر 25 پر ملاحظہ فرمائیں)

شعبہ تعلیم کے حوالے سے ایم ایم اے حکومت کے انقلابی اقدامات

تعلیمی پسماندگی کے خاتمے کا کامیاب سفر

6

تحریر: مولانا فضل علی حقانی مدظلہ، رکن اسلامی نظریاتی کونسل وسابق وزیر تعلیم صوبہ خیبر پختونخوا

مدت دراز سے تعلیمی شعبہ میں مستقلاً انتظامی عملہ کو وجود میں لانے اور انتظامی وتدریسی کیڈرز کو علیحدہ کرنے کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ بالاخر ہم نے رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے اس فیصلہ کا اعلان کیا۔ اس کے مضمرات اور خوبیوں کو اجاگر کیا، مفاد پرست ٹولہ نے اس کی مخالفت جبکہ رائے عامہ نے اس کے حق میں خوشی کا اظہار کیا۔ ایسے عملہ کو صفحہ قرطاس پر لانے اور اس کے وجود کیلئے قواعد کی منظوری دی۔ یہ ایک جرأتمندانہ اقدام تھا جس کے لئے مناسب عملہ کی تعیناتی شفاف طریقہ کار کے ذریعہ عملے کیلئے تربیت کا انتظام کیا گیا تا کہ یہ عملہ تربیت لینے کے بعد اپنے ذمہ داریوں کو بطریقہ احسن نبھا سکے۔ انتظامی کیڈر کیلئے مخصوص آسامیوں کا تعین کیا گیا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

آسامی کا نام	پے سکیل	تعداد
ڈائریکٹرز	20	3
ای، ڈی، اوز	19	26
ڈی اوز، ڈپٹی ڈی اوز	18	52
اے، ڈی، ڈپٹی ڈی اوز	17	80
اے ڈی او	16	419

اس اصلاحی نظام کی منظوری کیلئے سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو بھیجی گئی تھی تمام متعلقہ اداروں اور وزیر اعلیٰ صاحب کے منظوری کے بعد اس پر عمل درآمد ہونا باقی تھا کہ اسی اثناء میں حکومتی مدت پورا ہونے سے تین مہینے پہلے صوبائی اسمبلی بوجوہ تحلیل کردی گئی اور یوں یہ منصوبہ تشنہ تکمیل اجراء رہ گیا۔

عام انتخابات 2008ء کے بعد اے این پی حکومت نے (اس منصوبے کے متعلق بڑی اشتہاری مہم چلا کر ہماری ان اصلاحات پر جو کہ ایک اہم انقلابی اقدام تھا) اس کا کریڈیٹ لینے کی کوشش تو ضرور کی لیکن سیاسی دباؤ اور کارکنوں کے ذاتی پسند ناپسند سے مجبور ہو کر اے این پی حکومت کو یہ اعلان دوبارہ واپس لینا پڑا۔ یوں محکمہ تعلیم کو دوبارہ انہوں نے پیچھے دھکیل کر دوبارہ وہی فرسودہ نظام رائج کیا جس کے بُرے نتائج آج تک بچے اور قوم بھگت رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے انقلابی اقدامات وہ حکومت ہی کر سکتی ہے جو سیاست سے بالاتر ہو کر ہر قسم کے دباؤ سے آزاد ہو اور اس کی سوچ بچوں کی تعلیمی مستقبل اور ملک کی تعمیر وترقی ہو۔

نجی شعبہ تعلیم میں اصلاحات:

تعلیم کی ترقی اور فروغ میں نجی شعبہ تعلیم ایک اندازے کے مطابق 17% فیصد بچوں کو تعلیمی سہولیات مہیا کرتی ہے جو یقیناً تعلیم کے میدان میں حکومتی مشکلات کم کرنے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ جہاں حکومت وسائل کی کمی کا ادراک کرتی ہے وہاں نجی شعبہ اپنا بھرپور کردار ادا کرتا ہے اسلئے ضروری تھا کہ نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ نجی شعبہ تعلیم سے تعاون کیلئے حکومت نے مثبت سوچ کیساتھ مؤثر عملی اقدامات اُٹھائے۔

نجی شعبہ کیلئے ریگولیٹری اتھارٹی کا قیام:

چونکہ نجی شعبہ تعلیم میں عام طور پر تین قسم کے ادارے تھے ایک وہ بہترین تعلیمی ادارے جن کا مقصد کوالٹی ایجوکیشن کا فروغ اور حقیقت میں تعلیم کو عام کرنے کیلئے عملی اقدامات اٹھانا تھا ایسے تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی اور اُن کیساتھ تعاون حکومت کے فرائض میں ہے جس میں لیبارٹریز، سائنس کا سامان اور دیگر ضروریات کا فقدان تھا۔ تیسری قسم جو خالصۃً کاروباری اور پیسہ کمانے کیلئے قائم کئے گئے یہ ادارے بچوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح غیر مناسب کمروں میں دھکیل کر بھاری فیس وصول کرتے ہیں ایسے اداروں میں تعلیم تو کجا بچوں اور بچیوں کی فطری صلاحیتیں تباہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ ان اداروں کے مالکان محکمہ تعلیم کے افسروں سے مک مکا کر اپنا کاروبار چلاتے، ان تمام اداروں کو کنٹرول کرنے اور بہتر کارکردگی دکھانے والے اداروں کی حوصلہ افزائی اور ناقص کارکردگی دکھانے والوں کی حوصلہ شکنی اور اُن کو قانون کے شکنجہ میں کس کر راہ راست پر لانے کیلئے ایک ریگولیرٹی اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جو کہ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے آفیسروں پر مشتمل تھا جس میں نجی شعبہ کو بھی نمائندگی دی گئی۔ نجی شعبہ کی نمائندگی کا ایک مقصد نجی تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کرنا تھا جبکہ دوسری جانب شکایات کی صورت میں ان اداروں سے متعلق انصاف پر مبنی فیصلے کرنے تھے۔ ریگولیٹری اتھارٹی کا دائرہ کار، سکولوں کے معیار، پرائیوٹ سکولوں کی فیسوں کی نگرانی اور مناسب کنٹرول، اساتذہ کی تنخواہوں رجسٹریشن وطریقہ کار اور والدین کے عمل دخل کی نگرانی کی ذمہ داری تھی۔ ریگولیٹری اتھارٹی ضلعی سطح کی کمیٹیوں کے ذریعہ اُنکی سفارشات پر سکولوں کو رجسٹرڈ اور اپنے ساتھ الحاق کرتی۔

باقاعدہ سیکشن کا قیام:

تعلیمی کمیشن خیبر پختونخوا کی سفارش پر نجی شعبہ تعلیم کے معیار کو مزید بہتر بنانے کیلئے حکومت نے محکمہ مدارس وخواندگی میں نجی شعبہ کی رہنمائی اور ضروری مالی اعانت کے لئے ایک باقاعدہ سیکشن قائم کیا۔ چالیس کروڑ روپے کے خطیر رقم سے ایلیمنٹری ایجوکشین فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا گیا اس کا مقصد نجی شعبہ کو مالی مدد فراہم کرنا اور انکے مشورے سے تجاویز تیار کرنے تھے۔ اسی طرح اعلیٰ تعلیم کے شعبہ میں ہائیر ایجوکیشن فاؤنڈیشن قائم کیا گیا جس کا مقصد اعلیٰ نجی تعلیمی اداروں اور کالجوں کو مالی طور پر سپورٹ کرنا تھا جس کے بہت حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہوئے۔ جبکہ ہائیر ایجوکیشن میں سے صوبہ بھر میں (۱۶) سولہ کالجز بنائے گئے جنہیں بعد میں ریگولرائز کیا گیا یہ مخصوص کالجز آج تک بہتر انداز میں نتائج دے رہے ہیں۔

نجی شعبہ کے اساتذہ کی تربیت:

بدقسمتی سے ہمارے اکثر نجی اداروں میں تربیت یافتہ اور

قابل اساتذہ کی کمی ہوتی ہے، اکثر نجی تعلیمی اداروں کو چلانے والے انتہائی قلیل تنخواہ پر خانہ پُری کے طور پر غیر تربیت یافتہ لوگوں کو بھرتی کرتے ہیں اور ان سے زیادہ کام لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو یقیناً تربیت یافتہ اساتذہ کے مقابلہ میں درس وتدریس کی ذمہ داری اس انداز سے پورا نہیں کرسکتے جو ایک تربیت یافتہ اُستاد کرسکتا ہے۔ بچوں کے نفسیات اور احساسات کا ادراک کرسکتا ہے نہ اُن کی ذہنی سطح کو تربیت نہ ہونے کیوجہ سے معلوم کرسکتا ہے۔ ہم نے نجی شعبہ کے اساتذہ کیلئے RITE (دوران ملازمت تربیت) کے اداروں میں کوٹہ مختص کیا اور نجی شعبہ کے اساتذہ کو اس جانب راغب کیا تا کہ ایک محدود مدت میں تمام نجی اداروں کے اساتذہ کرام تعلیم کے میدان میں سرکاری اداروں کے اساتذہ کی طرح تربیت حاصل کرکے بچوں کو بہتر تعلیم دے سکے۔

نجی شعبہ تعلیم کا سرکاری عمارتوں سے استفادہ:

چونکہ عام طور پر نجی شعبہ کے پاس تعلیمی اداروں کی کمی ہوتی ہے خصوصاً تعلیمی ادارے کا تعلیمی ماحول، بچوں کی تعلیم کیلئے بنیادی سہولیات، لیبارٹریز اور سائنس کی سامان کی کمی بلکہ اکثر اداروں میں یہ ضروریات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے نجی شعبہ کی سہولت کے لئے محکمہ تعلیم نے شام کے اوقات میں اپنی عمارات کی پیش کش کی جس کو نجی شعبہ نے بخوشی قبول کیا ان اداروں کی فیس انتہائی کم اور مناسب رکھی گئی تا کہ غریب اور درمیانی طبقہ اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکے۔ پہلے دو سال میں ۱۵ پندرہ اضلاع میں ایک سو چالیس (۱۴۰) سکول کھولے گئے۔ اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا یہ پروگرام صوبائی سطح پر شروع کیا گیا تھا بعد میں اضلاع کو منتقل کر دیا گیا اس کے نتائج بڑے حوصلہ افزا تھے اس میں لڑکوں کی نسبت زیادہ تر سکولز لڑکیوں کے تھے یوں سرکاری سکولوں میں Evening Shift کا اجراء ایک طرف اگر نجی شعبہ کے ساتھ تعاون اور اس کو فروغ دینا تھا تو دوسرے طرف تعلیم کو عام کرنے اور تعلیم گھر گھر پہنچانے کیلئے ایک بہت بڑا اقدم تھا۔

جمعیت کے منشور نظام تعلیم کی دفعہ پر مکمل عمل:

جمعیۃ علماء اسلام کے نظام تعلیم کے منشور کے دفعہ ۱۱ پر مکمل طور پر عمل درآمد کیا گیا۔ اس دفعہ کا عنوان ''پرائیوٹ تعلیمی اداروں کی حیثیت'' پرائیوٹ تعلیمی اداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور حکومت ان کی انتظامات کی اس طرح نگرانی کرے گی کہ ان اداروں کی تعلیمی آزادی اور خودمختاری متاثر نہ ہونے پائے۔ گزشتہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ ہم نے جمعیت کے منشور کی دفعہ 11 پر مکمل طور پر عمل کرتے ہوئے پرائیوٹ تعلیمی اداروں کی خودمختاری، آزادی کا مکمل تحفظ اور ان اداروں کی حوصلہ افزائی سے بڑھ کر ان اداروں کو مالی اور ٹیکنیکل سپورٹ بھی فراہم کیا اور اس کیلئے مستقل اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا جو کہ ہمارے حکومت کا طرہ امتیاز رہا۔

بچہ مزدوری کے خلاف بنیادی اقدامات:

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں جہالت، غربت وپسماندگی وسائل پر مخصوص طبقہ کی اجارہ داری کی وجہ سے اکثر والدین بچوں سے کم عمری میں مشقت اور مزدوری کرواتے ہیں، ایسے سنگدل کونسے والدین ہوں گے جو اس پر خوش نہ ہو کہ میرے بچے بھی امراء کے بچوں کی طرح اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے کلیدوں عہدوں پر فائز ہو کر راحت وآرام سے معاش حاصل کریں۔ بے انصافی اور استحصالی معاشرہ میں یہ ایک اچھا خواب تو ہوسکتا ہے لیکن عمل کی دنیا میں یہ خواب شرمندہ تعبیر ہونا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ایک صالح اور تعلیم یافتہ معاشرہ قوم کے ہر فرد کی خواہش ہوتی ہے تعلیم ہی قوموں کی ترقی کا پہلا زینہ ہے چونکہ پاکستان میں غریب عوام کے اکثر بچے سکولوں اور تعلیمی اداروں میں جانے کے بجائے محنت مزدوری کرکے والدین یا پھر بہن بھائیوں کے پیٹ پالنے کے لئے کہیں فٹ پاتھوں پر بوٹ پالش کرتے، کہیں چلچلاتی دھوپ میں بھٹہ خشت کی مزدوری کرتے اور کہیں گندگی کے ڈھیر سے مختلف اشیاء جمع کرتے نظر آرہے ہیں اور کہیں کسی صاحب ثروت کے سامنے دست سوال دراز کرتے نظر آرہے ہیں۔ یہ المیہ ہمارے لیے مستقل سوہان روح بنا ہوا تھا مفت تعلیم اور مفت کتب، تعلیمی اداروں کی تعمیر، اساتذہ کی بھرتی کے بعد ان مزدور کار بچوں کو تعلیمی اداروں میں لانے کیلئے مختلف اقدامات اٹھائے۔ بچوں سے مزدوری کرانے کے خلاف جدوجہد کیلئے پرائمری سکولز کے اساتذہ اور PTAS کو متحرک کیا گیا۔ بچوں کی مزدوری کے مسئلہ پر توجہ کیلئے ''موبلائزنگ پرائمری سکولز ٹیچر اینڈ پیرنٹس ایسوی ایشنز'' پر ایکشن پروگرام وضع کیا گیا اس پروگرام میں (بچوں کی مزدوری کا مسئلہ بذریعہ تعلیم وتربیت مقابلہ) یعنی Combating Child Labour Training بنایا گیا۔ اس پراجیکٹ کو انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کی حمایت وتائید حاصل تھی۔ ایکشن پروگرام کے مطابق موبلائزنگ پرائمری سکولز ٹیچرز اینڈ پیرنٹس ایسوی ایشنز PTAS بچوں سے مزدوری کرانے کے خلاف جنگ کیلئے اس ایکشن پروگرام کے تحت اساتذہ اور ان کے اداروں کے لئے ایک کٹ (Kit) تشکیل کی گئی جس کا مقصد اساتذہ اور PTAS کو بچوں کی محنت مزدوری کے بارے میں، ان کے حقوق کے بارے میں بچوں سے مزدوری کیخلاف جنگ میں تعلیم کے کردار کے بارے میں بنیادی معلومات فراہم کی گئی تھیں۔ جس کے پہلے مرحلے میں 3493 پرائمری سکولز کے اساتذہ اس کٹ Kit کی تربیت حاصل کرچکے تھے۔ جس میں پشاور، نوشہرہ، چارسدہ، مردان، سوات، دیر کے اضلاع پہلے مرحلے میں شامل تھے۔ اس میں کل بیس ماسٹر ٹرینرز تھے جس میں دس مرد اور دس خواتین شامل تھے انہوں نے پرائمری سکولز ٹیچر کو مرحلہ وار اس کٹ (Kit) پر تربیت دی جس سے ہزاروں اساتذہ مستفید ہوئے۔ اساتذہ اور والدین میں آگاہی پیدا کرنے کیلئے منصوبہ کے مطابق مزدور بچوں کے لئے دس دن منانے کا پروگرام تشکیل ہوا۔

ناخواندہ تعلیمی انتظام:

جمعیۃ علماء اسلام کے منشور میں غریب، مزدور کار، اور کسانوں کے بچوں کے تعلیم پر بہت زور دیا گیا ہے جمعیت کے منشور میں نظام تعلیم کا دفعہ ۷، ۸ اور ۹ میں غریب بچوں کے تعلیم، ان کے لئے سہولیات اور اعلیٰ تعلیم دینے کی تجویز ہے پہلے فرصت میں ہم نے ان بچوں کو بچپن میں مزدوری سے چھٹکارا دلانے کی کوشش کی اور ان کو مفت تعلیم، مفت کتب، سکول، اُستاد اور دیگر سہولیات دینے کے دیرپا اور مثبت نتائج اس وقت سامنے آئے جب پندرہ لاکھ ناخواندہ اور مزدور کار بچوں میں آٹھ لاکھ بچوں نے تعلیمی اداروں کا رخ کیا اور یوں ان بچوں کی تعلیمی اخراجات کی ذمہ داری انکے والدین کے کمزور کندھوں کے بجائے حکومت کی ذمہ داری بن گئی۔

بڑی عمر کے بچوں کیلئے تعلیم کا انتظام:

سابقہ ادوار کے حکمرانوں کی غفلت اور غربت کے بارے وہ بچے جو تعلیم سے محروم رہ چکے تھے اور انکی عمر اتنی بڑھ چکی تھی کہ سکولوں میں داخل ہونے کے قابل نہ تھے ان بچوں کی تعلیمی رسائی کیلئے عام سکولوں میں بعد از دوپہر تعلیم دینے کا بندوبست کیا۔ ان سکولوں میں نصاب اور مناسب اوقات کار کا تعین کر

کے ان کیلئے تربیت یافتہ سرکاری اور غیر سرکاری اساتذہ مہیا کئے۔ سکولوں کے وہ وسائل جو صبح کو باقاعدہ ریگولر طلباء استعمال کرتے وہی وسائل ان بڑے عمر کے بچوں کو استعمال میں لا کر ان، ان پڑھ بچوں کے لئے تعلیمی سہولیات مہیا کئے۔ یہ بعد از دوپہر سکولز ان بچوں کی تعلیم کیلئے تھے جن کی عمریں سکول میں داخلہ لینے کیلئے مناسب نہیں تھیں اور جو ماضی میں کسی سکول نہیں جا سکے، عام سکول کے طلباء اس میں شامل نہیں تھے۔ پہلی فرصت میں پشاور، نوشہرہ اور سوات کے اضلاع میں ایسے سکولوں کا ہدف دس کے تعداد میں رکھا گیا اس میں یہ فائدہ بھی تھا کہ سرکاری عمارتوں پر انحصار کر کے خود کفالت کو بڑھایا جائے اور یہ بچے صبح کو محنت مزدوری یا والدین کے کام میں ان کا ہاتھ بٹھائیں اور بعد از دوپہر تعلیم حاصل کریں ہماری کوشش رہی کہ کسی بھی عمر کے بچے تعلیم سے محروم نہ رہیں یوں بتدریج خواندگی کا ہدف کے حصول میں ہم دیگر صوبوں سے آگے نکل گئے۔

دینی مدارس میں پرائمری تعلیم کا اجراء:

ہماری حکومت کی ترجیحات میں اگر ایک طرف تعلیم کو عام کر کے گھر گھر پہنچانے کیلئے ٹھوس اقدامات اٹھائے گئے اور تعلیمی اداروں سے باہر ہر سطح کی عمر کے بچوں کیلئے مختلف مدارج میں تعلیمی سہولتیں مہیا کئے گئے تو اس کے ساتھ یہ فکر بھی دامن گیر رہتی کہ ہمارے سکولز اور تعلیمی اداروں میں صرف بچوں کا ہجوم نہ ہو، بلکہ ان کو کوالٹی ایجوکیشن بھی فراہم کیا جائے۔ ترقی یافتہ ممالک میں پرائمری ایجوکیشن پر خصوصی طور پر توجہ دی جاتی ہے تا کہ بچوں کو ایک مضبوط تعلیمی بنیاد فراہم ہو جبکہ ترقی پذیر ممالک میں پرائمری کے لیول پر بچوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکا جاتا ہے۔ ایک ایک کلاس روم میں ۸۰ اور ۱۰۰ بچوں کو زمین پر بٹھا کر ایک استاد تعلیم بھی دیتا ہے اور انکی نگرانی بھی کرتا ہے ایسے حالات میں کوالٹی ایجوکیشن کا تصور ناپید بلکہ بچوں کے اتنے کثیر تعداد کو سنبھالنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں بنیادی تعلیم کی بہتری کا پراجیکٹ جو 4-2003 تا 8-2007 کی مدت کیلئے لانچ کیا گیا جس پر اخراجات کا تخمینہ لاگت 580 ملین روپے تھے یہ پراجیکٹ نارویجن گورنمنٹ کی مالی امداد سے تکمیل پا رہا تھا اس پراجیکٹ کے وسیع تر مقاصد میں بنیادی تعلیم کو بہتر بنانا اور منتخب دینی مدارس میں باقاعدہ پرائمری تعلیم جاری کرنا شامل تھا۔ اس پراجیکٹ کو محکمہ سکولز اینڈ لیٹریسی کے اہلکاروں کے ذریعہ پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا منصوبے کے اہداف میں پرائمری سکول کے سطح تک 27007 سکول اساتذہ کو انتظامی، نگرانی، مالی امور میں تربیت دینا شامل تھا منصوبے کا بڑا جز 300 سرکل آفس اور کل ٹیچر ریسورس سنٹر (LTRC) کا قیام تھا تا کہ مقامی طور پر سکولوں کی نگرانی، انتظامات چلانے اور اساتذہ کی تربیت کا اہتمام ہو سکے اس سے پرائمری سکولوں کی 4,484 اساتذہ کو مشیر اساتذہ (Mentor Teachers) کی حیثیت سے تربیت دی جاتی تھی تا کہ یہ اساتذہ تعلیمی امور میں پرائمری کے اساتذہ کو یونین کونسل کی سطح تک بہتر تربیت دینے کے قابل ہو جائیں اسی طرح اساتذہ اور والدین کے تنظیموں کو قائم رکھا جائے تا کہ سکولوں کے امور میں مقامی آبادی شامل رہے۔ اس منصوبے کا ایک اور بنیادی مقصد دینی مدارس میں پانی اور حفظان صحت کی سہولتیں مہیا کرنا تھا اسکے علاوہ پرائمری سطح تک نصابی کتب اور دوسرا درسی مواد صوبے کے منتخب مدارس کو مہیا کرنا تھا۔ ابتدائی مرحلہ میں 20,254 پرائمری سکولوں کے ہیڈ ٹیچرز کی انتظامی اور مالی امور میں تربیت کی گئی 20,250 ٹریننگ مینول تیار کئے گئے جو مڈل، ثانوی اور ہائیر سکینڈری سکولوں کے اساتذہ کی تربیت میں معاون ثابت ہوئے۔

07-2006 میں ہمارا ہدف 100 دینی مدارس میں باقاعدہ پرائمری تعلیم کیلئے کتب کا اجراء اور بنیادی سہولتیں دینا تھے جس میں اکثر مدارس کو مالی معاونت دیکر اہداف کو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی جس کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آئے۔

ایجوکیشن سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام:

محکمہ تعلیم میں فوری اور دور رس نتائج کے حصول کیلئے ہم نے جو انقلابی اقدامات اٹھائے تھے، اسکے مثبت اثرات بیرون ملک امدادی ڈونر پر بھی تھے۔ اس موقع پر اگر ہم خصوصی طور پر جرمنی حکومت کا شکریہ ادا نہ کریں تو ناسپاسی ہو گی۔ ہمارے ساتھ تعلیمی اصلاحات میں سب سے زیادہ تعاون جرمنی حکومت نے کیا۔ جرمن پراجیکٹ (ESDP-GTZ) نے صوبہ میں معیاری تعلیم پرائمری اور مڈل سکولوں کے سلسلے میں منصوبہ بندی اور بنیادی تعلیم کی ترقی کے لئے ہمیں مستقل سپورٹ دیا۔ مختلف اضلاع میں 3008 اساتذہ اور انتظامی عملے کو کمپیوٹر کی بنیادی مہارتوں میں تربیت دی۔ 300 میں سے 256 سرکل آفس کیلئے جگہ کا انتخاب، بنیادی انتظامی امور کی منصوبہ بندی کیلئے تکنیکی امداد فراہم کیا۔ ملازمت سے قبل اساتذہ کے تعلیم کا معیار جانچنا اور دوران تعلیم سکول چھوڑنے والے طلباء پر تحقیق کا کام کیا تا کہ ان وجوہات کی نشاندہی کیجائے جن کی وجہ سے طلباء سکول چھوڑ جاتے ہیں اور پھر کس طرح ان وجوہات کا سدباب کیا جائے مصنوعی سیارہ تصاویر کے ذریعہ سکولوں کے نقشہ جات تیار کئے گئے جس سے سکولوں کی منصوبہ بندی اور نگرانی کا کام لیا جاتا رہا۔ جیوگرافیکل انفارمیشن سسٹم (GIS) کی بنیاد پر نقشہ جات چھاپے گئے۔ محکمہ تعلیم میں ایک لوکل ایریا نیٹ ورک (LAN) قائم کیا گیا سارے عملے کو LAN اور انٹرنیٹ کے استعمال کی تربیت دی گئی پہلی مرتبہ پاکستان میں پرائیوٹ سکولوں کی تعداد شماری کی گئی تمام اضلاع کے ای ڈی اوز کو ای میل کے استعمال کی ٹریننگ دی گئی اضلاع کی سطح پر پلاننگ سے منسلک افسران کو ARC View MS Access کی تربیت دی گئی۔

معیار تعلیم بہتر بنانے کے اقدامات:

ہمارے تعلیمی اہداف میں ایک اہم ہدف سرکاری سکولوں میں معیار تعلیم کی بتدریج بہتری اس انداز سے لانا تھا کہ عوام کا اعتماد سرکاری اداروں پر پیدا ہو اور وہ اپنے بچوں کو سرکاری اداروں میں بہتر تعلیم پر مطمئن ہو جائے۔

نگرانی اور رہنمائی کا نظام:

کسی بھی ادارہ کے بہتر کارکردگی کیلئے نگرانی اور رہنمائی کے باقاعدہ نظام کی ضرورت ہوتی ہے مسلسل رہنمائی اور نگرانی کے عمل سے ادارہ کے کارکنوں کے کام کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے تعلیمی عمل میں بھی ہر مرحلہ پر نگرانی کی ضرورت رہتی ہے یہ سلسلہ کمرہ جماعت، مدارس، اضلاع اور صوبائی سطح پر ضروری ہے صدر معلم سکول میں نگرانی پر توجہ دے تو درس و تدریس کا عمل موثر اور فعال بن جاتا ہے۔ ہم نے انتظامی افسران کو چند ہدایات پر عمل کرنے کے احکامات صادر کئے جس میں معائنہ کے مقاصد کا تعین کرنا، معائنہ کی باقاعدہ رپورٹ تیار کرنا اور مختلف عوامل کا تفصیلی ذکر ہو مثلاً معلمین کی کارکردگی کا جائزہ لینا، طلباء کا اکتسابی معیار، اساتذہ اور طلباء کی حاضری کا معیار، سکول میں موجودہ سہولتیں اور تدریسی لوازمات کی دستیابی، تدریسی عمل میں اساتذہ کی رہنمائی، ادارہ کی کارکردگی کی ششماہی رپورٹ، عام لوگوں کے تعلیمی نظام کے بارے میں تاثرات، ان کے تحفظات اور ان کے مطمئن ہونے کا جائزہ اور اس کے مطابق منصوبہ بندی میں تبدیلی، صوبہ بھر کے

بچوں سکولوں کی موثر نگرانی کے نظام کیلئے تمام صوبے کو 300 تعلیمی حلقوں میں تقسیم کر کے ہر حلقہ میں اوسطاً 80 سکولوں کی نگرانی ایک سرکل آفیسر (ADO) کو حوالہ کیا گیا اس کیلئے ایک مناسب دفتر جس میں فون، فیکس اور انٹرنیٹ کی سہولیات میسر تھے فراہم کیا گیا۔ یہ دفتر رابطہ کے طور پر استعمال ہوتا اور اساتذہ کیلئے مناسب ٹریننگ کا نظام بھی اس میں موجود ہوتا۔

جغرافیائی طور پر ذہانت (IQ) کا جائزہ:

طلباء اور معاشرہ کے مختلف حصوں کا ایک منظم اور باقاعدہ جائزہ جس سے ان کی ذہانت کی سطح کی جانچ پڑتال کی جا سکے اور پھر ذہانت کو بڑھانے کی منصوبہ بندی کی جا سکے مذکورہ اقدامات کی بدولت اگر ہم 1999ء اور 2005ء کے درمیانی عرصہ میں سرکاری پرائمری سکولوں میں بچوں کی تعلیمی معیار کا جائزہ لیں تو 1999ء میں 53% بچوں نے 30% سے کم نمبر حاصل کئے جبکہ 2005ء میں ناکام بچوں کی تعداد 33% تھی۔ 1999ء میں صرف 7% بچے 60 سے 100 تک نمبر حاصل کرنے والوں کے زمرے میں تھے جبکہ 2005ء تک 39.8 ہو گئی اسی طرح بچوں کے سیکھنے کی صلاحیتوں میں ہمارے دور میں 30 فیصد اضافہ ہوا اس اعداد و شمار سے معلوم ہوا کہ قلیل عرصہ میں معیار تعلیم تیزی سے بڑھتا چلا جا رہا تھا جو کہ 08-2007 میں 45 فیصد تک بڑھ گیا اس طرح معیار تعلیم بتدریج بہتر ہو رہا تھا۔ (جاری ہے)

بقیہ: ڈی آئی خان کا بلدیاتی معرکہ

تحصیل ڈیرہ کے ناظم کی نشست سہ جماعتی اتحاد میں پاکستان پیپلز پارٹی کے حصہ میں آئی، تو تحصیل پروا کے ناظم کی نشست جمعیۃ علماء اسلام کے حصہ میں آنے کے مکمل امکانات ہیں تحصیل پہاڑ پور اے این پی کے مرید کاظم کو ملنے کا امکان ہے جبکہ کلاچی اور درابن کلاں میں مقامی روایتی گروپ موثر ہیں، تاہم ان کی اکیلے پرواز کی کوشش کامیاب ہوتی دکھائی نہیں دیتی ان کو کامیابی کیلئے جمعیت ہی کا سہارا لینا پڑے گا۔ مقامی یونین کونسلوں میں روایتی حریف مختلف امیدواروں کے ساتھ میدان عمل میں ہیں تاہم ضلع کی 49 یونین کونسلوں میں سے بھاری اکثریت سے ضلع و تحصیل پر سہ جماعتی اتحاد کے امیدواروں کی کامیابی کے امکانات یقینی ہیں۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ بلدیاتی انتخابات میں آنے والی گرمجوشی میں پی ٹی آئی میں سہ جماعتی اتحاد کا خوف بڑھتا جا رہا ہے سیاسی تجزیہ نگار یہ بھی خیال ظاہر کر رہے ہیں کہ کسی بھی ممکنہ صورت میں تحریک انصاف کی صوبائی حکومت ناکامی کی سبکی سے بچنے کیلئے راہ فرار اختیار کر سکتی ہے: ۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جے یو آئی تحصیل روہڑی کے زیر اہتمام ڈپٹی چیئرمین سینٹ مولانا عبدالغفور حیدری کا فقید المثال استقبال

(مراسلہ: قاری عبدالغفار سومرو، نمائندہ الجمعیۃ روہڑی) تحصیل روہڑی کے شہر کندھرا کے دامن میں ایک بڑا گاؤں واہ برڑا کے نام سے ہے، یہ قدیمی گاؤں ہے، جس میں حفاظ قرآن کی بڑی تعداد ہے، جو اس گاؤں کے مشہور عالم مولانا امیر بخش فاضل دیوبند تھے، یہ سب انہی کے فیوض و برکات کا اثر ہے۔ آپؒ کے شاگرد مولانا محمد سکندر برڑو کے زیر اہتمام اسی گاؤں میں مدرسہ انوار العلوم حسینیہ کے نام سے قائم ہے۔ مولانا محمد سکندر برڑو نے مولانا عبدالغفور حیدری صاحب سے اس مدرسے کی دستار بندی کے سلسلے میں پروگرام لیا تھا موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے JUI تحصیل روہڑی کے امیر نے مرکزی نائب امیر سائیں عبدالقیوم ہالیجوی سے گذارش کی کہ روہڑی میں حضرت حیدری صاحب کی آمد ہے ہمیں اجازت دیں تو ہم روہڑی میں مولانا عبدالغفور حیدری کا استقبال کریں سائیں عبدالقیوم ہالیجوی نے تحصیل امیر کو مولانا حیدری صاحب کی پریس کانفرنس کے اہتمام کی بھی ہدایت کی۔ تحصیل امیر مجاہد اسلام مولانا عبدالکریم عباسی نے مجلس عاملہ کا ہنگامی اجلاس بلا کر تمام راستے جن سے حیدری صاحب کا گذر ہونا تھا ایسے یونٹوں میں تقسیم کیا اور حدود مقرر کر کے ذمہ داروں کو ہدایات دیں کہ دو دن کے اندر راستے کو پینا فلیکس اور پرچم نبوی سے سجالیں۔ ایک دن پہلے تحصیل امیر مولانا عبدالکریم عباسی نے تمام راستے کا معائنہ کیا۔

29 مارچ کی صبح بیڑی چوک پر کارکنان کی آمد شروع ہوئی 12 بجے عوام کا کارکنان کا سیلاب امڈ آیا۔ کارکن اپنے محبوب قائد کی آمد کے منتظر تھے دوپہر ایک بجے مولانا عبدالغفور حیدری صاحب روہڑی پہنچے۔ ضلعی ناظم عمومی مولانا محمد صالح انڈھڑ، تحصیل کے سینئر نائب امیر مولانا امیر خان متقی، روہڑی کے پرانے کارکن مولانا اللہ بخش عباسی و دیگر کارکنان دیر تک مہمانوں پر گل پاشی کرتے رہے۔ تحصیل امیر مولانا عبدالکریم عباسی نے مولانا عبدالغفور حیدری اور تحصیل ناظم عمومی قاری عبدالغفار سومرو نے سائیں عبدالقیوم ہالیجوی کو سندھ کا تحفہ اجرک پہنایا۔ مولانا عبدالغفور حیدری نے میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو اور کارکنان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سعودی عرب کیساتھ ہمارا سفارتی ہی نہیں مذہبی رشتہ ہے، سعودی عرب نے ہر مشکل گھڑی میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے پاکستان کو بھی سعودی عرب کی بھرپور حمایت اور مدد کرنی چاہیے۔ بعد ازاں مولانا عبدالغفور حیدری بڑے جلوس کے ہمراہ واہ برڑا کیلئے روانہ ہو گئے۔ راستے میں یونٹ پٹنی، ڈھوری روشن آباد، یونٹ کندھرا، واہ برڑا کے عہدیداروں نے جلوس کے شرکاء پر گل پاشی کی اور نعرہ تکبیر کی گونج میں مولانا عبدالغفور حیدری 2 بجے واہ برڑا پہنچے، جہاں مدرسے کے فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی کی گئی۔ دستار فضیلت کے جلسے سے مولانا عبدالغفور حیدری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مدارس امن کے گہوارے ہیں، علماء کرام ملک و ملت کے محسن ہیں۔ مولانا نے مزید کہا کہ ہمیں آپ نے پارلیمنٹ میں اسلام کے دفاع کیلئے بھیجا ہے، ان شاء اللہ یہ دفاع کر کے دکھائیں گے۔ اسکے بعد مولانا عبدالغفور حیدری نے سکھر کی معروف دینی شخصیت جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث و تفسیر جامع مسجد سکھر کے مایہ ناز خطیب مولانا قاری خلیل احمدؒ کے انتقال پر انکے بیٹوں سے تعزیت کی اور بعد ازاں پروفیسر ابو محمد کے جواں سال بیٹے مولانا عطاء الرحمٰن کی وفات پر پروفیسر صاحب سے تعزیت کی اور اپنا دورہ مکمل کر کے واپس روانہ ہو گئے۔

خیبر پختونخوا..... تبدیلی کی ایک جھلک

معروف صحافی محمد سلیم صافی کی ایک چشم کشا تحریر...... بشکریہ روزنامہ جنگ

کاش میڈیا ریٹنگ کا غلام بن کر صرف کراچی اور لاہور کی سرگرمیوں کی کوریج تک محدود نہ ہوتا، کاش پشاور کی آبادی بھی کراچی یا لاہور جتنی ہوتی، کاش ریٹنگ کی مشین کراچی اور لاہور کی طرح پشاور میں بھی لگی ہوتی اور میڈیا میں خیبر پختونخوا کے ایشوز کو کما حقہ کوریج ملتی تو باقی ماندہ پاکستان کے عوام جانتے کہ خیبر پختونخوا میں کیسی اور کتنی بڑی تبدیلی آ گئی ہے؟ میری بدقسمتی یا خوش قسمتی ہے کہ میرا تعلق خیبر پختونخوا سے ہے اور قیام اسلام آباد میں ہونے کے باوجود میرا وہاں آنا جانا لگا رہتا ہے۔ وہاں کے بدقسمت شہریوں سے رابطہ بھی رہتا ہے اسلئے میں اس حقیقت کو جاننے کے باوجود کہ ان علاقوں کے ایشوز کو ڈسکس کرنے سے ویورشپ اور ریڈرشپ دونوں متاثر ہو جاتے ہیں، خیبر پختونخوا میں آنے والی تبدیلی کی ایک جھلک سامنے رکھ رہا ہوں۔

پہلی تبدیلی یہ آئی ہے کہ مسلم لیگ ن اور تحریک انصاف جو باقی ملک میں دست وگریباں نظر آتی ہیں، خیبر پختونخوا میں یک جان دو قالب ہیں۔ اس پیار و محبت کا شاندار مظاہرہ سینٹ انتخابات کے دوران سامنے آیا جب تحریک انصاف کے وزیر اعلیٰ اور مسلم لیگ ن کے گورنر نے آپس میں بیٹھ کر اپنے اپنے امیدواروں کو کامیاب بنانے کی مشترکہ حکمت عملی بنائی۔ ممبران اسمبلی کو سرکاری طور پر یہ پیغام دیا گیا کہ جس سے پیسے لئے ہیں وہ اس رقم کو واپس نہ کریں اور پیسے دینے والے کی طرف سے دباؤ کی صورت میں حکومت سے رجوع کریں۔ یہ بھی واضح کیا گیا کہ مرکزی اور صوبائی حکومت نے ملکر اسمبلی ہال میں خفیہ کیمرے لگا رکھے ہیں، اگر کسی نے ووٹ مسلم لیگ ن اور پی ٹی آئی کے امیدواروں کو ووٹ نہیں ڈالا تو مرکزی وصوبائی حکومت مل کر ان سے حساب لیں گے۔ اب کیا یہ معمولی تبدیلی ہے کہ جن دو پارٹیوں نے باقی ملک میں ایک دوسرے کیخلاف طوفان اٹھا رکھا ہے، وہ خیبر پختونخوا میں شیر وشکر ہیں؟

<u>تبدیلی کی دوسری مثال</u> ملاحظہ کیجئے: حکومت افغانستان نے وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا کو دورہ افغانستان کی دعوت کئی ماہ قبل دے رکھی تھی لیکن یہاں کی گوناں گوں سیاسی مصروفیات کی وجہ سے وہ اس کیلئے کئی ماہ تک وقت نہیں نکال سکے۔ گزشتہ ہفتے انہوں نے جانے کا فیصلہ کیا۔ افغان حکومت نے وہاں سات بندوں کے وفد کیلئے انتظامات کر رکھے تھے لیکن وزیر اعلیٰ کا قافلہ جس میں صوبائی وزراء، سینیٹرز، ایم پی ایز سرکاری افسر اور تین صحافی شامل تھے چالیس افراد سے تجاوز کر گیا۔ اب سوال یہ تھا کہ ان لوگوں کو کیسے کابل پہنچایا جائے؟ چنانچہ وزیر اعلیٰ کے خدمتگار سرکاری افسران کو پہلے سڑک کے راستے کابل بھیجا گیا خود وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے سفر کیلئے وزیر اعظم سے ان کا جہاز مانگ لیا اور انہوں نے کمال مہربانی سے وزیر اعلیٰ صاحب کو اپنا جہاز بلاتوقف فراہم کر دیا۔ سوال یہ تھا کہ قافلے میں شامل اضافی نفری کو کیسے کابل پہنچایا جائے؟ چنانچہ دو ہیلی کاپٹروں کا انتظام کیا گیا، لیکن تماشہ یہ تھا کہ ہیلی کاپٹروں کے عملے کیلئے ویزوں کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ کابل ائیر پورٹ پہنچ کر باقی سواریاں تو باہر نکل آئیں لیکن سوال یہ تھا کہ ہیلی کاپٹر کا عملہ کیا کرے؟ چنانچہ بڑی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم کابل میں پاکستانی سفارتخانے کی کوششوں سے اور افغانستان وزارت خارجہ کی مہربانی سے ان کو ائیر پورٹ پر ویزوں کی جگہ خصوصی اجازت نامے دیئے گئے۔ پھر ہنگامی بنیادوں پر 7 کی بجائے 40 افراد کیلئے ہوٹل میں قیام کا بندوبست کیا گیا۔ لیکن اصل مشکل تب پیش آئی جب وزیر اعلیٰ کسی افغان شخصیت سے ملاقات کیلئے ہوٹل سے روانہ ہوتے، افغان وزارت خارجہ کے پروٹوکول اہلکار ہر میٹنگ سے پہلے درخواست کرتے کہ ملاقات کرنے والا وفد صرف سات افراد پر مشتمل ہو لیکن یہاں افراد چالیس تھے۔ چنانچہ ہر میٹنگ سے قبل چالیس میں سے سات افراد کو منتخب کرنا ہوتا۔ ایک وزیر کو ڈالتے تو دوسرے ناراض ہوتے، ایک ایم پی اے کو شامل کرتے تو دوسرے کی ناراضگی یقینی تھی۔ چنانچہ باری باری ایک میٹنگ کیلئے سات افراد کا انتخاب کیا جاتا اور یوں ہر میٹنگ کے شرکاء الگ الگ ہوتے اور افغان حکام انتظار کی زحمت اٹھا کر تماشہ دیکھ رہے ہوتے۔ سب سے بڑا تماشا یہ تھا کہ افغان صدر اشرف غنی سے لے کر اہم وزراء تک کے ساتھ ملاقاتوں کیلئے کوئی تیاری نہیں تھی، کوئی ہوم ورک نہیں ہوا تھا اور کوئی پیپر تیار نہیں کیا گیا تھا چنانچہ اس دورے میں کسی ایم او یو پر دستخط ہوئے اور نہ کسی معاہدے پر۔ اب یہ عظیم الشان تبدیلی نہیں تو اور کیا ہے؟

<u>عظیم الشان تبدیلی کی تیسری مثال</u> ملاحظہ کیجئے: خیبر روڈ کا شمار پشاور کی اہم ترین اور معروف ترین شاہراہوں میں ہوتا ہے۔ اسمبلی ہال، وزیر اعلیٰ ہاؤس یا گورنر ہاؤس کا لنک روڈ، کور کمانڈر ہاؤس اور ایک پنج ستارہ ہوٹل اسی روڈ پر واقعہ ہیں۔ یہی سڑک جی ٹی روڈ کو یونیورسٹی روڈ اور حیات آباد وغیرہ سے بھی جوڑتی ہے۔ اسلام آباد میں پی ٹی آئی کی طرف سے دھرنوں کے جمہوری حق کے استعمال کے بعد پختونخوا حکومت کے متاثرین نے بھی اسی سڑک پر اپنے اس جمہوری حق کا استعمال شروع کر دیا ہے اور آئے روز اسمبلی ہال کے سامنے مظاہرے ہوتے ہیں۔ اب تو یہ بھی معمول بن گیا ہے کہ تحریک انصاف کی حکومت کے ہاتھوں بے روزگار ہونے والے ہر کور کمیٹی کے اجلاس کے موقع پر دھرنا دینے بنی گالہ بھی پہنچ جاتے ہیں۔ خیبر روڈ پر بے شک مظاہرہ تیس چالیس افراد کا بھی ہو، سڑک کئی گھنٹوں کے لئے بند ہو جاتی ہے اور پشاور کے شہری یا پھر باہر سے آئے ہوئے لوگ آئے روز ٹریفک کی بندش کے عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔ پولیس احکامات کے لئے ضلعی انتظامیہ کی طرف دیکھتی ہے اور ضلعی انتظامیہ، صوبائی حکومت کے واضح احکامات چاہتی ہے۔ دوسری طرف اگر صوبائی حکومت مظاہرین کیخلاف (بقیہ صفحہ نمبر پر ملاحظہ فرمائیں)

ہمارے نصابِ تعلیم کے تضادات

تحریر: محمد عمران گودھروی فاضل جامعہ بنوری ٹاون،، ایم اے اسلامیات، اردو، ایم ایڈ

قیام پاکستان سے تا حال ہمارا شعبہ تعلیم مشکلات ہی مشکلات کا سامنا کر رہا ہے۔ یہ واحد شعبہ ہے جس کی مشکلات کسی بھی دور میں کم نہیں ہوئیں۔ مثالیت پسندی سے تجزیہ کیا جائے تو حکمرانوں نے اس کو سنجیدگی سے کبھی نہیں لیا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں اداروں کو Nationalization (قومیانے) سے تعلیمی اداروں پر جو بوجھ پڑا، اس کے اثرات کو ختم کرنے کیلئے تگ و دو جاری تھی کہ صدر ضیاء الحق نے ان اداروں کی Privatization نجکاری کرنے کا اعلان کر دیا جس کے نتیجے میں گلی محلوں میں نت نئے ناموں سے اسکول کھلے، جن کے منتظمین کا واحد مقصد حصولِ زر تھا۔ ان میں سے اکثریت نان ایجوکیٹڈ تھے۔ اگر ان نجی تعلیمی اداروں کے لئے اول روز سے کوئی ٹھوس پالیسی وضع کر لی جاتی تو آج والدین کو بچوں کی تعلیم آگے بڑھانے کے لئے اپنے سرمایے کو نہ دیکھنا پڑتا اور تعلیم کبھی اس قدر مہنگی نہ ہوتی جو آج ہے۔

معروف تجزیہ نگار ارشاد احمد حقانی مرحوم کہا کرتے تھے ہمارے برصغیر میں تعلیم کی وزارت ہمیشہ سے غیر اہم رہی ہے ایک بار نئی حکومت کی تشکیل میں وزارتوں کی تقسیم کا مرحلہ درپیش تھا تو پارٹی صدر کے سامنے ہر رکن نے سابقہ دور میں اپنی جدوجہد اور پارٹی وفاداری کا بھرم بھرا۔ اور منافع بخش وزارتوں میں حصہ مانگا۔ جب سب اپنا حصہ وصول کر چکے تو اس وزارت کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی گئی۔ پارٹی صدر نے دیکھا کہ اس وزارت کا کوئی بھی متمنی نہیں تو اور وزارت کے ساتھ ایڈجسٹ کر کے کے نام مانگے، مگر جواب ندارد..... تو ان میں سے ایک کو جاتے جاتے بمشکل اضافی طور اس کا بوجھ اٹھانے پر راضی کیا گیا۔"

شعبہ تعلیم کو سب سے زیادہ خطرہ ہمیشہ ان حکمرانوں سے ہی رہا ہے۔ رہی سہی کسر ذریعہ تعلیم "اردو ہو یا انگریزی" کی بحث نے قومی زندگی کے انتہائی اہم دس سال ضائع کر دیے۔ جس سے طبقاتی کشمکش نے جنم لیا اور ایک اعتبار سے پوری قوم اُلجھ کر رہ گئی۔ سُرخ انقلاب اور افغان جہاد کی وجہ سے فارنرز کی بھی ہمارے نونہالوں میں دلچسپی بڑھی، جگہ جگہ امریکن اور برٹش سینٹرز کھلے۔ جہاں لینگویج کم اور ثقافت کا پرچار زیادہ ہوتا تھا۔ بڑی یونیورسٹیوں میں امکانات Synthesis پر فری لیکچر ہونے لگے۔ گوروں کے ان لیکچرز کو بڑی اہمیت دی جانے لگی اور یوں کیمبرج، آکسفورڈ، اے اور او لیول کی اصطلاحات عام ہونے لگیں۔ حکمرانوں کے مطالبات صرف امداد اور ایڈ تک محدود رہے اور گوروں نے اس کے بدلے دھیرے دھیرے اپنی ترجیحات اور اصطلاحات لانی شروع کیں۔ اس میں تیزی جنرل پرویز مشرف کے زمانے میں اس وقت آئی جب امریکی وزیر خارجہ کونڈولیزا رائس نے بھی "دوست" ملک میں اپنی تعلیمی ترجیحات اور موجودہ نصاب کو تبدیل کرنے پر زور دیا۔ جماعت نہم اور دہم سے سورہ انفال کی آیات کا اخراج بھی اسی دور میں شروع ہوا۔ اور فیڈرل، پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا اور بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کی درسی کتابوں کے سرورق پر مصنفین کے ناموں میں غیر ملکی ناموں کا بھی اضافہ اسی دور میں ہوا۔

غیر ملکی اشاروں پر نصاب اور تعلیمی پالیسیوں میں ردوبدل کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ 1947 کی پہلی تعلیمی کانفرنس، 1959ء میں ایس ایم شریف کمیشن، 1970ء میں نور خان کمیشن، بھٹو کے دور میں 1972ء کی تعلیمی پالیسی جس میں تعلیمی اداروں کو قومیایا گیا۔ پھر 1978ء کی تعلیمی پالیسی جس میں ان اداروں کی نج کاری کی گئی، 1992ء، 1998ء اور 2010ء کی تعلیمی پالیسیوں میں تکرار کے ساتھ کہا گیا ہے کہ ہمارا نصاب تعلیم ایسا ہوگا جس سے اسلامی معاشرہ وجود پا سکے، ایثار و ہمدردی کے جذبات اور حب الوطنی کا جذبہ بیدار ہو۔ ایک اہم نکتے کی طرف بھی تمام پالیسیوں میں توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ صرف دینیات اور اسلامیات کے مضامین میں نہیں بلکہ اردو، معاشرتی علوم یہاں تک کہ انگریزی کے درسی اسباق کے موضوعات بھی اسلامیات سے ہم آہنگ ہوں گے۔ صد حیف نئی نصاب سازی میں اس کی طرف توجہ نہیں کی گئی یا جان بوجھ کر اس سے صرف نظر کی جا رہی ہے۔ انگریزی درسی کتاب میں نماز، وضوء اور اخلاقیات کے موضوعات حذف ہی کر دیے گئے ہیں۔

صدر ضیاء الحق کے دور میں سیکنڈری تا پوسٹ گریجویشن عربی اور مطالعہ پاکستان کے مضامین کی تدریس کا فیصلہ ہوا۔ مقامِ شکر ہے کہ ابتدائی طور پر جماعت ششم، ہفتم اور ہشتم میں عربی کی تدریس کا آغاز ہوا اور اس کیلئے اساتذہ بھی بھرتی ہوئے لیکن شاید حکمرانوں کی ترجیحات بدلنے سے اس جانب توجہ کم ہوگئی ہے۔ ایک تو ہائیر سیکنڈری اور ڈگری جماعتوں میں اس کی تدریس کا آغاز نہ ہوسکا اور عربی اساتذہ کی تربیتی ورکشاپس کا منصوبہ بھی دھرے کا دھرا رہ گیا۔ اس حوالے سے سندھ حکومت کا رویہ تو ازحد مایوس کن ہے۔ 1996ء کے بعد 2011ء میں صرف چند سو عربی اساتذہ کا تقرر کیا گیا لیکن دو سال سے زائد عرصہ ہونے کو آیا یہ اساتذہ تا حال تنخواہوں سے محروم ہیں۔ مطالعہ پاکستان کی تدریس کو جذبہ حب الوطنی اجاگر کرنے کی بنیاد قرار دیتے ہوئے جماعت ہشتم تک اس کا نام معاشرتی علوم اور جماعت نہم تا پوسٹ گریجویشن اس کا نام مطالعہ پاکستان طے کیا گیا۔ سقوطِ ڈھاکہ کے تناظر میں یہ مستحسن اقدام تھا۔ تحریکِ پاکستان میں حصہ لینے والے ہیروز بزرگوں کی لازوال جدوجہد، ناقابل فراموش قربانیوں اور مسلم لیگ کے دو قومی نظریے کو اس کا بنیادی موضوع تجویز کیا گیا۔

نصاب سازی کے اہم ترین اصولوں میں سے جامعیت لچک اور تنوع ہے۔ لیکن نہ جانے کیوں مطالعہ پاکستان کی نصاب سازی میں اس کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا یا کہ انتہائی

عجلت میں نصاب تیار کر کے درسی کتابیں چھاپ دی گئیں۔ اگر اس سے قبل تکنیکی طور پر صرف عملی آزمائش کے مرحلے یعنی تجرباتی، بنیادی اور فیلڈ آزمائش سے ہی گذار لیا جاتا تو کبھی یہ نصاب اس قدر بے جان نہ ہوتا۔ جماعت سوم تا ماسٹرز مطالعہ پاکستان کے نصاب میں ایک ہی نقطہ نظر کو شد و مد کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ تقسیم ہند کے نظریے سے اختلاف کرنیوالے اکابرین کی آراء کو کسی بھی انداز میں اس نصاب کا حصہ نہیں بنایا گیا، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی جماعتوں میں نہ سہی کم از کم ڈگری یا پوسٹ گریجویشن میں ان کے نقطہ ہائے نظر کو ضعیف انداز سے ہی پیش کر دیا جاتا تو کم از کم ایک خاکہ تو مکمل ہوتا۔

یہ نصاب کیبنٹ مشن، بہار اور پنجاب کے فسادات کے تذکرے، بانی پاکستان کے عرصہ دس سال تک کانگریس اور مسلم لیگ دونوں کی بیک وقت رکنیت، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا ابوالکلام آزاد اور شورش کاشمیری کے تذکرے سے، بالکل خالی ہے۔ موجودہ دور میں ڈاکٹر صفدر محمود کیساتھ اگر ڈاکٹر عائشہ کے اقتباسات ہی یونیورسٹی لیول کی کتابوں میں داخل نصاب ہو تو طلباء کو دوسرا نقطہ نظر سمجھنے میں سہولت ہوگی۔ یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ جانب مخالف کے نظریے کو دشمنی سمجھا جاتا ہے۔ ایک نامور ملکی یونیورسٹی میں ایم اے اردو (سال دوم) کا پورا ایک مضمون اور پرچہ "سر سید احمد خاں کا خصوصی مطالعہ" ہے۔ پورے مضمون اور پرچے میں صرف ایک ہی نقطہ نظر بیان کرنے اور لکھنے کی اجازت ہوتی ہے، سید صاحب کے متعلق دوسرے نظریے کو لکھنے اور بولنے کی قطعی اجازت تو کجا، امتحانات میں نشانات بھی منہا کیے جاتے ہیں۔

مدارس دینیہ کی طرف رُخ کرنے کے بجائے ہمیں اپنے تضادات کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ نصاب میں تبدیلی ناگزیر ہے۔ لیکن یہ تبدیلی ماہرین تعلیم کی سرپرستی میں اور دو قومی نظریہ کی بنیاد پر ہو۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد تعلیم کا موضوع صوبوں کو منتقل ہونے کے بعد تعلیم کو مزید خطرات لاحق ہو گئے ہیں، جب تک تعلیمی ایجنسی اور تعلیمی پالیسیوں میں عملی تدریس سے وابستہ ماہرین تعلیم کو شریک نہیں کیا جائے گا، مسائل اور خطرات کم نہیں ہوں گے۔

بقیہ: خیبر پختونخوا میں تبدیلی کی ایک جھلک

کاروائی کا حکم دیتی ہے تو دھرنوں کے سلسلے میں اس کے جمہوری حق سے متعلق دعووں کی نفی ہوتی ہے۔ اس صورتحال سے تنگ آ کر کچھ عرصہ قبل وزیر اعلیٰ نے اپوزیشن کی قیادت کرنے والی جے یو آئی کے رہنماؤں سے درخواست کی کہ وہ حکومت کے ساتھ مل کر اسمبلی سے ایسی قرارداد پاس کروائیں کہ جس میں خیبر روڈ پر ہر طرح کے جلسے جلوسوں پر پابندی عائد کی جائے۔ لیکن جے یو آئی کے رہنماؤں نے اس گناہ کو اپنے سر لینے سے انکار کر دیا چنانچہ اب، جہاں ایک طرف پشاور شہر میں درجنوں کی تعداد میں چیک پوسٹوں کی وجہ سے ایک گھنٹے کا فاصلہ کئی گھنٹے میں طے ہوتا ہے وہیں دوسری طرف جس وقت چاہے چند مظاہرین جمع ہو کر خیبر روڈ کو بند کر دیتے ہیں۔ حکومت بے بس اور مظاہرین بااختیار...... اس سے بڑی تبدیلی اور کیا ہو سکتی ہے؟

رحمٰن بابا نے کہا تھا کہ:

کوئے مه کنه دهل سڑی ہر لار کے

چرے مستابه دکوئی په غاړه لار شی

(ترجمہ: دوسرے کی راہ میں گڑھا نہ کھودنا کیونکہ کسی روز اس راستے سے، آپ کا گزر ہو سکتا ہے)

اب خیبر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ، رحمٰن بابا کے اس شعر کو معمولی سی تبدیلی کیساتھ خان صاحب کیساتھ گنگناتے رہتے ہیں کہ

دھرنا مه کوه دهل سڑی په لار کے

چرے مستابه ددھرنے په غاړه لار شی

(ترجمہ: کسی اور کے راستے میں دھرنا نہ دو۔ کیونکہ کسی وقت تمہارے راستے میں بھی دھرنے ہو سکتے ہیں)

اب جب رینگنگ کے غلام میڈیا کو اس تبدیلی کی کوریج کی فرصت نہیں تو اس میں تحریک انصاف یا اس کی حکومت کا کیا قصور؟ حالانکہ اس تبدیلی سے باہر کی دنیا کو آگاہ کرنے کیلئے ابھی تک وزیر اعلیٰ صاحب تین وزراء اطلاعات تبدیل کر چکے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ محکمہ اطلاعات کو یہ ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ صوبائی حکومت کے کارناموں کے اشتہارات مقامی اخبارات کی بجائے لاہور اور اسلام آباد کے اخبارات میں شائع کیا کریں۔ وجہ ظاہر ہے کہ پی ٹی آئی کی قیادت لاہور اور اسلام آباد کے اخبارات پڑھتی ہے، دوسری طرف اگلی باری کیلئے پختونخوا نہیں بلکہ پنجاب کے عوام کو متاثر کرنا مقصود ہے۔

عظیم الشان تقریب پرچم کشائی

4 فروری بمقام مین آٹو بھان روڈ نزد ڈائیو بس ٹرمینل لطیف آباد نمبر 7 میں سندھ کے سب سے بڑے پرچم کی پرچم کشائی بدست مبارک قائد سندھ مولانا راشد خالد محمود سومرو صاحب جنرل سیکرٹری JUI سندھ کرائی گئی۔ قائد سندھ کی آمد پر ان کا والہانہ استقبال فضاء نعرہ تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھی ایک من پھول کی پتیاں اہل علاقہ نے نچھاور کیں۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قائد سندھ نے کہا کہ کشمور سے کراچی تک جو پرچم کشائی مہم چل رہی ہے اس سلسلے میں سندھ میں جمعیۃ علماء اسلام کا سب سے بڑا جھنڈا لہرا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اب حیدرآباد جمعیۃ علماء اسلام کا قلعہ ثابت ہوگا اور یہاں سے حق و صداقت کے نعرے بلند ہوتے رہیں گے۔ ہم اس وطن عزیز کی سلامتی کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ قائد سندھ نے اس پروقار تقریب کے انعقاد پر جے یو آئی اور دس جماعتی اتحاد کے PS-48 لطیف آباد سے سابق امیدوار ہمایوں خان مندوخیل اور جمعیۃ علماء اسلام کے ذمہ داروں کو مبارکباد دی۔ تقریب کی اختتامی دعاء جے یو آئی سندھ کے پریس ترجمان اور ضلعی امیر مولانا تاج محمد ناہیوں نے کرائی۔ دعا کے بعد ہمایوں خان مندوخیل نے قائد سندھ اور تمام مہمانوں اور حاضرین تقریب کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں جمعیت کے دیرینہ کارکن اصغر شہید کی فاتحہ خوانی کیلئے گئے جو 2 دن پہلے ریل گاڑی کی پٹریوں پر 2 بچوں کو ریل گاڑی سے بچاتے ہوئے شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے تاہم ان کی قربانی سے بچے محفوظ رہے۔ اصغر شہید کا آبائی تعلق خیبر پختونخوا کے ضلع بنوں سے تھا۔ آخر میں ہمایوں خان مندوخیل کے آفس میں پرتکلف عصرانے کا اہتمام کیا گیا جس میں علاقہ معززین اور جمعیت کے کارکنوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر ضلعی ناظم عمومی حافظ خالد حسن دھامرہ، مہمان شاعر جمعیت حافظ منیر احمد تحصیل سرپرست، مولانا عبدالہادی بروہی، مولانا عبدالمالک بروہی، اسلم چانڈیو سابق صدر جے ٹی آئی حیدرآباد، یونٹ امیر مولانا امانت شیخ، مولانا عزیز اللہ شاہ، حافظ امام دین بروہی، مفتی خالد، قاری عمر، شکیل خان، عبیداللہ بلوچ، نعمت اللہ محسود، محمد عمران، عمر علی، امجد خان بھی موجود تھے۔

ڈی آئی خان کا بلدیاتی معرکہ

تحریر: محمد عثمان غنی اسراء

ملک بھر کی طرح صوبہ خیبر پختونخوا میں بھی بلدیاتی معرکے کا طبل بج چکا ہے۔ بلدیاتی انتخابات کی پاکستانی تاریخ یہی ہے کہ یہ ہمیشہ پاکستان میں ایک طویل عرصہ قائم رہنے والے آمرانہ ادوار میں وقوع پذیر ہوئے اور سپریم کورٹ کے حکم پر سہی، مگر یہ پہلی بار ہے کہ کسی جمہوری دور حکومت میں بلدیاتی اداروں کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ صوبے میں 2008ء سے لے کر 2013ء تک برسر اقتدار رہنے والی (عوامی نیشنل پارٹی اور پاکستان پیپلز پارٹی) کی اتحادی حکومت نے جاتے جاتے صوبے میں بلدیاتی اداروں کے قیام کے لئے قانون سازی عمل مکمل کرتے ہوئے لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013ء منظور کیا۔ اس سے پہلے صوبے میں منظم جبر واستبداد کے ذریعے ملک میں قائم جنرل مشرف کی جرنیلی حکومت کے دور کا اقتدار سے نچلی سطح کا نظام قائم تھا جو کہ 2001ء میں قائم کیا گیا اور بعد ازاں 17 آئینی ترمیم کے ذریعے اسے تحفظ فراہم کیا گیا۔

18ویں آئینی ترمیم میں بلدیاتی اداروں کے حوالے سے قانون سازی کا اختیار صوبوں کو دیا گیا تو صوبوں نے اس پر قانون سازی کی۔ 2013ء کے عام انتخابات کے بعد صوبے میں برسر اقتدار آنے والی پاکستان تحریک انصاف اور جماعت اسلامی پاکستان کی اتحادی حکومت نے مذکورہ بالا لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں ضروری ترامیم کر کے صوبے میں بلدیاتی انتخابات کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ کاغذات نامزدگی کے بعد امیدواروں کو انتخابی نشانات بھی الاٹ کر دیئے گئے ہیں اور 30 مئی کو صوبہ بھر کے 23 اضلاع میں بلدیاتی انتخابات کا عمل مکمل کیا جائے گا۔ ان انتخابات میں ضلع وتحصیل سطح کے اداروں میں نامزدگی کیلئے جماعتی جبکہ یونین کونسل میں قائم ویلج کونسل کیلئے غیر جماعتی امیدوار حصہ لیں گے۔

عام انتخابات ہوں یا بلدیاتی انتخابات ڈیرہ اسماعیل خان کو ہمیشہ ایک مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے اس کی بنیادی وجہ قومی سیاست کے انتہائی سنجیدہ کردار اور زیرک سیاستدان قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کا اس مردم خیز خطے سے تعلق ہے۔ اگر ماضی کی بلدیاتی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو 1980ء کی دہائی میں قائم بلدیاتی اداروں میں چونکہ اس وقت انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر تھے اس دو میں میونسپل کمیٹی کے چیئرمین رحمت کریم خان گنڈہ پور یا ضلع کونسل کے وائس چیئرمین حاجی عبدالرشید دھپ سمیت کئی منتخب ممبران کا سیاسی تعلق جمعیت علماء اسلام سے تھا 2001ء کے بلدیاتی انتخابات میں جمعیت علماء اسلام نے اقتدار کی نچلی سطح پر منتقلی کے نظام کی مخالفت کر کے ہونے والے انتخابات کا بائیکاٹ کیا تو جماعتی نظریاتی اہم شخصیات نے بھی اس جماعتی فیصلے کی پاسداری میں انتخابات میں حصہ نہیں لیا جبکہ 2005ء میں ہونے والے غیر جماعتی بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے کے فیصلے کے پیش نظر صوبہ بھر کی طرح ڈیرہ اسماعیل خان میں بھی جمعیۃ علماء اسلام کی حامی سیاسی شخصیات نے نہ صرف حصہ لیا بلکہ کامیابی بھی حاصل کی.

لیکن ڈیرہ میں غیر مرئی قوتوں کے اشاروں پر سابق سینیٹر وقار احمد خان الیکشن کے ایام میں لاہور سے آ کر یہاں ڈیرہ لگا لیا علاقہ کے چھوٹے گروپوں کی مفاد پرستی سے اٹھاتے ہوئے دولت کے بل بوتے پر اپنے چچا مختار احمد خان کو ضلع ناظم بنانے میں کامیابی حاصل کی۔ ان کا مقابلہ ابن مفتی محمودؒ مولانا عبید الرحمٰن سے ہوا لیکن، بہت جلد ہی جمعیۃ علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا لطف الرحمٰن نے حکمت عملی کے تحت ضلع ناظم کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی جو کہ کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور اس کے نتیجے میں جمعیۃ علماء اسلام کے حاجی عبدالرؤف (مولانا لطف الرحمٰن کے ماموں) ضلع ناظم منتخب ہوئے جبکہ حاجی ملک عبدالرشید دھپ کنونیئر اور چوہدری محمد اشفاق ایڈووکیٹ ڈپٹی کنونیئر کیلئے کامیاب قرار پائے اور بلدیاتی اداروں کے خاتمے تک ضلع ناظم رہے۔ اب موجودہ صورتحال میں جب انتخابات خالص جماعتی بنیادوں پر ہو رہے ہیں اس صورتحال میں صوبائی قیادت نے صوبے میں،، تبدیلی،، کے بخار میں مبتلاء حکومتی اتحاد کا مقابلہ کرنے کیلئے پاکستان پیپلز پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی کے ساتھ انتخابی اتحاد کا فیصلہ کیا۔ اس سہ جماعتی اتحاد نے موثر حکمت عملی اور مربوط رابطوں کے ذریعے انتخابی معرکہ مل کر لڑنے کیلئے اضلاع کی سطح پر کمیٹیاں قائم کیں۔

ڈیرہ میں اس ضمن میں کچھ عرصہ قبل قائد جمعیت کی رہائش گاہ پر سہ جماعتی اتحاد کے صدر مولانا عطاء الرحمٰن کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں ایک ورکنگ کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جس کی سربراہی جمعیۃ علماء اسلام کے قاری قاسم قریشی کو سونپی گئی۔ اس میں اے این پی، پی پی پی کی قیادت بھی شریک ہوئی اس کے بعد ایک عرصہ تک حکومت نے اس اتحاد کو خطرہ سمجھ کر صوبے میں الیکشن شیڈول کا اعلان ہی نہ کیا حالانکہ تحریک انصاف نے اقتدار میں آنے کے بعد 90 دن کے اندر بلدیاتی اداروں کے قیام کا اعلان کیا تھا۔ مگر پورے دو سال گزرنے کے بعد بھی صوبے میں سہ جماعتی اتحاد کا مقابلہ کرنے کیلئے ان کے قدم ڈگمگاتے دکھائی دیئے۔

ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں، لکی مروت اور ٹانک میں پی ٹی آئی کو امیدوار بھی نہیں مل رہے۔ کئی کئی یونین کونسلوں میں اب تک پی ٹی آئی کے کسی امیدوار نے کاغذات ہی جمع نہیں کرائے اور تحریک انصاف کے انتخابی بورڈ کے اراکین آزاد امیدواروں کو پارٹی ٹکٹ کی آفر دے رہے ہیں، اس ضمن میں حکومتی وسائل کا بے دریغ استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور سادہ لوح عوام کو مسائل کے حل کے سہانے خواب دکھا کر ان کے ضمیروں کے سودے کیے جا رہے ہیں۔

اس تمام تر کوشش کے باوجود ڈیرہ سے پی ٹی آئی کے ضلع ناظم کے ممکنہ امیدوار اور سابق ضلع ناظم کے بھائی نوابزادہ حفیظ اللہ خان علی زئی یونین کونسل چھکان میں کاغذات نامزدگی جمع کرانے میں پہلے تو لیت ولعل سے کام لیتے رہے آخر کار دم دبا کر بھاگنے میں ہی عافیت سمجھ کر راہ فرار اختیار کر چکے ہیں، یوں پہلی ہی جست میں پی ٹی آئی اپنی انتخابی حکمت عملی میں بے اثر ہو چکی ہے۔ ان کے مقابلے میں جمعیت علماء اسلام کے ضلعی نائب امیر اور سہ جماعتی اتحاد کے متفقہ امیدوار برائے ضلع ناظم کے امیدوار مولانا عبید الرحمٰن جو کہ اپنے آبائی علاقہ کی یونین کونسل وانڈہ خان محمد سے ضلع کونسل کے امیدوار ہیں، سیاسی حکمت عملی کے تحت ان کی بلا مقابلہ کامیابی کیلئے راہ ہموار کی جا رہی ہے۔ (بقیہ صفحہ نمبر 30 پر ملاحظہ فرمائیں)

کارگزاری رپورٹ دستک پروگرامات وسماجی خدمات جے یو آئی ضلع لسبیلہ

(رپورٹ: حافظ حسین احمد مدنی، ضلعی ناظم اطلاعات)

جمعیۃ علماء اسلام ضلع لسبیلہ کے ماتحت کل 2 تحصیل، 33 یونٹس میں جماعتی نظم قائم ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تحصیل حب: تحصیل حب کے امیر مولانا شاہ محمد صدیقی اور ناظم عمومی حافظ ہدایت اللہ ہیں۔ تحصیل جماعت کے علاوہ یہاں مزید 13 یونٹز قائم ہیں۔

نام یونٹ	نام امیر	نام ناظم عمومی
بھوانی	مولانا محمد سلیمان	مولانا ثناء اللہ
مفتی محمود یونٹ	مولانا نذیر احمد	مولانا خان محمد
اکرم کالونی بیروٹ	مولانا سراج احمد	جناب غلام سرور
بلوچ کالونی بیروٹ	مولانا عبدالوہاب	مولانا عبدالرشید
یونٹ الہ آباد	مولانا قادر بخش	مولانا خالدالدین
یونٹ محمودی موڑ	مولانا محمد حسین	ولی محمد لانگو
یونٹ غلام غوث	مولانا محمد اسلم	بھائی غلام قادر لانگو
یونٹ نظر چورنگی	مولانا عبدالواسع	حافظ نعمت اللہ
یونٹ حب سٹی	مولانا نذیر الحق	مولانا فضل الرحمٰن
یونٹ گلیکسی ٹاؤن	مولانا احسان اللہ	محمد شفیع مری
یونٹ امیر آباد	مولانا عزت اللہ	مولانا محمد اسماعیل
یونٹ ساکران	قاری کلیم اللہ	حافظ غلام سرور
موضع حسن پیر	مفتی رحمت اللہ	مولانا محمد رفیق

تحصیل بیلہ: یہاں تحصیل جماعت کی بھی تشکیل ہے جن امیر مولانا مفتی محمد نعیم اور ناظم عمومی بھائی محبوب علی رونجھو ہیں اس کے علاوہ اس تحصیل کے ماتحت 15 یونٹس قائم ہیں:

نام یونٹ	امیر یونٹ	ناظم عمومی
اسماعیلانی	مولانا عبدالغفور	مولانا امیر احمد
یونٹ نوتھانی	ڈاکٹر داؤد	میر محمد
روانانی بیلہ	مولانا عبدالواحد	عبداللطیف
سقیانی گوٹھ بیلہ	رحیم بخش	محمد موسیٰ
حالد گوٹھ بیلہ	محمد رفیق	محمد نواز
رجل گوٹھ بیلہ	مولوی رحیم بخش	مولوی حذب اللہ
ملکانہ گوٹھ بیلہ	مشتاق احمد	ظہور احمد
چنال دشت بیلہ	حافظ محمد صدیق	نور احمد
فاروق آباد بیلہ	مولوی عبدالواحد	مولوی فداء اللہ
جام یوسف آباد	مولوی غلام رسول	غلام مصطفیٰ
یونٹ سٹی بیلہ	مولانا محمد یونس	حافظ شاہ نواز
شاہی مسجد بیلہ	محمد رفیق	حافظ محمد اعظم
یونٹ کنڈی	حافظ عبدالصمد	غلام رسول
موریانی بیلہ	مولوی عبدالحکیم	مولوی عبدالحفیظ
بیلہ کراس بیلہ	مولوی عبداللہ	محبوب علی

ضلع میں کچھ ایسی تحصیلیں ہیں جن میں پوری تحصیل کو ایک یونٹ کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ بھی یہ ہے کہ ان تحصیلوں میں فعال اور کام کو سمجھنے والے احباب کی تعداد کم ہے اگر یہاں یونٹ زیادہ تشکیل دیں گے تو مختلف دیہاتوں میں وہ لوگ کام نہیں کر سکیں گے۔ اس بناء پر وہاں تحصیل کو ایک یونٹ کا درجہ دیا گیا ہے تاکہ کام کو صحیح طور پر چلایا جاسکے:

نام تحصیل	امیر تحصیل	ناظم عمومی
تحصیل گڈانی	بھائی محمد ابراہیم	جناب محمد صالح
تحصیل سونمیانی	مولانا شبیر احمد	بھائی محمد قاسم
تحصیل اوتھل	مفتی محمد سعید	امام بخش شاہوک
تحصیل کنراج	مولانا محمد علی	مولانا عبداللہ
تحصیل لاکھڑا ولیاری	مولانا اللہ بخش	مولانا امیر بخش

اس طرح ضلع لسبیلہ ضلعی جماعت کے ماتحت باقاعدہ 2 تحصیل جماعتیں اور 33 یونٹس قائم ہیں۔ صوبائی جماعت کی ہدایت کی روشنی میں دستک پروگرام کے ذریعے سے جن یونٹوں میں جو پروگرامات اجتماعی طور پر ہوئے۔ ان پروگرامات اور دعوت رسانی کی ترتیب کچھ یوں تھی کہ ابتداً ضلعی مجلس عاملہ کے اجلاس میں تمام تحصیلوں میں ضلعی امیر وناظم عمومی و دیگر اراکین عاملہ کے دوروں کا شیڈول تشکیل دیا گیا اور تمام تحصیلوں کو اور یونٹز کو یہ ہدایات جاری کی گئیں کہ وہ اپنے اپنے محلوں میں تین طرح کے پروگرامات کا انعقاد کرے جن سے ضلعی امیر وناظم عمومی خطاب فرمائیں گے۔

1۔ تحصیل یا یونٹ کے سطح پر ایک عوامی اجتماع ہو۔

2۔ یونٹ کے جمعیت کے کارکنوں کا کنونشن کا انعقاد ہو۔

3۔ اس علاقے کے عمائدین اور مذہبی رہنماؤں کو کوئی ٹی پارٹی یا کھانے پر دعوت دی جائے تاکہ ہر قسم کے لوگوں کے ذہنی کے مطابق بیانات ہوں اور جہاں مناسب تو ضلعی اراکین عاملہ کی تشکیلات نماز جمعہ کے خطبات کے موقع پر مختلف گوٹھوں میں کی جائیں تاکہ جمعہ کے خطبات میں لوگوں کو جمعیت اغراض ومقاصد سے آگاہ کرتے ہوئے ان کو جمعیۃ میں شمولیت کی دعوت دیجائے، چنانچہ مندرجہ بالا طریقے کے مطابق ضلعی امیر وناظم عمومی کی قیادت میں ضلعی اراکین عاملہ نے ابتدائی مرحلہ میں تمام تحصیلوں کے پروگرامات میں شرکت کی اور لوگوں کو جمعیت میں شمولیت کی دعوت دی۔ دوسرے مرحلے میں تحصیل و یونٹوں کے ذمہ داران اپنے طور پر دستک پروگرام چلاتے رہے، اور بوقت ضرورت ضلعی امیر کو بھی شرکت کی دعوت دیتے۔ اس طرح ضلعی امیر وناظم عمومی نے ہزاروں عوام اور خواص میں تقریباً سو سے زائد لوگوں کو جمعیت میں شمولیت کی دعوت دی مذہبی حوالے سے ضلع لسبیلہ کے تقریباً 85% لوگ مسلکا بریلوی ذہنیت رکھتے ہیں بالخصوص تحصیل دریجی، کنراج، اوتھل اور لیاری وغیرہ، یہاں پر کسی فرد کو جمعیت میں لانے کیلئے ابتدائی مرحلے میں عقائد کی درستگی اور علماء سے تعلق بعد پیدا کر کے بعد ازاں جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ ضلع لسبیلہ میں جام کمال خان اور سردار محمد صالح بھوتانی کی گرفت انتہائی مضبوط ہے اگر کسی کے متعلق معمولی دوسری جماعت کی طرف میلان کا شبہ ہو تو سرکاری افسروں اور پولیس کے ذریعے سے مختلف معاملات میں انتقام کا نشانہ بناتے ہیں اور وڈیروں کے ذریعے سے قبائلی تنازعات پیدا کرتے ہیں تو اسی وجہ سے لوگوں کو دوسری جماعتوں میں جانے میں مشکلات ہوتی ہیں۔ دستک پروگرام کے باوجود اگرچہ لوگوں نے ان وجوہات کی بناء پر براہ راست شمولیت کا اعلان تو نہیں کیا لیکن اس دعوت اور ان کے وہاں جانے سے یہ فرق ضرور پڑا ہے کہ جو لوگ جو ہمارے ساتھ بیٹھنا گوارا نہیں کرتے تھے اب کافی مانوس ہوئے اور اپنی مشکلات کے حوالے سے جماعت سے رجوع کر لیتے ہیں۔ (باقی آئندہ شمارے میں)

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل رائیونڈ کے زیر اہتمام تاریخی تحفظ مدارس و مساجد کانفرنس

(مراسلہ: حافظ مسرور حسن ضیاء ناظم اطلاعات) جامعہ اسلامیہ باب العلوم مسجد علی المرتضی نزد تبلیغی مرکز رائیونڈ میں مورخہ 4 اپریل بروز ہفتہ سالانہ پروگرام ختم بخاری و محفل حمد ونعت منعقد ہوا، جس کی پہلی نشست بعد نماز مغرب تا عشاء جمعیۃ علماء اسلام تحصیل رائیونڈ کے زیر اہتمام تحفظ دینی مدارس ومساجد کانفرنس کے نام سے موسوم تھی، اس کانفرنس سے مہمانان خصوصی ڈپٹی چیئرمین سینٹ فخر جمعیۃ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب اور قائم مقام جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام مولانا محمد امجد خان نے خطاب کیا۔ جمعیۃ علماء اسلام تحصیل رائیونڈ کے اراکین نے اس کانفرنس کی تیاری اور کامیابی کیلئے شب وروز محنت کی، پورے علاقہ بالخصوص رائیونڈ سٹی کو پرچم نبوی، بینرز اور فلیکس کے ذریعے سجایا گیا۔ مولانا عبدالغفور حیدری اور انکے رفقاء نے عصر کی نماز جامعہ مدنیہ جدید میں ادا کی جہاں جمعیۃ علماء اسلام رائیونڈ کے سرپرست اعلیٰ اور ادارہ ہذا کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا سید محمود میاں سے ملاقات کی، جامعہ مدنیہ جدید سے جلسہ گاہ تک مولانا عبدالغفور حیدری اور انکے رفقاء کو جلوس کی شکل میں شہر لایا گیا جہاں انجمن تاجران تبلیغی مرکز رائیونڈ نے استقبال کیا۔ اسٹیج پر جب قائدین پہنچے تو کارکنوں نے نعروں اور پھولوں سے والہانہ استقبال کیا۔ اسٹیج پر دیگر مہمانان گرامی پروفیسر ابوبکر چوہدری، مولانا حاجی عبدالغنی، مولانا عبدالسبحان، قاری محمد ابراہیم، حافظ غضنفر عزیز ناظم اطلاعات ضلع لاہور، چوہدری عبدالقدیر گجر ناظم مالیات لاہور، ضلعی رہنما مولانا محمد حسین، مفتی خلیل الرحمٰن امیر جے یو آئی تحصیل رائیونڈ، مولانا محمد اسماعیل قاسمی نائب امیر، قاری کلیم اللہ، مولانا محمد رفیق شاہد، مولانا مسعود الحسن جمال، حافظ محبوب حسن، حافظ عبدالرحمٰن ضیاء تاجر برادری سمیت مختلف جماعتوں کے رہنما موجود تھے۔ شعبہ انصار الاسلام کے منتظمین مولانا خلیل الرحمٰن مدنی، مولانا لیاقت علی اور جمعیۃ طلباء اسلام کے ذمہ داران حافظ محمد اقبال، حافظ نور اللہ اور انکی ٹیم نے انتہائی ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جلسہ گاہ کو منظم رکھا۔ اسٹیج کے فرائض راقم (حافظ مسرور حسن) نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد حافظ عمر فاروق نے ''جمعیۃ کا پرچم شریعت کا پرچم،، نظم پڑھی تو ایک سماں بندھ گیا۔ حضرۃ مولانا محمد امجد خان نے اپنے مخصوص انداز میں مجمع کو گرماتے ہوئے کہا کہ تاریخ گواہ ہے کہ جمعیت کے اکابر نے پاکستان بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا ہم اپنے اکابرین کی اس نشانی کی حفاظت کریں گے۔ حضرۃ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ عالمی استعمار کا ایجنڈا ہے کہ سعودی عرب کو حالت جنگ میں الجھا کر عدم استحکام کا شکار بنادیا جائے، امت مسلمہ بالخصوص پاکستان اور ترکی جیسے ترقی یافتہ ممالک کو سوچنا ہوگا کہ اس سازش کو کس طرح ناکام بنایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اہل مدارس مطمئن ہوکر اپنا کام کریں ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کی باتیں کرنے والے ناکام ہوں گے، میرے اس عہدے پر ہوتے ہوئے اس طرح کا قانون بنے اور ہم بے غیرت بن کے بیٹھے رہیں، ایسا ہو نہیں سکتا۔ ناموس رسالت پر اس طرح کی لاکھوں کرسیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔ مولانا محمد یوسف جام ناظم عمومی جے یو آئی تحصیل رائیونڈ نے پروگرام کے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور پروگرام کی مختلف انتظامی کمیٹیوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کی دعائے خیر پر مجلس اختتام کو پہنچی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جمعیت علماء اسلام تحصیل کلور کوٹ ضلعی بھر کی کارکردگی

(مراسلہ: محمد اسلم قریشی، تحصیل ناظم اطلاعات) جمعیۃ علماء اسلام تحصیل کلوڑ کوٹ کی رکن سازی کی تکمیل کے بعد تنظیم سازی مکمل ہوئی جس میں تحصیل کیلئے مولانا عطاء الرحمٰن اور حاجی احمد خان بالترتیب امیر اور جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے دونوں کی مشاورت سے مجلس عاملہ کی تشکیل ہوئی۔ سٹی کلور کوٹ کیلئے بالترتیب حاجی محمد عاقل اور مولوی عبدالمتین بلا مقابلہ امیر اور جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ تنظیم سازی مکمل ہونے کے بعد ایک بھرپور اجلاس الجمعیۃ ہاؤس کلور کوٹ میں منعقد ہوا، جس میں مولانا صفی اللہ امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع بھکر نے خصوصی شرکت فرمائی۔ یہ اجلاس اسلئے اہم تھا۔ کہ اس میں کئی معزز شخصیات نے جے، یو، آئی میں شرکت اختیار کی۔ اجلاس کے فیصلہ کے مطابق مجلس شوری اور عاملہ کے اجلاس تحصیل کے مختلف مقامات پر ہوئے اور سب سے اہم اجلاس جنڈانوالہ میں ہوا جس کی میزبانی مولانا محمد یوسف ناظم عمومی ضلع بھکر نے کی۔ اسکے بعد مجلس شوری کا اجلاس مولانا خالد کی سرپرستی میں جامع مسجد اڈے والی میں منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا عطاء الرحمٰن نے فرمائی۔ جمعیۃ علماء اسلام تحصیل کلور کوٹ کی شوری اور مجلس عاملہ کا اہم اجلاس مدرسہ ابو ہریرۃ میں منعقد ہوا تربیتی خطاب مولانا صفی اللہ امیر ضلع بھکر نے کیا اور میزبان کے فرائض شیر رسول اور حافظ سیف اللہ صاحبان نے فرمائی۔ حافظ سلطان احمد مرحوم کی وفات کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک تعزیتی پروگرام الجمعیۃ ہاؤس کلور کوٹ میں منعقد ہوا، مہمان خاص علامہ سید عبدالمجید ندیم شاہ تھے۔ اس موقع پر شاہ صاحب نے جمعیۃ علماء اسلام کی پرچم کشائی فرمائی۔

جمعیت علماء اسلام تحصیل کلوڑ کوٹ نے مرکز اور صوبائی قیادت کے فیصلہ کے مطابق مختلف موقع پر مظاہروں کا اہتمام بھی کیا اور قائد جمعیت پر حملہ کے خلاف تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو شامل کے ہڑتال اور جلوس کا اہتمام کیا۔

الجمعیۃ ہاؤس کلوڑ کوٹ میں تربیتی کنونشن منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالحکیم اکبری صاحب نے فاضلانہ خطاب فرمایا اور کارکنوں کی تربیت فرمائی۔ آخری کنونشن جمعیت علماء اور جے ٹی آئی کے زیر اہتمام مدرسہ رحیمیہ حسینیہ میں ہوا جس میں جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظم چوہدری شہباز احمد گجر ایڈوکیٹ اور مولانا صفی اللہ نے تربیتی کنونشن سے خطاب کے بعد الجمعیۃ ہاؤس میں پرہجوم پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا اور صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ پریس کانفرنس میں جے یو آئی کے رہنماؤں مولانا صلاح الدین، حاجی احمد خان، حاجی محمد عاقل، حافظ محمد اسلم قریشی کے علاوہ صوفی محمد شریف و دیگر مذہبی اور سیاسی رہنماؤں نے بھی شرکت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کی صورت میں آسمان سے رسول اللہ ﷺ پر قانون شریعت اتارا ہے۔ یہ قانون اور یہ نظام اسلام انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے، اس قانون کو امت تک پہنچانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے بطور معلم رسول اللہ ﷺ کو بھیجا، آپ ﷺ اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو یہ قانون شریعت سمجھا دیا۔ صحابہ کرامؓ اس امت کے سب سے بڑے محسن تھے، کیونکہ انہوں نے اس قانون کو اپنے بعد آنے والے تابعین اور انہوں نے تبع تابعین کے حوالے کیا۔ چنانچہ اس وقت سے آج تک الحمدللہ یہ قانون شریعت زندہ وتابندہ ہے اب یہاں تین چیزیں ضروری قرار پائیں۔ (۱) قانون اسلام (۲) اس کے سمجھنے والے علماء کرام (۳) مساجد ومدارس یعنی اس قانون شریعت کی تعلیم گاہیں۔ یہ تین چیزیں اسلئے ضروری ہوئیں کہ قانون کیلئے ماہرین چاہیے اور ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث کے قوانین کو علماء ہی سمجھتے ہیں۔ اب سمجھنے اور سمجھانے کیلئے ایک ایسے مرکز اور تربیت گاہ کی ضرورت ہے جہاں بیٹھ کر اس قانون کی تشریح وتوضیح کی جائے اور وہ جگہ مسجد یا مدرسہ ہے لہٰذا قانون اسلام وقانون قرآن کے سمجھنے اور سمجھانے کیلئے مدارس کا ہونا انتہائی ضروری ہوا۔ سب سے پہلا مدرسہ جو اسلام میں قائم ہوا وہ مکہ مکرمہ میں دارارقم کے نام سے ایک صحابیؓ کے گھر میں قائم ہوا جہاں حضور ﷺ اپنے ساتھیوں کو قرآن عظیم سمجھایا کرتے تھے۔ پھر اس سے ذرا نمایاں مدرسہ سب سے پہلے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے جلو میں صفہ کے نام سے قائم ہوا جہاں مختلف اوقات کی مناسبت سے کم وبیش صحابہ کرامؓ قانون شریعت سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ اسکے بعد اس امت کے علماء نے دنیا کے مختلف حصوں میں مساجد و مدارس کا بڑے پیمانے پر اہتمام کیا کوفہ، شام، مصر میں صحابہؓ نے مدارس قائم کئے اور پھر فقہاء کرام نے مدارس کھولے اور موجودہ دور میں تمام مدارس صفہ کے مدرسے کے شاخیں ہیں جہاں پر حضور ﷺ کے وارث یعنی علماء کرام قرآن وحدیث کی تعلیم دے رہے ہیں۔ لیکن افسوس ناک صورتحال یہ ہے کہ اسلام کے مقدس نام پر حاصل کئے گئے ملک پاکستان کے حکمرانوں نے ہر دور میں مدارس کو شک کی نگاہ سے دیکھا ہے اور بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر مدارس کو بند کرنے اور ختم کرنے کی کوششیں کیں۔ حکومت کہتی ہے مدارس میں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ یہ مدارس بہت بڑی تحریک ہیں، ان کی ابتدا صفہ کے مدرسے سے ہوئی تھی، یہ وہ مراکز ہیں جن کو محمد ﷺ کے چشمہ صافی سے پانی ملا ہے۔

آج جو مدارس میں پڑھایا جاتا ہے، وہ آخرت کی فلاح پر مبنی ہے۔ یہاں دنیا کی کوئی معاشیات نہیں پڑھائی جاتیں۔ لیکن آج مدارس والوں کو تنگ کیا جارہا ہے، علماء کرام وطلباء کو حراساں کیا جارہا ہے اور مدارس پر چھاپے لگا کر لوگوں کے دلوں میں مدارس کے خلاف نفرت ڈالی جارہی ہے، مدارس کو بدنام کیا جارہا ہے تاکہ لوگ اپنے بچوں کو مدارس میں داخل نہ کریں اور معاشرے میں مدارس کا اعتماد ختم ہوجائے لیکن جتنی سازشیں کی جارہی ہیں الحمدللہ مدارس پر اعتماد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ الحمدللہ ہر سال ملک پاکستان کے مدارس دینیہ سے ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام حفاظ عظام فارغ ہورہے ہیں اور آگے دین کے کام کو پھیلا رہے ہیں۔ یہ تعداد ایسے زمانے میں تیار ہورہی ہے جبکہ ان کے مدمقابل پوری دنیا کفر کی طاقتیں میدان میں آچکی ہیں اپنی پوری طاقت وقوت کیساتھ۔ آج اگر کوئی یہ سمجھتا ہے اور اس کی یہ سوچ ہے کہ ہم اپنی قوت و طاقت اور اپنے ظلم وستم سے پیغمبرؑ کے متبعین کو ختم کردیں گے تو یہ ان کی بھول ہے۔ میرے پیغمبر ﷺ کے نام لیوا مدارس کے درویش موجود ہیں جن کے دلوں پر دنیائے کفر کا کوئی خوف نہیں ہے۔ یہ مغرب اور مغرب کی تہذیب کے غلاموں سے نہیں ڈرتے۔ ان کے دل میں محمد ﷺ کی محبت ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ تعلیم کا سلسلہ جاری رہے گی قیامت تک۔ دنیا جتنی بھی سازشیں کریں لیکن اسلام پر حرف تک نہیں آئے گا۔ ان شاء اللہ

بقیہ: اداریہ...... عدالتی کمیشن

عدالتی کمیشن کے سوالنامے کے بعد جناب عمران خان کا یہ بیان سامنے آیا ہے کہ ثبوت تھیلوں کے اندر ہیں، ساٹھ حلقوں میں ووٹوں کے تھیلے کھولے جائیں تو دھاندلی کے ثبوت اور سوالنامے کے جوابات آجائیں گے۔ اس کے ردعمل میں وفاقی وزیر اطلاعات اور وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ دھاندلی کے ثبوت اگر ووٹوں کے تھیلوں میں ہیں تو خان صاحب اب تک کیا اکٹھے کرتے رہے؟ اصولی طور پر تو عدالتی کمیشن کوئی عدالت نہیں بلکہ یہ حقائق طشت ازبام کرنے والا فورم ہے۔ البتہ اس کی رپورٹ سے سیاست کا رخ ضرور تبدیل ہوگا۔ خاص طور پر اگر منظم ثابت ہوجائے تو...... لیکن اب تک کی کاروائی میں ایسے ٹھوس شواہد کی کمی شدت سے محسوس کی جارہی ہے جن کو فیصلہ کن قرار دیا جاسکے۔ بہرحال کمیشن کی پٹاری جب کھلے گی تو کھلبلی مچے گی۔ فی الوقت دونوں جماعتوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کیخلاف الزام تراشی کی بجائے جو بھی کہنا ہے عدالتی کمیشن کے سوالنامے کے جواب میں کہیں تاکہ اس ابہام سے نکالا جاسکے کہ ''منظم دھاندلی'' ہوئی ہے یا نہیں؟

جے یو آئی تحصیل لعل قلعہ کا مشترکہ اجلاس

15 مارچ بروز اتوار جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لعل قلعہ کی مجلس شوریٰ وعاملہ کا مشترکہ اجلاس زیر صدارت امیر تحصیل لعل قلعہ مولانا وزیر زادہ حقانی منعقد ہوا۔ تلاوت کی سعادت قاری امان اللہ نے حاصل کی۔ مولانا وزیر زادہ نے اجلاس کا ایجنڈا پیش کیا۔ ۱: بلدیاتی انتخابات کی تیاری وطریقہ کار۔ ۲: یونین کونسل کی کارگزاری۔ بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے مولانا عبداللہ اظہار رائے کرتے ہوئے فرمایا کہ عام انتخابات میں ہم نے ایڈجسٹمنٹ کی تھی جس کا تاثر صحیح نہیں تھا اسلئے اپنی جماعت کی حیثیت انتخاب میں حصہ لینا چاہیے، ناظم مالیات صدرالدین نے کہا کہ ویلج کونسل میں کسی بھی پارٹی کیساتھ اتحاد کے حق میں نہیں ہوں۔ مولانا حسین الرحمٰن اور قاری سمیع الدین نے کہا کہ آئندہ انتخاب میں اتحاد نہ کیا جائے تو صحیح ہوگا۔ ڈاکٹر سید گوہر شاہ ناظم اطلاعات نے کہا کہ کارکن حوصلہ بلند رکھیں اور اپنی حیثیت سے انتخاب لڑیں۔

صوبائی ناظم عمومی مولانا راشد محمود سومرو کا تنظیمی دورہ ضلع بدین

(مراسلہ: محمد عثمان پٹھان ،نمائندہ الجمعیۃ) جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم عمومی مولانا راشد محمود سومرو ایک روزہ تنظیمی دورہ پر بدین پہنچے۔ مدرسہ اشرف العلوم فاروقیہ میں ناشتہ کرنے کے بعد تحصیل ٹنڈو باگو کے سالار محمد عرس کے والد کی وفات پر ان سے تعزیت کرنے کے بعد کھمباچوک پر پرچم کشائی کی۔ وہاں سے گاڑیوں کے جلوس میں کڈھن شہر پہنچے جہاں ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں مدارس کے کردار پر روشنی ڈالی اور حکمرانوں کو خبر دار کیا کہ مدارس کے خلاف سازشوں سے باز آ جائے۔ بعد ازاں مولانا اللہ بخش نوتیار کے مدرسہ میں پریس کانفرنس کی۔ ضلعی مجلس عمومی، تمام تحصیلوں کی مجالس عمومی اور ضلع بھر کے یونٹوں کے مجلس عاملہ کے مشترکہ اجلاس میں شرکت کی اور تحصیل کے ذمہ داروں سے تحصیلوں کی رپورٹ لی۔ اور دو اپریل کو ہونے والی ریلی میں شرکت کی دعوت دی۔ وہاں سے دارلعلوم سعدیہ بدین میں جمعیت کے رہنماء مولانا غلام علی گو پانگ کی وفات پر ان کے بیٹوں مولانا عبدلوالی مولانا عبد العلیم ،مفتی عبد الغنی (امیر تحصیل بدین) مولانا عبد الجلیل سومرو، مولانا عبدالخالق سے تعزیت کی اور مرحوم کی خدمات کی سراج تحسین پیش کی بعدازاں پریس کانفرنس بھی کی۔ وہاں سے ٹنڈو غلام علی میں مولانا خان محمد پٹھان کی دعوت پر ماسٹر عتیق الرحمٰن سونگی کے ہاں ٹی پارٹی میں پہنچے۔ اس دورے میں ضلعی رہنما مولانا خان محمد جمالی ،مولانا فتح محمد میمیری، حافظ زبیر احمد میمن، حافظ عبدالواحد کھٹی ،مولانا عبد الواحد منگریو، مولانا عبدالعلیم ،مولانا جمالدین زنور، مولانا گل حسن زنور، مفتی الغنی گوپانگ بھی ان کے ہمراہ رہے۔

☆...... جمعیۃ علماء اسلام ضلع بدین کے امیر مولانا خان محمد جمالی ،مولانا فتح محمد میمیری نے تحصیل ماتلی کا تنظیمی دورہ کیا تحصیل ماتلی کے امیر مولانا گل حسن زنور اور ناظم عمومی حافظ لعل محمد پھل انکے ساتھ تھے۔ انہوں نے ماتلی سٹی یونٹ ،گوٹھ محمد یوسف پھنور یونٹ ،ماہان تالپور یونٹ نیو مبالو، گوٹھ جان محمد لغاری (ڈابھی) ٹنڈ و غلام علی یونٹ ، پیروز لغاری، گھنو لغاری، سومرو لغاری کے یونٹوں کا دورہ کیا، تنظیمی رکارڈ چیک کیا اور عموی کے اجلاسوں سے خطاب کرتے ہوئے دو اپریل کو ہونے والے ڈویژنل پروگرام کی دعوت دی۔ اور تمام یونٹوں نے اس پروگرام میں بھرپور شرکت کا وعدہ کیا۔

☆...... جمعیۃ علماء اسلام ضلع بدین کی مجلس عاملہ اور تمام تحصیلوں کی مجالس عاملہ کے مشترکہ اجلاس قطر مسجد بدین میں مندرجہ ذیل فیصلے ہوئے۔ (۱) ہر ماہ کے پہلے اتوار کو ضلعی عاملہ اور تحصیلوں کی عاملہ کے اجلاس ضلعی ہیڈ کواٹر میں ہوگا۔ (۲) حالات کی نزاکت کے پیش نظر ضلعی سطح کے رہنماؤں کی آل پارٹیز کانفرنس ہوگی۔ بعدازاں ضلعی عہدیداروں اپنے شعبہ کے تحصیل عہدیداروں سے نشست کی اور اپنے شعبہ کے بارے میں مشاورت اور کام تیز کرنے کی حدایات جاری کیں بعدازاں اجلاس میں کارگزاری پیش کی۔

☆...... جمعتہ علماء اسلام تحصیل ماتلی کے یونٹوں کے نظماء اطلاعات اور نظماءِ مالیات کا مشرکہ اجلاس تحصیل امیر مولانا گل حسین رکنوں کی صدارت میں دارالعلوم تعلیم اسلام ٹنڈو غلام علی ہوا۔ تحصیل ناظم اطلاعات محمد عرفان بھٹی اور ناظم عزیز الرحمٰن نے اپنے اپنے شعبہ کے بارے میں ساتھیوں سمیت مشورے دیے اور کام کے طریقے کار سے آگاہ کیا۔

☆...... جمعیۃ علماء اسلام تحصیل گولاڑچی کی مجلس عاملہ کا دستوری اجلاس مقررہ وقت پر نہ ہونے کی وجہ سے مجلس عاملہ کالعدم ہوگئی تھی، جس کی وجہ سے دوبارہ انتخاب کیلئے مجلس عمومی کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اکثریت رائے سے مولانا محمد ابراہیم صدیقی امیر اور مولانا جماالدین زنور بھاری اکثریت سے ناظم عمومی منتخب ہوئے۔ بعدازاں مشاورت سے درج ذیل عاملہ تشکیل پائی۔ سرپرست حافظ عبدالواحد کھٹی۔ نائب امیر اول مولانا عبد الجلیل میمیری ،دوم مولانا محمد کھٹی، ناظم عبد الرشید فاصخیلی ،ناظم اطلاعات علی محمد مری ناظم مالیات مولانا عطا اللہ جتوئی، سالار نجم الدین کوریجو۔

☆...... جے یو آئی یونٹ ٹنڈو غلام علی کا اجلاس مدرسہ دارالعلوم تعلیم الاسلام ٹنڈو غلام علی میں منعقد ہوا، مہمان خصوصی ضلعی امیر مولانا خان محمد جمالی، ناظم عمومی مولانا فتح محمد میمیری، تحصیل امیر مولانا گل حسن، ناظم عمومی حافظ لعل محمد پھل تھے۔ انھوں دو اپریل کو ہونیوالی ریلی کی اہمیت پر خصوصی خطاب کیے اور شرکا نے ریلی میں بھرپور شرکت کا عزم کا اظہار کیا۔

یوسی قیاس آباد میں سیرت النبی کانفرنس

(مرتضٰی حیدری سے) جمعیۃ علماء اسلام یوسی قیاس آباد بھیو ضلع کشمور کے زیر اہتمام عظیم الشان سالانہ سیرت النبیؐ و شہید اسلام ڈاکٹر خالد محمود سومروؒ کانفرنس منعقد ہوئی، صدارت مفتی عبدالرحیم پٹھان نے کی۔ صوبائی سیکرٹری جنزل مولانا راشد خالد محمود سومرو، مولانا سید امیر زمان ایم این اے، مفتی محمد سلیم شاہ، حافظ محمد نعیم ،مولانا محبوب الرحمٰن قریشی، حافظ زین العابدین جلالی، مفتی سعود افضل ہالیجوی، مفتی محمد طاہر ہالیجوی، مولانا عبدالمجید بھیو، مولانا اسد اللہ بھیو کے علاوہ مقامی علماء کرام نے خطاب کیا کانفرنس میں بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے علامہ راشد محمود سومرو نے کہا کہ شہید اسلام علامہ خالد محمود سومروؒ نے ناموس رسالت، شعائر اسلام اور دینی مدارس کے تحفظ کیلئے جدو جہد کی جس کی وجہ سے ان کو شہید کیا گیا مگر آج سندھ کا بچہ بچہ شعائر اسلام کے تحفظ کیلئے ڈاکٹر خالد محمود سومرو بن چکا ہے انہوں نے کہا کہ فرزندان سندھ اب جے یو آئی کے پلیٹ فارم پر متحد ہو چکے ہیں اور آئندہ الیکشن میں کراچی سے لیکر کشمور تک جے یو آئی کے امیدوار کھڑے ہوں گے۔ ایم این اے مولانا سید امیر زمان نے کہا کہ جے یو آئی پورے ملک میں ایک بڑی سیاسی قوت بن چکی ہے۔ بعد میں دعا خیر مفتی محمد طاہر ہالیجوی نے فرمائی مرتضٰی حیدری نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

جے یو آئی لنڈیواہ ضلع لکی مروت کے انتخابات

(ذبیح اللہ مروت سے) جے یو آئی (یوسی) لنڈیواہ لکی مروت کے انتخابات تحصیل امیر احمد شاہ قریشی کے زیر صدارت بمقام حافظ عبدالقیوم کے مدراسے پر منعقد ہوئے جس میں بھاری اکثریت سے مولانا غلام جلیل امیر جبکہ بھائی احمد علی جنزل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ بعد میں امیر اور جنزل سیکرٹری نے باہمی مشاورات سے مجلس عاملہ مکمل کی۔ سینئر نائب امیر مولانا محمد الیاس، نائب امیر اول مفتی عثمان ڈپٹی جنزل سیکرٹری مولانا قاضی ثناء اللہ، جوائنٹ سیکرٹری عرفان اللہ ناظم مالیات مولانا صفدر علی شاہ معاون مالیات محمد غلام پریس سیکرٹری مولانا ذبیح اللہ سالار مولانا محمد طاہر سرپرست اعلیٰ حافظ عبدالقیوم چنے گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ضلع خیر پور کی مجلس عمومی کے اجلاس کی کارگزاری

(مراسلہ: مولانا محمد رمضان پھلپوٹو) جے یو آئی ضلع خیر پور میرس کی مجلس عمومی کا دستوری اجلاس 19 اپریل کو ضلعی امیر مولانا میر محمد صاحب کی صدارت میں ہوا۔ مہمان خصوصی جانشین قائد سندھ، حضرت مولانا راشد محمود سومرو سیکرٹری جنرل JUI سندھ تھے۔ پہلی نشست میں، تحصیل گمبٹ کے رہنما مولانا سید احمد شاہ بخاری آف رپڑی، مولانا فضل اللہ پھلپوٹو سائیں عبداللہ شیخ، مولانا عبدالشکور پھل نے تربیتی خطاب کیے اختتامی خطاب مہمان خصوصی مولانا راشد محمود سومرو نے کیا۔

<u>ضلعی کارگذاری رپورٹ</u>: علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی شہادت پر پورا سندھ بلکہ پورا پاکستان سراپا غمگین تھا، سارے راستے احتجاجی دھرنوں و مظاہروں سے بھرے پڑے تھے۔ ضلع خیر پور کے کارکنوں نے شہادت کے دوسرے دن ضلع خیر پور میں چار جگہوں سے نیشنل ہائی وے صبح 9 بجے تا شام پانچ بجے تک مکمل طور پر بلاک کر کے احتجاجی دھرنے دیئے گئے اسکے بعد مرحلہ وار ضلع خیر پور کے مختلف شہروں میں کامیاب احتجاجی مظاہرے، ہڑتالیں اور جلوس نکالے گئے۔ اس کے علاوہ اب تک ضلعی جماعت کی جانب سے کل نو سرکیولر نکالے گئے ہیں جبکہ ضلعی شوریٰ کے اراکین کی مجموعی تعداد ۵۷ ہے۔

<u>شعبہ اطلاعات</u>: ضلعی شعبہ اطلاعات فعال ہے موجودہ دورانیہ میں کل ۱۳۱ اخباری بیانات جاری کئے گئے، ۲۷ بیانات شائع ہوئے۔ ضلع خیر پور میں کل ۲۶ رضا کار ہیں جو کہ باوردی ہیں اور ضلع بھر کے جماعتی پروگراموں میں ڈیوٹیاں سرانجام دیتے ہیں۔ ضلع خیر پور کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ صوبائی دفتر کے فنڈ کے سلسلہ میں شہید اسلام علامہ خالد محمود سومروؒ کو ایک لاکھ انیس ہزار روپے پیش کئے تھے جو کہ صوبہ بھر میں ایک ریکارڈ تھا صرف ضلع لاڑکانہ نے ہم سے پہلے فنڈ دیا تھا، دوسرے نمبر پر ضلع خیر پور تھا جس پر خوشی کا اظہار شہید اسلامؒ نے آخری صوبائی سرکولر میں بھی کیا تھا۔ حسب استطاعت جماعتی کارکنوں کے کام کرنے کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ مدارس کے رجسٹریشن کے حوالے سے خدمات سرانجام دی ہیں ضلعی سیکرٹری جنرل مولانا محمد رمضان پھلپوٹو نے بغیر کسی شرائط کے ضلع خیر پور کے کئی مدارس کی رجسٹریشن کروائی۔

ضلعی ناظم عمومی مولانا محمد رمضان پھلپوٹو نے اجلاس کے انتظامات کو احسن طریقے سے ادا کرنے کیلئے دو کمیٹیاں تشکیل دیں۔ (۱) مولانا احسان اللہ گھمبیر کی سرپرستی میں طعام، اور پانی وغیرہ کیلئے مولانا محمد عرفان میمن، مولانا نظام الدین گھمبیر اور مولانا ثناء اللہ جمالی پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی نے حسن انتظام سے سارے کام سرانجام دیئے جبکہ میزبانی اور خورد و نوش کے انتظامات تحصیل خیر پور نے انجام دیئے، جس پر تحصیل امیر استاد عبید اللہ سولنگی اور ان کی عاملہ خراج تحسین کی مستحق ہے۔ دوسری کمیٹی مولانا شمس الحق لاشاری کی سرپرستی میں جے ٹی آئی ضلع خیر پور کے کنوینز حافظ محمد ارشد کھوڑو اور محمد ابراہیم لاشاری پر مشتمل تھی اس کمیٹی نے پرچیاں جاری کرنے کا کام سرانجام دیا۔ جبکہ اجلاس کی سیکورٹی کیلئے ضلعی سالار مولانا حبیب اللہ پھلپوٹو کی سربراہی میں ضلع خیر پور کے چاق و چوبند باوردی رضا کاروں نے اپنی ڈیوٹی تندہی سے ادا کی۔

جے یو آئی تحصیل بابا کوٹ کی مجلس عاملہ کا اجلاس

جے یو آئی تحصیل بابا کوٹ کی مجلس عاملہ کا اجلاس زیر صدارت تحصیل امیر منعقد ہوا۔ آغاز حافظ محمد رمضان کی تلاوت سے ہوا۔ اجلاس میں بالائی جماعت کا سرکولر پڑھ کر سنایا گیا۔ امیر صاحب نے ایجنڈے پر روشنی ڈالی اور پیغام امن کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر تمام ڈویژن خاص کر ضلع نصیر آباد کے امیر و دیگر عاملہ و کارکنوں کو مبارکباد پیش کی۔

فیصلے: (۱) تحصیل بابا کوٹ کی مجلس عمومی کا اجلاس 30 اپریل کو گوٹھ شریف آباد میں منعقد کیا جائیگا۔ (۲) تمام یونٹوں کے امراء کا اجلاس 23 اپریل کو گوٹھ حیدر آباد میں منعقد ہوگا۔ (۳) یونٹوں کے ذمہ داران کو ہدایت کی گئی کہ پیغام امن کانفرنس کی مد میں بقایا رقم، دستوری فیس 30 اپریل کی عمومی کا اجلاس میں ضرور جمع کریں۔ (۴) بالائی جماعت کی طرف سے تحصیل بابا کوٹ کیلئے میڈیکل فنڈ میں دو لاکھ اور تعلیم کی مد میں دو لاکھ مختص کیا گیا تھا، اس کو یونٹوں پر تقسیم کر دیا گیا۔

(۱) یونٹ توحید آباد اسلام آباد رسول آباد ایک لاکھ نوے ہزار۔ (۲) یونٹ شریف آباد ایک لاکھ دس ہزار۔ (۳) یونٹ رحیم آباد پچاس ہزار۔ (۴) یونٹ کوٹ پلیانی نمبر ۱ اور نمبر ۲ تیس ہزار۔ (۵) یونٹ کنڈا خوشحال بیس ہزار۔

جے یو آئی ضلع ڈیرہ غازیخان کی عمومی کا اجلاس

19اپریل کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع ڈیرہ غازیخان کی مجلس عمومی کا اجلاس زیر صدارت ضلعی امیر مولانا جمال عبدالناصر، زیر نگرانی ضلعی ناظم عمومی ملک فیض محمد ایڈووکیٹ منعقد ہوا۔ اجلاس میں دینی مدارس اور اہل مدارس کیخلاف یکطرفہ حکومتی کاروائیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا، گرفتار علماء اور اراکین کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا اور ڈپٹی چیئرمین سینٹ مولانا عبدالغفور حیدری کے دورہ کو کامیاب بنانے ،مدرسہ تعلیم القرآن رتیڑہ کے سالانہ جلسہ میں حضرت حیدری کی شرکت، تحصیل تونسہ کا دورہ اور ڈیرہ غازیخان آمد کے پروگرام بھی ترتیب دیئے گئے ۔بلدیاتی انتخابات میں بھرپور شرکت کا فیصلہ کیا گیا اور مطالبہ گیا کہ حکومت پنجاب تحصیل تونسہ کو آفت زدہ قرار دیکر متاثرہ علاقوں کے کسانوں کی مالی معاونت کرے۔ اجلاس میں ڈپٹی چیئرمین سینٹ مولانا عبدالغفور حیدری کو مبارکباد اور قائد جمعیۃ کے سیاسی تدبر پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اجلاس میں ضلعی امیر مولانا جمال عبدالناصر اور ضلعی مجلس عاملہ کو ضلع بھر میں تھانہ سطح سے لیکر تحصیل سطح تک انتہائی کم وقت میں تحفظ مدارس کنونشنز کے بھرپور انعقاد پر مبارکباد دی گئی۔ آخر میں قاری محمد طاہر جلبانی ضلعی ناظم ڈیرہ کی دادی محترمہ کے انتقال، قاری محمد اسماعیل کھلول کے بھتیجے کے بے رحمانہ قتل مولانا محمد عاشق کے بیٹے کی وفات پر دعائے مغفرت کی گئی۔

سالانہ جلسہ مدرسہ تعلیم القرآن رتیڑہ:

17اپریل کو ضلعی امیر مولانا جمال عبدالناصر آٹھ رکنی وفد جس میں قاری محمد طاہر جلبانی بھی ہمراہ تھے، مدرسہ تعلیم القرآن رتیڑہ کا دورہ کیا اور 18اپریل بروز ہفتہ کو تحصیل تونسہ کے ایم این اے پیر آف تونسہ شریف اور حلقہ PP-240 سے جے یو آئی کے نامزد امیدوار بیرسٹر امام بخش قیصرانی سے ملاقات ہوئی اور انہیں حضرت حیدری کے دورے کی دعوت دی۔ شام 5 بجے ترمن چیک پوسٹ پر ضلعی امیر کی قیادت میں ایک بڑے قافلے کیساتھ پہنچ گئے، وہاں سے حضرت حیدری کا شاندار استقبال کیساتھ قافلہ نماز عصر کی ادائیگی کیلئے داؤ موڑ مدرسہ مرکز الاسلامی پر تھوڑی دیر ٹھہرے، یہاں صحافی حضرات کے سوالوں کے جوابات دینے کے بعد حضرت حیدری کو بڑے قافلے کیساتھ سرکٹ ہاؤس تونسہ لایا گیا۔ جہاں حضرت حیدری کے اعزاز میں بیرسٹر امام بخش قیصرانی کی طرف سے پرتکلف عشائیہ دیا گیا۔ یہاں پر میڈیا سے حضرت حیدری نے گفتگو فرمائی کہ چینی صدر کے ساتھ تاریخی معاہدوں سے پاکستان میں خوشحالی کی نئی راہیں کھلیں گی چین اور پاکستان کی دوستی مثالی اور لازوال ہے۔ رات ۱۰ بجے مدرسہ تعلیم القرآن رتیڑہ تشریف لائے۔ یہاں خطاب کرتے ہوئے حضرت حیدری نے فرمایا کہ ہمیں سیکولر لابیوں کے مقابلے میں اپنی نسلوں کو بھولا ہوا سبق ازبر کرانا ہوگا۔ 1973ء کا آئین بھٹو یا کسی سیکولر لابی کا مرہون منت نہیں بلکہ یہ دینی مدارس کے علماء کی شبانہ روز کوششوں کا ثمر ہے اسلئے اسے اسلامی آئین کہا جاسکتا ہے۔ جلسہ سے مفتی محمد مظہر اسعدی جنرل سیکرٹری پنجاب، ضلعی امیر مولانا جمال عبدالناصر، مولانا محمد رمضان، مولانا غلام اکبر ثاقب ، بیرسٹر سردار امام بخش قیصرانی نے خطاب کیا۔ شرکاء میں مولانا محمد اقبال رشید صوبائی نائب امیر، قاری محمد طاہر جلبانی ضلعی ناظم، مولانا عبدالغفور گورمانی، مولانا غلام مصطفیٰ اشعری، مولانا جمیل احمد تونسوی، قاری سمیع اللہ قریشی، ملک فیض محمد ایڈووکیٹ، مولانا محمد شعیب سیال، میاں عبدالرحمٰن لنڈ ودیگر ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولانا اللہ ڈنو چنہ نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام مکہ مکرمہ سعودی عرب 0300-9316623

سلیم اللہ چنہ سابق ناظم تحصیل گھوٹکی، قاری ندیم احمد چنہ نائب امیر جے یو آئی تحصیل گھوٹکی

عالم اسلام کی مقدس سرزمین، دنیا بھر کے کروڑوں مسلمانوں کے مرکز عقیدت
مهبط الوحی، الارض الطاهرة، ام القری مكة المكرمة المملكة العربية السعودية
میں مقیم پاکستانی کمیونٹی سے وابستہ جمعیۃ علماء اسلام کے ارکان کی جانب سے
قائد جمعیۃ، رہبر ملت
حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ
مرکزی امیر جمعیۃ علماء اسلام
فخر جمعیۃ حضرت مولانا
عبدالغفور حیدری مدظلہ
ڈپٹی چیئرمین سینٹ
جانشین شہید اسلام
حضرت مولانا راشد محمود سومرو مدظلہ
جنرل سیکرٹری جے یو آئی سندھ
ریلی
فقید المثال، تاریخ ساز
تحفظ ناموس رسالت
تحفظ حرمین شریفین
تحفظ مدارس دینیہ
کے کامیاب اور بھرپور انعقاد پر
جے یو آئی سندھ، اضلاع کے عہدیداران
وکارکنان کو تہہ دل سے
مبارکباد پیش کرتے ہیں